[illegible]

[illegible]

(مترجمہ [illegible])

[illegible]

کے سی آئی ای - سی ایس آئی [illegible]

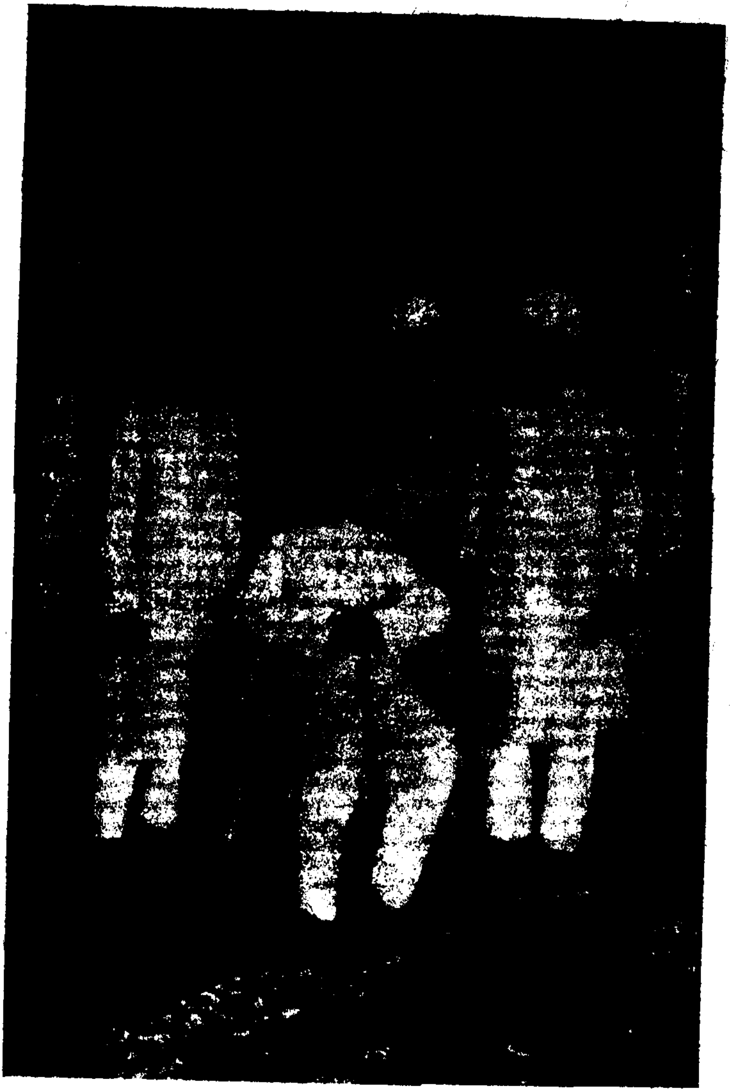
سرکار آصفیہ [illegible] دکن

باہتمام [illegible]

اقل العباد [illegible] علی محمدی بی اے [illegible] نے ترجمہ

بمکتبۂ ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن

طبع سنہ ۱۳۵۲ھ شد



راجہ راجایان سر مہاراجہ بہادر کشن پرشاد یمین السلطنۃ

سید یعقوب بزمی بی-اے مسعود علی محوی بی-اے

مرزا نظام شاہ لبیب تیموری

ملاحظہ ہو ضمیمۂ دیباچۂ صفحۂ ۱۰۸ و ۱۰۹

بہ پیشگاہ فیض شمامہ عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ یمین السلطنت
کے۔ سی۔ آئی۔ ای، جی۔ سی۔ آئی۔ ای صدر اعظم سرکار آصفیہ
حیدرآباد دکن دام اقبالہ و اجلالہ

مست توام از بادہ و جام آزادم   صید توام از دانہ و دام آزادم
مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی   ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم

بندہ آزاد شاد نے آنکھ کھول کر اپنے ولی نعمتوں اور اپنے بزرگوں کی علم نوازی اور معارف پروری کے اکثر روح پرور سماں دیکھے اور بے شمار ہمت افزا داستانیں سنی ہیں، اور ایسی فضا میں پرورش پائی ہے جو اہل دل اور ارباب علم و فضل کی عقیدت اور عظمت سے مملو تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ ابتدا سن شعور سے حضرات صوفیہ اور ارباب علم و فضل کا، خواہ وہ کسی مذہب یا فرقے کے ہوں، دل و جان سے شیفتہ اور فریفتہ رہا ہے اور ان کی تعظیم و تکریم، اور خدمت و عظمت، جس طرح اور جس حد تک ہو سکے، اپنے لیے سعادت دارین کا ذریعہ تصور کرتا ہے حضرت امیر حسن سجزی علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور ارادتمندی کے چند در چند سلسلے موجود ہیں۔ ان کا گراں مایہ اور بلند پایہ تصوف، ان کی دلکش اور درد انگیز شاعری، ان کا دکن کا توطن اور مدفن ان سب تعلقات نے مل جل کر ان کی ذات مجمع الصفات اور ان کے

... کلام سے ایک خاص انس اور ربط پیدا کر دیا ہے۔ ان کے
... استعداد دل سے روز بروز کم ہوتے جاتے ہیں ... کتب
... دوست احباب کے کتب خانوں سے عاریۃً منگائے اور بعض نسخے
خرید کر معائنہ کیے۔ مختلف نسخوں کو دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا
کہ وہ سب ایک دوسرے سے مختلف اور ناتمام ہیں۔ ابتک کوئی ایسا نسخہ
نظر سے نہیں گزرا جو ان کے تمام موجودہ کلام پر حاوی ہو۔ علاوہ اس کے
جتنے نسخے دیکھے گیے ان میں سے اکثر چند روز کے مہمان نظر آئے۔ بعضوں
کی سیاہی اُڑ رہی ہے، بعضوں کے کاغذ جواب دے رہے ہیں اور بعضوں
کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر چند روز ان پر
اسی طرح اور گزرے تو حضرت امیر حسن علیہ الرحمۃ کی تمام عمر کی
جگر کاوی برباد ہو جائیگی اور ہندوستان کے ایک نامآور شاعر کا
کلام صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ اس خیال نے بے چین
اور اس پر آمادہ کر دیا کہ جس طرح بن پڑے ان کا متفرق کلام جہاں تک
دستیاب ہو سکے ایک جگہ جمع کر کے چھپوا دیا جائے تاکہ وہ ایک مدت
کے لیے غارتگر زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے
مصارف، اور تلاش و تالیف کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلا جز اس خادم الشعرا
کے ذمے رہا۔ اور دوسرا جز مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ)
سابق سشن جج سرکار عالی نے جو فقیر شاد کے مخلص محبان قدیم سے ہیں
براہ علم دوستی اپنے ذمے لیا۔ الحمد للہ کہ وہ ڈھائی سال کی لگاتار محنت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

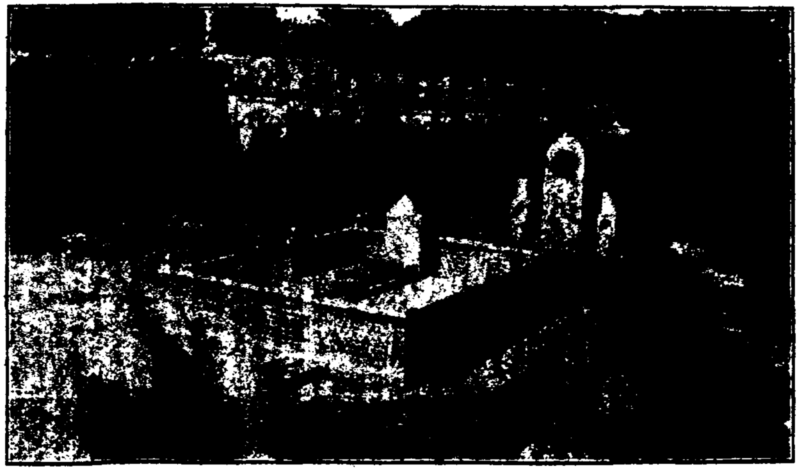
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



نقشہ مزار حضرت امیر حسن علیہ الرحمہ واقع خلد آباد ضلع اورنگ آباد
ملک محروسہ سرکار آصفیہ حیدر آباد دکن

امیر حسن

اور

اُن کا زمانہ

امیر حسن علا سجزی کے حالاتِ زندگی پر ہمارے دوسرے مشاہیر شعرا کی طرح ایک حد تک گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تھوڑے بہت جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اُس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ شعرائے عظام اور صوفیہ کرام کے طبقہ میں داخل ہیں، اور اس لیے شعرا کے تذکرہ نویسوں اور سیر الاولیا کے مؤلفوں کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے، اور بدقسمتی سے یہ دونوں گروہ اپنی اجمال نویسی میں مشہور اور معروف ہیں۔ امیر موصوف کی زندگی کا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں معلوم ہوتی کہ پہلے اُن معتبر مؤلفین کے اقتباسات جنھوں نے اِس معاملہ میں قلم اٹھایا ہے خود اُن کے الفاظ میں پیش کر دیں اور بعدہ جو کچھ ہمیں امیر حسن اور ان کے عہد اور معاصر بادشاہوں کے متعلق عرض کرنا ہے وہ عرض کریں۔

مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی (جو ۷۵۸ ہجری میں ختم ہوئی)

نہ صرف امیر حسن کے معاصر بلکہ اُن کے ہم صحبت اور دلی دوست ہیں اس لئے ہم انھیں کی تاریخ سے ابتداء کرتے ہیں، ملا ممدوح سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے شعراء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

اقتباس (۱) "در عصر علائی شعرائے بودند کہ بعد از ایشان بلکہ پیش از "
" ایشان چشم روزگار مثل ایشان ندیدہ است لاسیما۔ امیر خسرو...... "
" دوم شاعرے از شعرائے یگانہ در عصر علائی امیر حسن سنجری بودہ است "
" و او را تالیفات نظم و نثر بسیار است و بسلامتی ترکیب و روانی سخن "
" آیت بودہ است۔ و از بسکہ غزلہائے وجدانی در غایت روانی بسیار "
" گفتہ است او را سعدی ہندوستان خطاب شدہ بود۔ امیر حسن مذکور "
" باوصاف و اخلاق مرضیہ متصف بودہ است۔ و بعزت خداوندان "
" مکارم اخلاق کہ در لطائف و ظرائف و مجلسہا و استحضار اخبار "
" سلاطین و اکابر و علمائے بزرگ دہلی و استقامت عقل وزیرکی و دست "
" صوفیہ و لزوم قناعت و اعتقاد پاکیزہ و خوش بودن و خوش گزرانیدن "
" بے اسباب دنیا و تجرد و تفرد از علایق دنیا ہمچوں او کسی را کمتر دیدہ ام "
" و سالہا مرا با امیر خسرو و امیر حسن مذکور تردد و یگانگی بودہ است۔ "
" و نہ ایشان بے صحبت من توانستندے بود نہ من توانستمے کہ مجالست "
" ایشان را گزرانم۔ و از محبت من میان ایشان ہر دو استاد قرابتہ شد "
" و در خانہائے یکدیگر آمد و شد کردن گرفتند۔ و از نہایت اعتقادے کہ "
" امیر حسن بخدمت شیخ (سلطان المشایخ حضرت نظام الدین علیہ الرحمۃ) داشت "

"و ایں بزرگ پیوستہ میان شعرا ممکن و مقبل بود۔ و ہیچ کس لطیفہ و نظمے
بہ بدیہہ بہتر از او نگفت۔ و بادشاہان و بادشاہ زادگان گوش بر سخنان
او می داشتند۔ و سر ہمہ سعادتہا آں بود کہ در سلک بندگان حضرت
سلطان المشائخ منسلک شد۔ و بنظر خاص سلطان المشائخ مخصوص
گشت۔ وقتے ایں بزرگ بخدمت سلطان المشائخ آمدہ چند عزیزے
حاضر بودند۔ سلطان المشائخ روے بسوئے ایں بزرگ کرد و فرمود
کہ ایں ساعت ذکر فضلا داشتیم کہ تو در آمدی۔ و از ملفوظات سمع افزا
سلطان المشائخ فوائدے بنوشت و عین تقریر سلطان المشائخ بقدر
امکان رعایت کرد کہ امروز آں فوائد الفواد مقبول اہل دلاں عالم
شدہ است و دستور عاشقاں گشتہ، و شرق و غرب عالم گرفتہ۔ سلطان الشعرا
امیر خسرو علیہ الرحمۃ کرات گفتے کاشکے تمامی کتب کہ عمر دراں صرف کردہ ام
برادر امیر حسن را بودے و ملفوظات سلطان المشائخ کہ جمع کردہ اوست
مرا بودے تا من بداں در دنیا و آخرت فخر و مباہات کردمے۔ و ایں بزرگ
دریں عالم مجرد زیست۔ در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہمانجا دفن یافت رحمۃ اللہ علیہ"

ہندوستان غلاموں، خلجیوں اور تغلقوں کے ابتدائی دورِ حکومت تک علمی اور ادبی لحاظ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ علماء، فضلاء، شعراء اور متصوفین کے طبقہ اور زمرہ میں سربر آوردہ ہستیاں موجود ہیں، مگر فیروز شاہ تغلق کے انتقال (۷۹۰ہجری) کے بعد سے تغلقوں کی سلطنت میں ضعف آنا شروع ہو گیا اور اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد تیموری طوفان نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام

اسلامی دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ اس پرآشوب زمانہ میں جبکہ ہر شخص بجائے خود لرزاں اور ترساں تھا علم و فن کی خدمت کرنے والا کون تھا۔ اور یہ درخت جو امن و اطمینان کی سرزمین اور قدردان بادشاہوں اور امیروں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتا ہے کس طرح سرسبز اور بارآور ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے بعد سے سلطنت تیموریہ کے قیام (سنہ ۹۳۲ ہجری) تک ہندوستان اور خصوصاً شمالی ہندوستان کا علمی اور ادبی چمنستان ویران اور سنسان نظر آتا ہے۔ نہ علمائے عظام کے حلقے ہیں اور نہ صوفیائے کرام کے جلسے۔ اگر کچھ لوگ کہیں ہیں بھی تو وہ قعرِ گمنامی میں پڑے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو انہیں اس قعر سے نکال کر روشناسِ عالم کرے۔ ایسے کس مپرسی کے زمانہ میں بجائے حسن کے حسنِ صورت اور سیرت کی داستان سنانے والا کہاں سے آئے۔ سلطنت مغلیہ کے قدم آتے ہی ہندوستان نے پھر ایک گونہ امن و امان کی صورت دیکھی اور اس کے علمی اور ادبی چمن میں جو اس وقت تک خشک پڑا تھا پھر بہار کے آثار نظر آنے لگے۔ اور ان خوش نوا بلبلوں نے جو اس وقت تک دم بخود تھیں پھر چہچہانا شروع کیا۔ ہمایوں کے عہد میں حامد بن فضل اللہ المخاطب بہ جلال خاں و المعروف بہ شیخ جمالی نے جو بادشاہ کے ندما میں داخل اور مشہور شاعر صوفی اور بڑے سیاح تھے اور اثنائے سیاحت میں مولانا عبدالرحمن جامی اور مولانا جلال الدین محمد دوانی سے ہم صحبت رہ چکے تھے "سیر العارفین" لکھ کر اہلِ دل کی بھولی ہوئی داستان از سرِ نو یاد دلائی۔ چونکہ حسن اس ممتاز طبقہ کے ایک رکن تھے اس لیے ان کا ذکر اگر مستقل عنوان سے نہیں تو ضمنی طور سے بغیر آئے نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ

کے حالات کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اقتباس (۴)۔ "نقل است از مولانا شہاب الدین امام کہ روزے حضرت ایشاں (حضرت سلطان المشائخ نظام الدین علیہ الرحمہ) بزیارت مزار متبرک حضرت سلطان المشائخ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ رفتہ بودند من و خدمت مولانا برہان الدین غریب در رکاب ایشاں بودیم۔ بعد از زیارت حضرت شیخ را بر حوض شمسی گزر افتاد تا بر سر مزار بعضے بزرگاں کہ بالائے آں حوض آسودہ اند فاتحہ بخوانند ناگاہ خواجہ علا حسن سجزی با جمع یاران خود در کنارہ حوض شراب میزد۔ و اورا با حضرت شیخ در مبدا حال در بداؤن آشنائی و صحبت بودہ است پیدا گشت و ایں دو بیت بر زبان راند۔"

"سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم گر صحبتہا اثر بودے کجاست
زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد فسق ما ایں بہتر از زہد شماست
چوں حضرت شیخ ایں ابیات از او شنید بغور فرمود "در صحبت اثر ہاست"
ایں سخن در دل او چناں اثر کرد کہ فی الحال سر برہنہ تاخت و خود را
بپائے حضرت شیخ انداخت و تائب شد و بشرف ارادت مشرف
گشت۔ و ایں خواجہ حسن دراں وقت کہ توبہ کرد ہفتاد و سہ سالہ عمر
داشت و یکے از مقبولان و محبوبان حضرت شیخ شد...... و ایں غزل
بعد از توبہ در قلم آوردہ است کہ مقطع آں اینست۔
اے حسن توبہ آنگہے کردی کہ ترا قوت گناہ نماند"

و دراں زودی تبرک دکان کرده. اگرچه آں وقت مرید شیخ نشد اما شعر
از اول بکسب علوم و کمالات ظاهری مشغول گشته بخانقاه شیخ متردد
گردید و میان او و امیر خسرو الفت تمام بهم رسید. هردو نوکری شاهزاده
محمد سلطان خان شهید بن بادشاه غیاث الدین بلبن وقت حکومت
ملتان اختیار نمودند امیر خسرو مصحف دار شده و خواجه حسن
دوات دار گردید. و چوں محمد سلطان خان شهید بدهلی می آمد
هردو عزیز از خدمت شهزاده فراغ می یافتند اکثر اوقات ملازمت شیخ
بسر می بردند. و رفته رفته عاشقی و معشوقی ایشاں شهرت یافته بجائے
رسید که صاحب غرضاں بعرض شهزاده رسانیدند که همه خلق ایشاں را
بزبان گرفته از اهل ملامت میدانند قابل خدمت نزدیک نیند.
امیر خسرو دراں وقت غزلے که مطلعش ایں است گفت

زیں حل خودکلم کار من برسوائی کشید — خسروا فرمان دل کن دین بیکبار آورد

بعده محمد سلطان خان شهید از روئے مصلحت خواجه حسن را از
مصاحبت و اختلاط امیر خسرو منع فرمود. اما چوں سررشته محبت
میان ایشاں استحکام داشت براں منع سودے مترتب نشد.
و اهل غرض باز ایں معنی بمحمد سلطان خان شهید عرض کردند و دریں
کرت محمد سلطان اعراضی شده تازیانه چند بر خواجه حسن زد. و خواجه حسن
چوں از انجا بیروں آمد راست بخانه امیر خسرو رفت. و محمد سلطان خان
شهید هما دم ایں خبر رسید تعجب نمود و یکے از حضار مجلس که حقیقت حال

"مطلع بود معروض داشت کہ محبت مجازی ایشان بنور حقیقت آراستہ شدہ است"
"و جمال حال ایشان بزیور صنعت و صلاح بپیراستہ - محمد سلطان خان شہید"
"[illegible] ارشادہ امیر خسرو را طلب نمودہ پرسید کہ محبت شما از شائبہ ہوا مبرا"
"است یا نہ - او جواب داد کہ دوئی از میان ما رخت بربستہ - محمد سلطان خان"
"شہید گواہ طلبید - امیر خسرو دست از آستین برآوردہ گفت -"
"مصرع - گواہ عاشق صادق در آستیں باشد - پس محمد سلطان خان شہید"
"دید کہ اثر تازیانہ بہماں موضع کہ بر خواجہ حسن رسیدہ بود بر دستِ امیر خسرو"
"ظاہر است پس سکوت اختیار نمود - و امیر خسرو فی الفور ایں رباعی خواند"

"عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست"
"تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست"
"اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت"
"نامیست مرا بر من و باقی ہمہ اوست"

عہدِ جہانگیری کے تصنیفات میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب "اخبار الاخیار" (سنہ ہجری) مشہور و معروف ہے اور علامہ مؤلف نے ایک حد تک روایات کی تنقید فرمائی ہے جس سے اس سے قبل کی اکثر تالیفات بالکل معرا نظر آتی ہیں۔ علامہ موصوف نے امیر حسن کا ذکر ایک مستقل عنوان میں کیا ہے۔ جو کچھ وہ تحریر فرماتے ہیں وہ حسبِ ذیل ہے۔

اقتباس (۵)۔ "امیر حسن بن علاء سجزی دہلوی - او از درمیان فضلائے عصر عشقے و مکانے دیگر بود، و درمیان مریدان شیخ نظام الدین بقربت و عنایت"

شیخ امتیازے داشت و در حسن معاملت و صفائے سریرت و سائر صفات
حمیدہ یگانۂ عصر بود، و باوصاف تصوف موصوف۔ و از امیر خسرو
تقدم گونہ ہست اگرچہ ہر دو مصاحب و معاصر یکدیگر بودند، و از قصائد است
در مدح سلطان غیاث الدین بلبن و در کلام امیر خسرو در مدح این سلطان
کمتر چیزے تواں یافت۔ و اکثر اشعار امیر خسرو در زمان سلطان غیاث الدین
بلبن در مدح خان شہید است کہ پسر اوست و حاکم ملتان بود و امیر خسرو
در ملازمت او مے بود۔ و ایں خان شہید التماس قدوم شیخ مصلح الدین
سعدی شیرازی از شیراز نمودہ، شیخ التماس او را مبذول نداشتہ فرمود
پیر شدیم و میل سیر ہندوستان نماندہ۔ و آنکہ در باب ملاقات امیر خسرو
با شیخ سعدی سخنان گویند اصلے ندارد۔ و میر حسن را کتابے است مسمی
بفوائد الفواد در آنجا ملفوظات شیخ را جمع کردہ در غایت متانت الفاظ
و لطافت معانی، آن کتاب در میان خلفا، و مریدان شیخ نظام الدین
دستورے است۔ گویند کہ امیر خسرو گفتے کاشکے تمام تصنیفات من
بنام میر حسن بودے و ایں کتاب از من بودے و ایں سخن ناشی از
غایت محبتے است کہ امیر خسرو را نسبت بہ پیر خود بود ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

مولد و منشا امیر حسن مقام دہلی است و در مدت حیات خود مجردانہ
زیست و در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہمانجا مدفن یافت، روضۂ او
ہم در انجاست رحمۃ اللہ علیہ وفات او در سنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ است۔

اِس کے بعد جس قدر تذکرے اولیا یا شعرا، کے لکھے گیے ان میں واقعات اُلٹ پلٹ کے لکھے جاتے رہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں - اور اس لحاظ سے ناقابلِ توجہ ہیں - البتہ عبدالرزاق المخاطب بہ **شاہ نواز خاں** کا تذکرۃ الشعراء موسوم بہ "بہارستان" جس میں قابل مؤلف نے ایک حد تک تنقید اور تعریض سے کام لیا ہے - اِس قابل ہے کہ اس کے اقتباس کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا جائے - جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے -

بہارستان

اقتباس (۹) - "خواجہ حسن دہلوی ملقب بہ نجم الدین بن علاء سجزی است
" مولد و منشائے او دہلی است - میان فضلائے عصر عزتے و مکانے
" داشت و در مریدان شیخ (نظام الدین علیہ الرحمہ) نیز بالتفات خاص
" مخصوص بود و بحسن معاملت و صفائے سریرت و سایر صفات حسنہ
" یگانہ زمانہ بودہ - آنچہ گویند در ابتدائے حال خواجہ کہ حسن و جمال وافر
" و فضل و دانش کامل داشت بر دکان خبازے نشست - روزے
" سلطان المشائخ باصحاب خود ازاں راہ میگذشت - امیر خسرو کہ در عنفوان
" شباب بود چنین حسن دلربا دیدہ شیفتہ گردید و نزدیک دکان رفتہ بپرسید
" کہ نان چگونہ میفروشی - حسن گفت نان در پلہ ترازو مے نہم و خریدار را
" میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گذارد - ہرگاہ زر گراں برآید مشتری را
" راہی میسازم - امیر خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست
" گفت درد و نیاز عوض میسازم - امیر خسرو از حسنِ کلام حسن حیراں
" ماند - و کیفیت حال بشیخ عرض نمود - بحسب اتفاق دراں زودی "

حسن ترک دکان کرده بیشتر از اول بکسب کمالات صوری اشتغال نمود
اگرچه دران وقت بخدمت شیخ مرید نشد، اما آمد و رفت میکرد۔
این حکایت از اکاذیب است ۔ شیخ (عبدالحق) در اخبار الاخیار
آورده که بقیاس چنان در می آید که امیر حسن را نسبت با امیر خسرو
تقدم کرده باشد، چه امیر حسن را در مدح غیاث الدین بلبن قصائد غرا است
و از امیر خسرو در مدح سلطان موصوف کمتر چیزے توان یافت، اگرچه
هر دو معاصر و مصاحب یکدیگر بودند۔ چون میانه وے و امیر خسرو
الفت و محبت تمام بهم رسیده بود هر دو نوکری سلطان محمد بن غیاث الدین
اختیار نموده بملتان رفتند۔ امیر خسرو بمصحف داری شهزاده و خواجه حسن
بدوات داری اختصاص یافتند۔ و بعد از شهادت شاهزاده بدهلی آمد
و امیر خسرو در مرثیه او نثرے نوشته و بیاران دهلی فرستاده۔ گویند خواجه
وقتیکه شش از پنجاه متجاوز بود بر حوض شمسی با جمعی به تجرع مشغول بود
ناگاه سلطان المشایخ ازان راه میگذشت۔ خواجه این دو بیت خواند

سالها باشد که ما هم صحبتیم — گر ز صحبتها اثر بودے کجاست
زهد تان فسق از دل ما کم نکرد — فسق ما یان بهتر از زهد شما است

شیخ فرمود صحبت را اثرها است انشاءالله تعالیٰ روزی باد۔
چون وقت انتباه رسیده بود فوراً بپاے شیخ افتاده از جمیع مناهی
توبه نمود و مرید گشت و غزلے در سلک نظم کشید که مقطعش این است

اے حسن توبه آنگهے کردی — که ترا طاقت گناه نماند

"کتاب فوائد الفواد کہ مشتمل بر احوال و اقوال شیخ است تصنیف اوست
"در غایت متانت الفاظ و لطافت معانی۔ گویند امیر خسرو گفتے کاشکے
"تمام تصانیف من بنام حسن بودے و این کتاب از من۔ و این سخن
"از غایت محبتے است کہ نسبت بیر داشت۔ در شعر بسیار معتقد شیخ سعدی
"بودہ و ہمیشہ تلاش آں روش میکرد چنانکہ خود گوید

حسن گلے زگلستان سعدی آوردہ است
کہ اہل معنی گل چیں ازاں گلستانند

"لہٰذا او را سعدی ہندوستان می گفتہ اند و مولانا عبدالرحمٰن جامی
"در بہارستان آوردہ کہ خواجہ حسن را در غزل طرز خاص است اکثر قافیہا
"تنگ و ردیف ہائے غریب اختیار نمودہ۔ لاجرم از اجتماع آنہا
"شعر وے اگرچہ در بادی الرائے آسان می نماید اما در گفتن دشوار است بنا بریں
"اشعار وے را سہل ممتنع گفتہ اند۔ صاحب تاریخ فیروز شاہی آوردہ
"کہ من کسے را در لطافت و سلامت عقل و تہذیب اخلاق مثل خواجہ حسن
"ندیدہ ام سلاطین و اغنیا بوے توجہ خاص داشتند۔ در آخر عمر وقتیکہ
"سلطان محمد تغلق شاہ دہلی را خراب نمودہ دیوگیر دکن را پایۂ تخت
"خود قرار دادہ موسوم بدولت آباد ساخت وے نیز بدانجا شتافت
"و در ہماں اوان بدار الجناں منزل گزید" مخدوم او دا "الخ ۔ ۔ ۔
"در اخبار الاصفیا سال رحلت سنہ ہفتصد وسی و ہفت نوشتہ لہ
"یک سال ازاں تاریخ کم است و در بالا گھاٹ دولت آباد کہ اکثر"

اور وہ مختصر ہو کر صرف شیر رہ گیا ہو۔ لیکن زیادہ تر رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے لفظ "شاعر" کو بگاڑ کر "شیر" کر دیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں کئی بزرگ تھے جو حسن کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں تمیز کرنے کے لیے ہر شخص کے نام کے ساتھ اس کی صفت بڑھا دی جاتی تھی۔ مثلاً ایک حسن شاعر کہلاتے تھے دوسرے حسن قوال کے نام سے مشہور تھے۔ یہ قوال سلطان المشائخ کے پسندیدہ اور مقبول قوالوں میں تھے اور اس قافلہ میں شریک تھے جسے دہلی چھڑوا کر قسمت دولت آباد کھینچ لائی تھی۔ اور اس لیے ان امتیازی الفاظ کا قایم رکھنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہوگا۔

لفظ "سنجری" کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے اس لفظ نے یہ صورت اختیار کر لی ہے، ورنہ فی الحقیقت وہ "سجزی" ہے، جو "سگزی" کی معرب شکل ہے "فوائد الفواد" جو اسی سال قبل دہلی کے فخر المطابع میں چھپی ہے اور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں صاف طور سے حسن علا سجزی لکھا ہے۔ ہندوستان کے شرفا کے خاندانوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور بیشتر خاندان عرب سے نکل کر ایران، افغانستان اور دوسرے قریب جوار کے ممالک میں آباد ہوئے اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان آتے رہے ہیں۔ ایسے خاندان شاذ ہی ہوں گے جو براہ راست عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہوں۔ اس بنا پر قوی قیاس یہی ہے کہ حسن کا خاندان بھی عرب سے نکل کر پہلے سیستان یا سجستان میں آکر آباد ہوا اور اس کے بعد ہندوستان آیا۔ اس لحاظ سے انہیں "سنجری" نہیں بلکہ "سجزی" کہنا صحیح ہوگا۔ اس قیاس کی تائید

انڈیا آفس کے کتب خانہ کی فہرست کتب فارسی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، امیر حسن کے دیوان کا جو قلمی نسخہ وہاں موجود ہے اس کا دیباچہ خود انھوں نے نثر میں لکھا ہے جس میں منجملہ دوسرے امور کے تحریر فرماتے ہیں کہ "سنہ ۷۱۵ ہجری میں جبکہ میری عمر ۶۴ سال کی تھی میں نے یہ دیوان مرتب کیا۔ اس حساب سے ۶۴ کے عدد کو ۷۱۵ سے خارج کر دیا جائے تو سنہ ۶۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۵۴ء نکل آتا ہے جو ان کی پیدائش کا صحیح سال ہے۔ حضرت امیر خسرو کا سالِ پیدائش مسلم طور سے سنہ ۶۵۱ ہجری ہے، جیساکہ وہ خود ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

کنوں کہ شش صد و ہشتاد و چار شد تاریخ

مرا ز سی و سہ آمد نوید سی و چہار

یعنی سنہ ۶۸۴ ہجری میں میرا چونتیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا شیخ عبدالحق صاحب اخبار الاخیار کا یہ فرمانا کہ "امیر حسن را بر امیر خسرو گونہ تقدم ہست" (ملاحظہ ہو انتخاب نشان ۵) صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے بلحاظ عمر امیر حسن، امیر خسرو سے ایک سال چھوٹے تھے۔ شیخ صاحب جس دلیل سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے شیخ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ "امیر حسن کے قصیدے غیاث الدین بلبن کی تعریف میں ہیں مگر امیر خسرو کے کلام میں انکا کہیں پتا نہیں چلتا۔ شیخ صاحب کا یہ استدلال مختلف وجوہ سے کمزور اور محل نظر ہے"۔

اول تو محض کسی بادشاہ کی مدح نہ کرنے سے لازمی طور سے عمر یا زمانہ کا تخمینہ یا تعین نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ امر آسانی ممکن ہے کہ دو شاعر ایک ہی وقت اور زمانہ میں

ہوں اور ایک نے بادشاہِ وقت کی مدح میں قصائد لکھے ہوں اور دوسرے نے نہ لکھے ہوں۔ محض تقدم اور تاخر کا معیار یہ نہیں قرار پا سکتا۔

دوسرے یہ کہ امیر حسن کے جتنے کلیات ہماری نظر سے گذرے اور جن کی تعداد دس سے کم نہیں، اور جن میں سے اکثر مختلف شاہی کتب خانوں کے نسخے تھے ان میں سے کسی ایک نسخہ میں بھی غیاث الدین بلبن کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا گیا، نہ بحیثیت سلطان ناصر الدین کے وزیر اور مختار کل کے اور نہ بحیثیت بادشاہ کے۔

تیسرے۔ اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ غیاث بلبن سنہ ۶۶۴ ہجری میں بادشاہ ہوا۔ اس وقت امیر خسرو کی عمر تقریباً ۱۳ سال اور امیر حسن کی تقریباً ۱۲ سال کی تھی۔ امیر حسن اپنے اس دیوان کے دیباچہ میں جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اس لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ انھوں نے سنہ ۶۶۴ ہجری سے پہلے جبکہ غیاث الدین بلبن صرف الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی مدح میں کچھ لکھا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر حسن کے کسی دیوان میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں بجز سلطان علاء الدین اور اس کے خاندان کے کسی بادشاہ یا امیر کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ خود ان کے مرتبہ کلیات میں بھی جو انڈیا آفس میں ہے، غیاث الدین بلبن کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں پایا گیا۔

مولانا شیخ عبدالحق ان لوگوں میں نہیں ہیں، جن کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ انھوں نے بغیر کسی بنیاد کے یوں ہی ایک لغو بات لکھ دی ہوگی۔ اس خلش کو دور کرنے اور اس معمے کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت زحمت اٹھانی پڑی۔ مختلف تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی کے بعد جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ "الغ خاں"

کے خطاب نے مولانا موصوف کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ سلطان ناصر الدین محمود جو
سلطان شمس الدین التمش کا چھوٹا بیٹا تھا۔ سنہ ۶۴۴ ہجری م سنہ ۱۲۴۶ء میں اپنے بھتیجے
سلطان علاءالدین مسعود کی جگہ پادشاہ ہوا۔ ناصر الدین ہندوستان کے ان مسلمان
بادشاہوں میں تھا جن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی کا نمونہ تھی۔ شجاع، عابد، زاہد
اور بیحد خدا ترس تھا۔ تخت نشینی کے دن اس نے ملک غیاث الدین بلبن کو جو سلطان
شمس الدین التمش کے "بندگان چہل گانی" میں اور اس کا داماد تھا اور مختلف پادشاہوں
کے زمانہ میں باز دار خاصہ، میر شکار اور امیر حاجب رہ چکا تھا اپنا وزیر بنایا اور
خانِ اعظم "الغ خاں" کا خطاب دیکر تمام سلطنت کا کاروبار اس کے سپرد کر دیا۔
سلطان ناصر الدین کی بیس سالہ حکومت میں تمام سلطنت کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں
تھا اور وہی مختار کل تھا۔ اور عام طور سے "الغ خاں" کے خطاب سے پکارا جاتا تھا
سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد خود پادشاہ ہوا۔ غیاث الدین بلبن کے پوتے
سلطان معز الدین کی سہ سالہ پادشاہی کے بعد "خاندان غلاماں" کا خاتمہ ہو گیا۔ اور
خلجیوں کا ستارۂ اقبال چمکا۔ ان میں پہلا پادشاہ سلطان جلال الدین خلجی تھا۔ لیے
فریب اور دغا سے اس کے بھتیجے اور داماد علاء الدین نے مار ڈالا۔ علاء الدین نے
سنہ ۶۹۵ ہجری میں ملک کو دوسرے دعویداروں سے پاک و صاف کر کے سریر سلطنت
پر قدم رکھا اور اپنے چھوٹے بھائی الماس بیگ کو جس کا جلال الدین کے قتل میں
بڑا حصہ تھا "الغ خاں" کا خطاب دیا۔ اسے سلطنت کے انتظام میں بڑا دخل تھا۔
اسی لحاظ سے بیچارے شعرا کو اس کی خوشامد بھی کرنی پڑتی تھی۔ یہی خطاب ہے
جس سے مولانا شیخ عبدالحق کو غلط فہمی واقع ہوئی۔ امیر حسن کے متعدد قصائد اور

قصائد اسی "الغ خاں" یعنی الماس بیگ کی مدح میں ہیں نہ کہ غیاث الدین بلبن کی مدح میں۔ اس دعوے کی تائید میں بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ "الغ خاں" کی مدح کے بعض اشعار پیش کر دیے جائیں جس سے یہ معاملہ صاف ہو جائے۔ پہلی نظم جو امیر حسن کے دیوان میں "الغ خان" کی مدح میں ملتی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

مدار ملک کشور گیر عالم　　معز الحق "الغ خان" معظم
گرامی گوہر الماس کوکب　　ورا نصر من اللہ نقش خاتم

"الماس" کا لفظ صاف طور سے "الماس بیگ" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

معز الحق والدنیا "الغ خان" زمان داور　　کہ دار داور تائید ازل از لامکان دولت
فلک سر بر در ایں خانہ می مالد چو می داند　　کہ ہرگز سر نہ پیچد زیں مبارک خاندان دولت

"خانہ" اور "خاندان" دونوں الفاظ بتا رہے ہیں کہ شاعر کا ممدوح یعنی "الغ خاں" اور بادشاہ وقت دونوں ایک ہی خاندان کے ارکان تھے۔ یہ کیفیت اگر پائی جاتی تھی تو علاء الدین اور الماس بیگ میں پائی جاتی تھی۔ سلطان ناصر الدین اور غیاث الدین بلبن گو رشتہ دار ہوں مگر نسلاً ایک خاندان کے ارکان نہ تھے۔

تیسرا انتخاب اور زیادہ صریح اور صاف ہے۔

خلق در سایۂ اقبال الغ خانی باد　　سایۂ دولت شہ بر سرش ارزانی باد
شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد　　شاہ اقبال تو تا حشر ہمہ ثانی باد

اس میں "ثانی اسکندر" کے الفاظ اس خطاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو سلطان علاء الدین نے متواتر کامیابیوں کے نشہ سے مست ہو کر اپنے لیے مقرر کیا تھا۔ اگر مزید ثبوت کی ضرورت رہ گئی ہو تو یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

بہ زور بازوی عالم کشادی	ازیں اقبال برخوردار بادی
بقصود تو ہرچہ از بازو ست حاجت	الغ خان معظم بازوی راست
خضر خان و مبارک شمع گلشن	دو چشم ملک ملک از ہر دو روشن

خضر خاں اور مبارک خاں سلطان علاء الدین کے بیٹے تھے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صاف بتا رہے ہیں کہ امیر حسن کا ممدوح "الغ خاں" الماس بیگ تھا نہ کہ غیاث الدین بلبن، اور مولانا شیخ عبدالحق صاحب جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ غلط ہے۔

نسب و مذہب | ہمارے مکرم اور معظم دوست مولانا مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی یہ سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ امیر حسن کا مولد بدایوں تھا اور فرمایا تھا کہ ان کا نسب معلوم ہوجائے تو شاید ہم لوگ اس کا پتا چلا سکیں کہ آیا ان کا خاندان وہاں کا باشندہ تھا یا ان کے بزرگ بہ سلسلۂ ملازمت وغیرہ وہاں مقیم تھے۔ جویندہ یابندہ ان کے کلیات کو بنظر امعان دیکھنے سے بعض اشعار ایسے مل گئے جن میں انہوں نے اپنے نسب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک فخریہ قطعہ میں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔

بحرا مایہ از چو من ابریست	بہتریں دُر و بہتریں مطعم
از سخن آبم از تواضع خاک	لاجرم مہربان و مہر درم
شکم از غصہ پارہ کرد صدف	چوں شنید آبداری گہرم
باز بعضے خسان و بدوہنان	دیں دُرر منکر اند و زین غدرم
طعن این در سخن کنند مباد	ضرب خاں چیست یک شبہ پدرم

قیامت خیز طوفان نے اپنے ممالک سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا دہلی میں مقیم اور اس
کی آبادی کی زیبائش اور رونق تھے۔ بلبن ان سب کی تعظیم و تکریم میں بے حد مبالغہ کرتا
تھا، اور سب کے لیے معقول وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان میں سے بعض حکمران
خود ذی علم تھے اور اکثروں کے ساتھ ایسے لوگ تھے جن کا شمار علماء اور فضلاء میں ہوتا
تھا۔ انھوں نے خود دہلی کے اہل فضل و کمال کے ساتھ ملکر ایک ایسا علمی مجمع قائم
کر دیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل تھی۔ مولانا ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ

" اس عصر کو خیر الاعصار کہیں تو کچھ بیجا نہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے معتبر سادات
مشہور علماء اور ذی ہمت امراء کی ذات بابرکات سے مزین تھا۔ سادات میں
قطب الدین شیخ الاسلام شہر (جد بزرگوار قاضیان بدایوں) اور سید منتجب الدین
و سید جلال الدین پسر سید مبارک و سید عزیز و سید معین الدین سامانہ و سادات گردیزو
و سادات عظام کیتھل و سادات جنجیر و سادات بیانہ و سادات بدایوں وغیرہ عصمت نسب
اور بزرگی حسب میں عدیم المثال تھے۔ طبقۂ علما اور صوفیہ میں مولانا برہان الدین بلخ
مولانا برہان الدین بزاز، مولانا نجم الدین دمشقی شاگرد مولانا فخر الدین رازی، مولانا
سراج الدین سجزی، مولانا شرف الدین دیوالجی، صدر جہان منہاج الدین جرجانی
قاضی رفیع الدین کازرونی، قاضی شمس الدین مراحی و قاضی رکن الدین سامانہ
سے بزرگ شریک تھے"

اس علمی فضا اور اس ماحول میں امیر حسن، امیر خسرو اور شاہزادہ سلطان محمد
(جن کے حالات سے ہم آئندہ بحث کرینگے) نے پرورش اور تعلیم پائی تھی۔ گو ہم
امیر حسن کے اساتذہ کے نام اور ان کی تحصیل علم کی حد نہ بتا سکیں مگر جو کچھ ان کی

تصنیفات اور تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فارسی کی نظم و نثر پر وہ بدرجہ کمال قدرت رکھتے تھے فارسی اس زمانہ کے مسلمانوں کی تقریباً مادری زبان تھی۔ عربی کیا اگرچہ ان کی کوئی معتدبہ نظم یا نثر ہماری نظر سے نہیں گذری مگر جس طرح وہ عربی کے فقرے جابجا اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر بھی عبور تھا۔ میرے والد مرحوم مولانا احمد علی سابق سررشتہ دار کمشنری و ریذیڈنسی دہلی، صاحب "قصر عارفان" جو سلاسل اور حالات صوفیہ میں نایاب کتاب ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امیر حسن کی "قواعد النحو" نحو عربی میں ایک مشہور اور معروف کتاب تھی۔ اس سے ان کی عربی دانی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مولانا ضیاء برنی ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ انہیں اخبار سلاطین واکابر علمائے بزرگ دہلی کے حالات سے بڑی واقفیت تھی جس کے معنی یہ ہوئے کہ انہیں تاریخ پر بھی نظر تھی اس سے زیادہ ان کی تعلیم کے متعلق ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

امیر حسن اور امیر خسرو کی ملاقات

اقتباس نشان (۴) ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ صاحب "تاریخ فرشتہ" کی روایت کے مطابق ایک دن حضرت سلطان المشائخ مع اپنے ساتھیوں کے بازار سے گزر رہے تھے۔ امیر خسرو کی جوانی کا زمانہ تھا وہ بھی ہمراہ تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو بڑے صاحب حسن و جمال تھے ایک نان فروش کی دکان پر بیٹھے تھے امیر خسرو انکا حسن و جمال دیکھ کر فریفتہ ہو گئے دکان کے پاس جا کر پوچھا روٹی کس انداز سے بیچتے ہو۔ حسن نے کہا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں روٹی رکھتا ہوں اور خریدار سے کہتا ہوں کہ دوسرے پلڑے میں نقد رکھے جب نقد کا پلڑا جھک جاتا ہے تو خریدار کو چلتا کر دیتا ہوں۔ امیر خسرو نے کہا اگر خریدار نادار ہو تو کیا کرتے ہو

ایک عنوان قائم کیا ہے اگرچہ بالحقیقت اس روایت کی کوئی حقیقت ہوتی تو امیر خورد ضرور اسکا ذکر کرتے۔ ایک نان پز کے دل میں ایک نگاہ سے درد طلب کا پیدا کر دینا کیا کم کرامت ہو سکتی ہے۔

تیسرے۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن اور امیر خسرو میں ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔ حالانکہ مولانا ضیاء الدین برنی جو ان دونوں حضرات کے معاصر اور ہم صحبت دوست تھے فرماتے ہیں کہ ان دونوں استادوں میں میل جول اور آمد و رفت اور دوستی کا سبب میں ہوا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ باہم تعارف کا سبب مولانا ضیاء الدین تھے نہ کہ وہ بازاری ملاقات جس کا ذکر فرشتہ کرتا ہے۔

چوتھے۔ امیر حسن کے حسن و جمال کا تذکرہ کسی معاصر مورخ نے نہیں کیا ہے اگر ایسا ہوتا تو ان میں سے کوئی شخص ضرور اس کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ ان کے حسن اخلاق، عمدہ عادات یا ترک و تجرد کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچویں۔ فرشتہ نے یہ حکایت جن الفاظ میں کی ہے، اس سے خود اس کی خامی اور عدم صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "خواجہ حسن ..... در دکان خباز بے نشستہ بود" اس سے ہرگز یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ وہ "نان فروشی" کرتے تھے اور جب وہ نان فروش نہ تھے تو امیر خسرو کا ان سے مزاحاً بھی یہ سوال کرنا کہ "نان چگونہ میفروشی" کس قدر بے موقع، خلاف تہذیب اور غیر قرین قیاس ہے۔

چھٹے۔ جو لوگ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا، علیہ الرحمہ کے مریدوں کے اعتقاد اور طریقۂ عمل سے واقف ہیں اور جن کی شہادت مختلف

[illegible]

اور حسن کو کوڑوں سے پٹوانے کا افسانہ بھی فرشتہ کی نان پزی یا نان فروشی کی روایت کی طرح بالکل بے سروپا نظر آتا ہے۔ اہلِ ہوس کے وہ تعلقات جن پر لوگوں کو نکتہ چینی اور ملامت کا موقع ملتا ہے عموماً زیادہ عمر والوں کی طرف سے کم عمروں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ معاملہ مطلق نہیں دونوں حضرات تقریباً مساوی العمر تھے۔ اور سلطان محمد کی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت تقریباً ۲۷، ۲۸ سال کے تھے۔ دونوں کے ڈاڑھی مونچھیں نکل آئی ہونگی۔ پڑھے لکھے، معزز خدمتوں پر مامور تھے۔ محمد سلطان کا جس کی تہذیب اور متانت کا حال آپ سن چکے ہیں ان حضرات کے باہمی تعلقات کو قابلِ ملامت و سرزنش باور کرکے امیر حسن کو امیر خسرو سے نہ ملنے کا حکم دینا اور امیر حسن کے نہ ماننے پر انہیں کوڑوں سے پٹوانا اور ان کوڑوں کے نشانات کا امیر خسرو کے ہاتھ پر نمایاں ہونا ایسے امور ہیں جنہیں کوئی ذی عقل انسان ماننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر فرشتہ نے ان دونوں حضرات کی عمروں، ان کے علم و فضل، تعلیم و تربیت اور سلطان محمد کے عادات و اطوار اور تہذیب و اخلاق پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہوتا تو یہ لغو اور مہمل روایت اس کی تاریخ میں جگہ نہ پا سکتی تھی۔

شہزادہ سلطان محمد کی اس علمی اور ادبی مجلس کو قائم ہوئے چودہ پندرہ سال (از ۶۶۹ھ تا ۶۸۳ھ) بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ زمانہ نے اپنے قاعدہ کے مطابق کروٹ لی، اور چشم زدن میں اس پُرلطف اور دلچسپ صحبت کو درہم و برہم کر دیا۔ سلطان محمد نے جو شکستیں تاتاریوں کو وقتاً فوقتاً دی تھیں ان کا داغ ان کے دلوں پر تھا۔ جب ارغون خاں ہلاکو کا پوتا ایران کا فرمانروا ہوا

تو تیمور خان نامی ایک چنگیز خانی امیر جو افغانستان کا حاکم تھا لوٹ مار اور اپنے قوم کے دامن سے شکستوں کی بدنامی کا داغ مٹانے کے لیے بیس ہزار سواروں کے ساتھ دیپال پور اور لاہور کے علاقہ جات پر حملہ آور ہوا اور انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا ملتان کی طرف بڑھا۔ سلطان محمد نے نہایت جرأت اور مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا' اور ایک گھمسان لڑائی کے بعد اُسے شکست دیدی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ تاتاریوں کی اس شکست کے بعد شہزادہ سلطان محمد اپنی فوج کے پانسو فتح مند سپاہیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک تاتاری مغل جو دو ہزار سواروں کو لیے کمیں میں بیٹھا تھا باہر نکل آیا' اور اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس مختصر اور باخدا جماعت پر حملہ آور ہوا۔ کچھ لوگ نماز ختم کر چکے کچھ لوگ نماز میں تھے۔ یہ ناگہانی حملہ بھی سلطان محمد کو حواس باختہ نہ کر سکا' وہ سنبھلا اور اپنی مختصر جمعیت کو مرتب کر کے تاتاریوں کے حملوں کا جواب دینے لگا۔ اور اس نے کئی مرتبہ غنیم کے پروں کو توڑ دیا۔ مگر امیر حسن نے جو ملتان میں موجود اور غالباً اس معرکہ میں شریک تھے اپنے مرثیہ میں نماز کے واقعہ کا متعلق ذکر نہیں کیا ہے وہ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ

"غزات اسلام از ملوک ترک وخلج و معارف ہندوستان و سائر سپاہی در نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را باصلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر' تکبیر گویان دست بر آوردند ......"

عجب نہیں کہ "نماز گاہ معرکہ" کے الفاظ نے بعد کے مورخین کو اس روایت کے بنا لینے پر مائل کیا ہو۔ امیر خسرو کے مرثیوں میں اور مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ میں



جوق جوق از آب بگذشتند و ناگہ در رسید

جنگ شد دیدی و برگردوں غبار انگیختن — بادپا بر کافراں خاکسار انگیختن
غلغلہ در انجم از جوشش سپاہ انداختن — زلزلہ در عالم از سیر سوار انگیختن
ضربت مردانہ در پہلوئے نامرداں زدن — شعلۂ آتش ز تیغ آبدار انگیختن
دیوبندی را علم جمشیدوار افراختن — ملک گیری را فرس خورشیدوار انگیختن
آسماں اندر تضرع زاں فزع برداشتن — آفتاب اندر تیمم زاں غبار انگیختن

اندراں وقتے کہ فرق از مرد تا نامرد بود
اے بسا کس را کہ لبہا خشک رو ہا زرد بود

روز را تاریکی آمد چوں بہم بر بافتند — زرد شد خورشید چوں خنجر بہ خنجر بافتند
سوز نزدیک فرو رفتن شدہ از زرم تیغ — آسمانے بر سر خورشید لشکر بافتند
آنگوں شد خاک چوں جوشن بجوشن دوختند — گلستاں شد دست چوں اسپر با اسپر بافتند
کشتگاں افتادہ در صحرائے از اطراف سر — ہیچو صورتہا کہ در دیبائے اخضر بافتند
خواست شد تا نطع نصرت گسترد لیکن چہ سود — کز فلک آں نطع را بر شکل دیگر بافتند

یکزماں شمشیر قاتش نیاسود از قتال
از زوال روز تا شب اندراں روز زوال

یارب آں خوں بود کاندر روئے صحرا میدوید — یا بسوئے تشنگاں موجے ز دریا می دوید
کشتہ اندر خاک جاں میکند و بر خود می طپید — در گلویش موج می زد خون و بالا می دوید

این بدوزخ برد آب و آن بجنت برد جوی
شاه لشکرکش بترتیب صف و آئین جنگ
پائے پس می برد گردوں بو گرفته فتح را

گرچه خون گبر و مومن هر دو یکجا می دوید
مید وانید اشهب اقبال را تا می دوید
فتح هر چند از ملاعین جانب ما می دوید

کافر اندر انتظار شب که تا بیروں شود
ناگهاں میزان ما را پله دیگرگوں شود

تا چه شب بود آں که از چرخ آفتاب افتاده بود
روز چوں باقی نبود آں آفتاب تحت را
گر حسین کربلا را ره به بے آبی فتاد
کافر اندر خوں چو خرد ر پا رگیں غلطیده بود
فعل ایں گرگ کہن بنگر که از دست سگاں

دیو آتش در جهاں میزد شهاب افتاده بود
روز باقی بود چیزے کافتاب افتاده بود
او محمد بد که در آبش تاب افتاده بود
مومن اندر گل چو گوهر در خلاب افتاده بود
شیر در زنجیر و فیل اندر طناب افتاده بود

بے فزع بود آں قیامت را معین دیده ام
گر قیامت را نشاں اینست پس من دیده ام

دایرات آسمانی گردش پرکار کرد
ذره را دیدی که آب چشمه خورشید برد
با مغل هر سال بهر دیں سر و کارش بود
دست تقدیر راست گه خوں ریزد و جاں گه دهد
شیر نر از نیش موری صد خروش صعب زد

مرکز اسلام را سرگشته چوں پرکار کرد
سنگ را دیدی که کار لولوی شهوار کرد
عاقبت جان گرامی در سر ایں کار کرد
ناتوانی غم نتواں کینه با قهار کرد
پیل مست از نوک خارے صد فغان زار کرد

[illegible]

بسکه خون بے بہا خوردہ است خاک از دوستان	واجب است از خاک جستن خون بہائے دوستان
خسروا ہر بار میگوئی فراخواہم درید	جامۂ جان تا بدامن در عزائے دوستان
جان که صد جا پارہ شد از غم کجا باشد روا	پارہ را پارہ کردن از برائے دوستان
دوستان رفتند از بہر که میگوئی سخن	ختم مطلق کن سخن را از برائے دوستان

یاد میکن رفتگان را خاصه در حال دعا
کت برحمت یاد بنماید مگر دال دعا

یارب آن خورشید رحمت نور ده جان بادشان	جان ز فیض نور چون خورشید تابان بادشان
بود شان در روز ہیجا خان اعظم پیشوا	پیشوائے جنت الفردوس ہم خان بادشان
تشنگانی را که جانها شان ز بے آبی برفت	بهره از ابر کرم ہر لحظه باران بادشان
بستگانی را که دشواری بریشان دیر ماند	یارب امید رہائی زود آسان بادشان
وانچه باقی مانده اند وزان بلا باز آمده	فضل یزدان بادشان احسان سلطان بادشان

چون محمد رفت شه را عاقبت محمود باد
کیقبادش اسعد و کیخسروش مسعود باد

مرثیه امیر حسن

دیباز است تا سپہر ستمگر اگرچه مدتے عقد موافقت می بندد و عہد مصادقت می پیوندد بری گردد و روزگار ناسازگار اگرچه رسم رضامی نہد و وعدۂ وفامی دہد درمیگزرد

مقابل شوند هر دو آب در عقب لشکر باشد تا ازین جانب کسے رو بفرار تواند نهاد و نه از ان
جانب ذیل ساقهٔ لشکر را آفتے تواند رسید و الحق آن اختیار از غایت حزم و نهایت
کاردانی آن خان جهان ستان بود اما چون قضائے بد میرسد سر رشتهٔ همه مصالح دنیا
میرود و سلک همه تدبیرها از انتظام می‌شود ع

هر کرا از بخت بد ره او فتد — کار او در کام بدخواه او فتد
بخت چون دیوانه از ره گم شود — عقل چون شب کور در چاه او فتد

قضا را آن روز ماه و آفتاب که نسبت به ملوک دارند نشانهٔ ماهی آویخته بودند
و مریخ که در سر غزوئی او همه از خون اعیان مملکت است همه از ترکش آن برج خدنگ
خذلان طعانه طغیان می‌کشاد خان جوزا کمر را که اسدے بود از برج آبی خانهٔ خوف
و خرابی و دلائل فتن و مخایل فتور برین نوع ظاهر و باهر و رمز و اشارات جاء القضاء
ضاق الفضاء سیاق اوراق تحریر افتاد۔

القصه نیمروز است که سوار چرخ در ولایت نیمروز رسید و روز آن شاه گیتی فروز
را وقت زوال نزدیک شد ناگاه گروهے از سمت آن کفره پدید آمد خان غازی
بهمان زمان سوار شد و مثال داد که تمامی خیل و خدم و حاشیه و حشم او بر قضیهٔ
اُقتلوا المشرکین کافّة صفے صد بار قوی تر از سد سکندر بر کشیدند بعد از
ترتیب میمنه و ترکیب میسره بذات عالی صفات در قلب گاه چون در جمیع کواکب ماه
بجا و ایستاد و کفار تتار علیهم الخذلان و الخسران از آب لهاوه عبره کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازین وحشیان خرابی دوست بیابان زاده پرهاے بوم
بر سرهاے شوم خود نهاده و غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف هندوستان

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

میکنم بنا بر تنگ چشم فلک کہ بر بام پنجم است و بر در خانۂ ہشتم در گوشۂ کمین از کمان کینہ و کین بر سبیل جسارت و جفا بر تو خدنگ خطا رواں کند و کمندی گفت کہ امروز سر رشتۂ تدبیر از دست تفکر نبی باید داد کہ من ازیں جنگ بے درنگ و رزم بے حزم تو بر خودی پیچم ساعتے توقف کن کہ اسلام و اسلامیان چوں طناب بر بستۂ خیمۂ نعم تو اند اللہ اللہ باایں طائفہ رسم طناب اندازی را چندیں اطناب مدہ

من برغبت پیش تو سر بر طناب آوردہ ام
تو کمند از زلف اندازی کند انداز من

فی الجملہ آں شاہ دیں پناہ کفر کاہ بہمہ قلب سپاہ بایں گروہ گمراہ از نیمروز تا شامگاہ غزوے بے اجبار و اکراہ میکرد و غوغائے غالبان وغا و غلیان طالبان غزا گوش گیتی و اصماغ سما کر کردہ زبانہائے آتشیں کہ از سر نیزہ غزا مغز می خاست و زباں ہائے تیغ کہ در گذاردن پیغام اجل یک حرف خطا نمیکرد دراں قیامت ہمہ بدیں آیہ رواں بود کہ یوم یفر المرء من اخیہ پشت زمیں چوں چشم پیران بصر بباد دادہ پر خوں و روئے آسمان چوں فرق پسران پدر گشتہ پر گرد

آہن شمشیر چوں آتش چہ تابی اے پدر
یا مرا داغ یتیمی بر جگر خواہی نہاد

ہم درمیں ایں عناد و اثنائے ایں آشوب و بلا ناگاہ تیرے از شست قضا بربال آں شہباز فضائے غزا رسید و مرغ روح از قفس قالب آنحضرت بجانب گلشن و روضۂ رضوان نقل کرد اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ہماں زماں پشت دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چوں دل یتیماں زار شکست و سد ملت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

چو گورِ غریباں پست بیفتاد و اعتضادے که بازوے ملک را بود واز دست بشد و اعتمادے
که بیضهٔ اسلام داشت از جائے برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آں شاه
که آفتابش زرد شده بود بمغرب فنا فرو رفت و گردوں بر شعار سوگواراں جامه
در نیل زده واشک سیاره بر اطراف رخساره رواں گردیدن گرفت' زحل بر وقف
قضائے وفا و شمر طغرا کسوت سیاه گردانید واز مرگ او بر اہل ہندوستان نوحه
می کرد' و مشتری بر دریغ آں اندام گرد اندود قبائے خون آلود دراعه چاک میکرد
و دستار بر خاک می زد' و مریخ که دستِ قوت او چوں چشم ترکاں روئے معیشت
او چوں جعد زنگیاں تنگ و تاریک باد از تاسف آں خار خار که در دل خوں انگیخت
چوں حوت در پیش آفتاب و چوں حمل در قبضهٔ قصاب می طپید' و آفتاب از شرم آنکه
چرا در دفع ایں حادثه و قمع ایں واقعه نکوشید بر نیامد و در زمین فرو شد' و زہره چوں
دید که اجرام از جنگ ایام چه زحمت یافتند زاد فی الطنبور نغمه دف را ورق بگردانید
وسماع در پردهٔ دیگر آغاز کرد و بر وفاتِ آں شاه بنده نواز خود بجائے ساز نالیدن
گرفت' و عطارد که دو غزوات و فتوحات بر موافقت کاتب فتحنامها در قلم می آورد'
دراں ظلم از سواد دوات خود روئے سیاه می کرد واز اوراق دفترِ خویش پیراہن کاغذیں
می پرداخت' و ماه حالے در صورت ہلالے با قامت منحنی دراں قیامت زمین سر
بر دیوار و در افق میزد و مراتب مراثی نگاه می داشت. نظم

روئے بخاک می نهی وه که چنیں نخواهمت | ماه دلا برا ز زیر زمیں نخواهمت
گر بشکار میروی جان منست خاک تو | خلوت خاک خوش بود جان من ایں نخواهمت

حق تعالے و تبارک روح مطهر و مطیب آں شاهزادهٔ غازی را بدراج اعلے

تباہ ہوگئے۔ اس عیش اور کامرانی میں جہانداری اور جہانبانی کا کسے خیال تھا۔ ملک کا تمام نظم ونسق ملک نظام الدین نامی ایک امیر کے ہاتھ میں تھا۔ نظام الدین کا خسر اور چچا ملک الامراء فخر الدین دہلی کا کوتوال اور اس کی بیوی بادشاہ کی منہ بولی ماں تھی۔ غرض کہ اندر باہر کُل کا مختار ملک نظام الدین تھا۔ ملک نظام الدین کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا عالی ہمت، قدردان علم و ہنر، مردم شناس اور مخیر تھا۔ مگر دنیا کی طمع نے اسے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ اور وہ اس وقت اس فکر میں تھا کہ کسی طرح معزالدین کا کام تمام کرکے خود بادشاہ ہوجائے۔ اس منصوبہ سے خاندان بلبنی کے ارکان اور اس خاندان کے ہواخواہ منتشر و متفرق اور نیست و نابود کیے جارہے تھے کیخسرو خان شہید کا بڑا بیٹا جسے سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا مع اپنے ساتھیوں کے ملتان سے آتے ہوئے رہتک میں جانوروں کی طرح ذبح کرا دیا گیا۔ خواجہ خطیر سا نیک نام وزیر اور امرائے دولت کی ایک بڑی جماعت معزول، معطل اور منتشر ہوگئی۔ اس اثر اور قوت کے زمانہ میں ایسے لوگوں کے لیے جو "خان شہید" کے نمک خوار رہ چکے تھے اور اس کے خاندان کی ہواخواہی کا دم بھرتے تھے کیا گنجائش تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن اُسی زمرہ کے لوگوں میں تھے جن سے ملک نظام الدین کھٹکتا رہتا تھا۔ اس لیے معزی دربار کے ابتدائی نقشہ سے یہ دونوں درخشاں تصویریں غائب ہیں۔ اس زمانہ میں امیر خسرو نے "خاں جہاں" نامی ایک امیر کی ملازمت اختیار کرلی، اور امیر حسن بھی ممکن ہے کہ کسی امیر کے مصاحب ہوگئے ہوں لیکن

وہ معمولی عبارت میں کچھ لکھتے ہیں اور کسی تاریخ یا تذکرہ سے ان کا پتا چلتا ہے۔
جب سلطان معز الدین کی غفلت اور ملک نظام الدین کی بے اعتدالیوں اور
اُمرائے ملک کی تباہی کا حال جب سلطان معز الدین کے باپ بغرا خاں کو جو
پہلے لکھنوتی کا گورنر اور معز الدین کے بادشاہ ہو جانے کے بعد وہاں کا خود مختار
فرماں روا ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا تو وہ ایک طویل خط و کتابت کے بعد ایک جمعیت
کے ساتھ بیٹے سے ملنے اور اُسے سمجھانے کے لیے لکھنوتی سے چلا۔ قرار یہ پایا کہ
باپ بیٹے اودھ میں آ کر ملیں۔ اس قرار داد کے مطابق باپ اپنے خدم اور حشم
کے ساتھ اودھ پہنچ کر دریائے سرجو کے ایک کنارے پر اور بیٹا اپنے لاؤ لشکر
کے ساتھ دوسرے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ طویل گفت و شنید اور قاصدوں کی
آمد و رفت کے بعد یہ طے پایا کہ باپ دریا عبور کر کے بیٹے کی قیام گاہ میں آئے
اور وہ تمام آداب اور مراسم بجا لائے جو بادشاہ دہلی کے شایان شان ہیں۔
باپ نے فطری محبت اور مصلحت وقت کے لحاظ سے یہ سب ذلتیں سہنا
قبول کیا۔ بیٹے کا دربار نہایت تزک و احتشام اور شان و شوکت سے مرتب
کیا گیا۔ بغرا خاں حسب قرار داد داخلہ کے دروازہ سے پا پیادہ سراپردہ میں داخل
ہوا" اور "زمین بوس" کے مختلف مقامات پر آداب بجا لاتا ہوا بیٹے کے سامنے
آیا۔ باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے سے نہ رہا گیا۔ بیتاب ہو کر تخت سے اترا اور
باپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ بعد اصرار اور تپاک سے اسے تخت پر بٹھایا اور
خود زانوئے ادب تہ کر کے اُس کے سامنے بیٹھا۔ چند روز باہم ملاقاتوں اور جشنوں کے
سلسلے جاری رہے۔ بغرا خاں نے بیٹے کو ملک داری اور جہانبانی کے متعلق

بہت سی نصیحتیں کیں اور اشارۃً اور کنایۃً سمجھا دیا کہ ملک نظام الدین کا وجود اس کی
سلامتی اور بقا کے لیے سخت مضر اور خطرناک ہے۔ معزالدین چند روز باپ کی نصیحتوں
کا پابند رہا۔ شراب و کباب اور رقص و سرود کے جلسے چند روز موقوف رہے
مگر یہ کمبخت عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو ان کا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو جاتا
ہے۔ ذرا سی تحریک سے معزالدین کی توبہ ٹوٹ گئی اور پھر وہی عیش کی راتیں
اور عشرت کے دن لوٹ آئے۔ سلطان معزالدین نے اگرچہ چند ہی روز میں باپ
کی سب نصیحتیں بھلا دی تھیں مگر باپ کی دردانگیز اور حسرت خیز ملاقات کی یاد
تازہ تھی اور چاہتا تھا کہ اس کے تمام واقعات نظم کے پیرایہ میں آ جائیں۔ ملک
نظام الدین اگرچہ ابھی تک زندہ تھا مگر اس کا درباری اثر زائل ہو چکا تھا اس
لیے لوگوں نے اس کام کے لیے امیر خسرو کا نام لینے کی جرأت کی۔ ہمارا قیاس
یہ ہے کہ امیر خسرو اس زمانہ میں خان جہاں کے ساتھ اودھ ہی میں تھے اور
وہ باپ بیٹے کے اتحاد اور مصالحت پر ایک قصیدہ بھی لکھ چکے تھے۔ جس کے
چند اشعار یہ ہیں:—

زہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شد — زہے عہد خوش چوں دو پیماں یکے شد
پسر پادشاہے پدر نیز سلطاں — کنوں ملک بیں چوں دو سلطاں یکے شد

معزالدین نے اس مثنوی کے مطابق امیر خسرو کو بلا کر یہ کام اُن کے سپرد کیا
اور امیر موصوف نے چھ مہینے کے اندر مثنوی "قران السعدین" تمام کی۔ اس
زمانہ میں امیر حسن کا کہیں پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس شغل میں تھے۔
بظاہر ان کا کوئی تعلق دربار شاہی کے شعراء یا ندماء سے نہ تھا۔ خود امیر خسرو کا تعلق

معزی دربار کے ساتھ ایک سال سے زیادہ نہیں رہا۔ کیونکہ ۶۸۶ ہجری میں "خزان السعین" کا کام ان کے سپرد ہوا اور ۶۸۹ھ میں سلطان معزالدین تین سال اور چند ماہ حکومت کرکے مرگیا۔ سلطان معزالدین کے مرنے کے بعد تین چار مہینے کے اندر ہی ترکوں کی ترکی تمام ہوگئی اور خلجیوں کا ستارہ چمکا۔

خلجیوں میں پہلا تاجدار سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر (۷۰) سال کی تھی۔ یہ بادشاہ مکارم اخلاق، دینداری، جوانمردی، حلم و بردباری، عدل گستری میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ شعر و سخن کا قدردان اور خود بھی شعر کہتا تھا۔ صاحب "منتخب التاریخ" نے اس کے یہ شعر نقل کیے ہیں ؎

ای زلف پریشانت ژولیدہ نمیخواہم — واں روئے چو گلنارت تفیدہ نمیخواہم
بے پیرہنت خواہم یک شب بکنار آئی — ہاں بانگ بلند است ایں پوشیدہ نمیخواہم

گوالیار کے محاصرہ کے زمانہ میں وہاں ایک عالیشان گنبد بنوایا تھا اور اس کے کتابہ کے لیے خود یہ رباعی تصنیف کی تھی۔

مارا کہ قدم بر سر گردوں ساید — از تودۂ سنگ و گل چہ قدر افزاید
ایں سنگ شکستہ زاں نہادیم درست — باشد کہ دل شکستہ آساید

یہ رباعی سعد منطقی اور دوسرے درباری شعراء کو سنائی اور ان سے چاہا کہ اسکے عیب و صواب بیان کریں۔ درباری شعراء سے بجز تعریف اور توصیف کے اور کیا توقع ہوسکتی تھی۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ میری خاطر سے ایسا کہتے ہیں۔ اس رباعی میں جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں میں خود ایک دوسری رباعی سے رفع کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رباعی کہی۔

لشکر دلِ من ها گر ز کس باشد — کش خرقہ ز اطلس چرخ اطلس باشد
تا یا کہ زمین ہست دم میمونش — یک ذرہ بما بدہ جہان بس باشد

صاحب تاریخ "فیروز شاہی" لکھتے ہیں کہ "جلال الدین کی لطافت طبع اور شناخت ہنر کی اس سے بہتر اور روشن تر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے امیر خسرو پر جو شعرائے اولین و آخرین کے سر دفتر ہیں، اپنے عرض ممالکی کے زمانہ میں خاص توجہ مبذول کی تھی اور بارہ سو تنکہ جو اُن کے والد کی مواجب تھی ان پر جاری کر دی تھی اور خلعت گھوڑا اور انعام اپنی طرف سے دیا تھا، ان کے حال پر بحد نوازش اور مہربانی اور عنایت کرتا تھا۔ بادشاہ ہونے پر انہیں اپنا مقرب اور مصحف دار بنایا، اور جو خلعت امرائے عظام کے لیے مقرر تھا وہی امیر خسرو کے لیے مقرر کیا اور اسی بنا پر ان کے نام کے ساتھ امیر کا خطاب مستقل ہونے لگا سلطان جلال الدین کے ہم صحبت اور ہمنشین اس زمانہ کے چیدہ اور منتخب لوگ تھے مثلاً ملک تاج الدین کوچی، ملک اعز الدین غوری، ملک قیر، ملک نصرت صباح ملک چپ، ملک کمال الدین ابو المعالی، ملک نصیر الدین کہرامی، ملک سعد الدین منطقی یہ لوگ ظرافت و لطافت طبع میں مشہور روزگار تھے۔ طبقۂ ندما میں تاج الدین عراقی، امیر خسرو، موید جاجرمی، پسر ایک دعا گو موید دیوانِ صدر عالی، امیر ارسلان کلاہی، اختیار باغ اور تاج خطیب سے انشا پرداز دانشور، مورخ اور آداب داں لوگ شریک تھے۔ امیر خسرو روز نئی نئی غزلیں کہہ کر لاتے تھے، بادشاہ کو ان کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی شیفتگی ہو گئی تھی وہ امیر موصوف کو بے شمار انعام اور اکرام دیتا تھا سلطان کے

عہد کے غزلخوان، ساقی، اور مطرب بھی ایسے ہی مشہور و معروف اور بے مثل لوگ تھے۔ غرضکہ سلطان جلال الدین کی یہ صحبتیں ایسی پر لطف اور دلکش ہوتی تھیں کہ دنیا میں ان کی مثال کا ملنا مشکل تھا۔"

اس دلکش اور لطف انگیز مرقع میں کہیں امیر حسن کی صورت نہیں نظر آتی اور نہ کہیں ان کا نام ملتا ہے۔ البتہ علامہ بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ "امیر خسرو سلطان معز الدین کے انتقال کے بعد سلطان جلال الدین کے ہمنشین ہوئے شاہی قرآن ان کی تحویل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بھاری خلعت پاتے تھے۔ اسی طرح امیر حسن بھی اس کے ندیموں میں داخل تھے۔" علامہ موصوف نے امیر حسن کے ندما میں شریک ہونے کا واقعہ معلوم نہیں کہاں سے لیا ہے۔ ضیاء الدین برنی جو امیر حسن کے بے تکلف دوست اور بے حد مداح ہیں، اور جنھوں نے سلطان جلال الدین کے ساقیوں، غزلخوانوں اور مطربوں کا نام بنام ذکر کیا ہے اپنے دلی دوست امیر حسن کے ندما میں شریک رہنے کے واقعہ کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے؟ علاوہ اس کے ان کے کسی دیوان میں جلال الدین کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا۔ اس لیے ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ امیر حسن کو سلطان جلال الدین کے عہد میں بھی شاہی دربار تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا اور ان کا تعلق بدستور لشکر شاہی سے رہا۔ ان کے اس تعلق کا پتا ان کی کتاب "فوائد الفواد" کے مختلف مقامات سے چلتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اب میں نے لشکر ہی میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آج ہم آٹھ مہینے کی غیر حاضری کے بعد (حضرت سلطان المشائخ کی) دولت پابوس

..... مشرف ہوا ..... حاضری کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر کے لشکر کو گیا ہوا تھا۔ تیسری جگہ شمس دبیر کے ذکر میں کہتے ہیں کہ جس سال سلطان غیاث الدین لکھنوتی گئے تھے میں بھی لشکر میں تھا اور شمس دبیر جو میرے قرابتدار ہیں وہ بھی اسی لشکر میں تھے۔ میدان کا خشکی اور تری میں ساتھ رہا۔ کھانا پینا بھی ایک ساتھ تھا۔ پانچویں جگہ ۷۱۶ھ کی ایک صحبت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص لشکر میں جاتا ہے اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو خدمتگار کو وصیت کر جائے کہ وہ اسے وہیں دفن کر دے نعش کو دور دراز مقامات سے شہر میں لانا نہایت بیہودہ حرکت معلوم ہوتی ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہی مناسب ہے۔ ایک جگہ اپنے افلاس کے ضمن میں فرماتے ہیں ؎

اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم
اسپم گرو، سلاح گرو، چارپا گرو

غرضیکہ ان اقتباسات اور شاہی لشکر کے ساتھ جانے آنے سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ انہیں فوجی خدمات سے کوئی تعلق تھا خواہ وہ زمرۂ اہل سیف میں ہوں یا اہل قلم میں۔ قدیم زمانے پر منحصر نہیں ہے اس زمانہ میں بھی ہر فوج اور لشکر کے ساتھ اہل قلم کی ایک جماعت کا رہنا لازم ہوتا ہے۔

سلطان جلال الدین کو علاء الدین اس کے داماد اور بھتیجے نے کڑے میں بلا کر نہایت بیدردی اور دغا سے قتل کرا دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں مولانا ضیاء الدین برنی نے علاء الدین کے عہد کے دس عجائبات بیان کیے

مل جلال الدین

بھی ۔ رسالہ جسے وہ "عجائب العجائب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ہے کہ
بغیر علاء الدین کے ارادہ اور اہتمام کے اس کے عہد حکومت میں
ہر قوم کے بزرگ اور ہر علم کے استاد اور ہر ہنر کے ماہر اس
قدر جمع ہو گئے تھے کہ دار الملک دہلی رشک بغداد غیرت مصر اور ہمسر قسطنطنیہ
ہو گیا تھا۔ مولانائے موصوف نے اس زمانہ کے مشائخ، علما، سادات، واعظین،
ماہران فن قرأت، ندما، مورخین، اطبا، منجمین اور سرود گویوں اور شعرا کا
بہ تفصیل ذکر کیا ہے۔ طبقہ شعرا میں پہلا نام امیر خسرو کا اور دوسرا نام امیر حسن
صاحب تذکرہ ہذا کا ہے۔ اس کے بعد صدر الدین عالی فخر الدین قواس
حمید الدین راجہ، مولانا عارف، عبید حکیم، شہاب انصاری، اور صدر بستی کا ذکر کر کے لکھتے
ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کا نظم و نثر میں ایک خاص انداز اور مخصوص طرز تھا اور سب
صاحب دیوان تھے۔ امیر خسرو سے شعرا اگر سلطان محمود غزنوی یا سنجر سلجوقی کے
عہد میں ہوتے تو معلوم نہیں ان کو کتنی جاگیریں ملتیں اور کیا کیا عزت اور توقیر کی جاتی
مگر سلطان علاء الدین ایسے نادر روزگار شعرا کو صرف ایک ہزار تنکہ مواجب
"دیوان عرض" سے دیتا تھا اور ان کی کوئی خاص عزت یا احترام نہیں کرتا تھا
باوجود اس بے پروائی اور بے التفاتی کے خدائے تعالیٰ نے اس کے عہد کو
ایسے اعجوبہ روزگار استادوں اور ہنرمندوں کی ذات سے مزین اور آراستہ
فرمایا تھا۔ غرضکہ سلطان علاء الدین ہی کا عہد ایسا عہد ہے جس میں امیر حسن
کو شاہی دربار سے تعلق رہا۔ ان کے دیوان میں اسی بادشاہ اور اس کے
امرا کی مدح میں قصائد اور قطعات ملتے ہیں۔ کسی دوسرے بادشاہ کی

شہزادہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر ان کا مقصد سمجھ گیا۔ اس کے گلے میں جواہرات کا ایک بیش بہا ہار تھا وہ ہار اس نے بڑھ کر ان لوگوں کے نذر کیا اور وہ احسانات انہیں یاد دلائے جو سلطان علاء الدین نے ان کے ساتھ کیے تھے۔ ان لوگوں کو رحم آگیا۔ اور وہ مبارک خاں کو اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے۔ ملک کافور بقیہ خاندان اور امرائے علائی کی قلع قمع کی فکر میں کر رہا تھا۔ اور اس سے غافل تھا کہ قضا و قدر خود اس کی فکر میں ہے۔ پائیکوں کی ایک جماعت نے رات کے وقت ملک کافور کی خوابگاہ میں داخل ہو کر اس خواجہ سرا کا خاتمہ کر دیا اور صبح مبارک خاں کو قید سے نکال کر پہلے سلطان شہاب الدین کا نائب اور دو سال کے بعد بادشاہ بنا دیا۔ بادشاہ ہو کر اس نے اپنا خطاب سلطان قطب الدین قرار دیا۔ یہ دو سال کا زمانہ ایسے ہنگامے اور پریشانی کا تھا کہ اس میں کسی سے علم پرستی اور معارف نوازی کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ البتہ سلطان قطب الدین کی تخت نشینی کے بعد ایک گونہ سکون کی صورت پیدا ہوئی۔ امیر خسرو نے اول ہی سال جلوس میں مثنوی "نہ سپہر" لکھ کر پیش کی اور سلطان قطب الدین نے حکم دیا کہ امیر موصوف کو ایک ہاتھی کے ہموزن روپیہ انعام میں دیا جائے جو اس وقت تک کسی بادشاہ نے نہیں دیا۔ اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

شہا، گنج بخشا، کرم گسترا — معانی شناسا، سخن داورا
چنیں بخششے کز تو جم یافتم — در ایام پیشینہ کم یافتم
کنوں لابد از سحر سنجے چو من — بہ اندازۂ بخشش آید سخن

ہاتھی کے ہموزن روپیہ دینے کے متعلق مختلف روایتیں مشہور ہیں ایک زمانہ میں

ہاتھی کا وزن کر لینا ذرا بھی مشکل نہیں مگر اُس زمانہ میں یقیناً ایک مشکل مسئلہ ہوگا لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ ایک کشتی پر ہاتھی سوار کیا گیا اور اس کے وزن سے کشتی جتنی پانی کے اندر گئی اس پر نشان کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہاتھی کو اتار کر اس پر روپے بار کیے گئے اور جب ان کے وزن سے کشتی اس خط کے برابر پانی کے اندر اتر گئی اس وقت یہ سمجھا گیا کہ روپے ہاتھی کے ہموزن ہو گئے۔

سلطان قطب الدین ایک عیاش اور بے خبر حکمراں ثابت ہوا اس کے عہد میں وہ قواعد اور ضوابط جو سلطان علاء الدین نے اس قدر خوض و فکر اور خونِ جگر کھا کر بنائے اور نافذ کیے تھے وہ سب برطرف اور منسوخ ہو گئے۔ اس کی صحبت شاہدوں، مسخروں، اور بھانڈوں سے گرم رہتی تھی۔ خسرو خاں ایک بروار بچہ پر فریفتہ تھا اور اسے بڑھاتے بڑھاتے اس قدر بڑھایا کہ اپنا وزیر بنا لیا اور آخر کار نہایت ذلت اور خواری سے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو کو فیاضی کے جوش اور دولت کی مستی میں ایک مرتبہ کثیر انعام دیدینا اس کی علم دوستی یا معارف پروری کا نتیجہ نہ تھا۔ سلطان قطب الدین کے عہد حکومت اور خسرو خاں کی چند روزہ حکمرانی میں جو سنہ ۷۱۶ھ سے لیکر سنہ ۷۲۱ھ تک چلتی رہی۔ امیر حسن کا دہلی میں موجود رہنا اُن کی کتاب فوائد الفواد سے ثابت ہوتا ہے جو سنہ ۷۰۷ھ سے شروع ہو کر سنہ ۷۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہ نہایت عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ کے حاضر باش مریدوں کے زمرہ میں شریک اور درباری زندگی سے بالکل علیحدہ نظر آتے ہیں اگر ان کا کوئی تعلق دربار سے ہوتا تو وہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں اس طرح حاضر نہ ہو سکتے تھے کیونکہ

سلطان قطب الدین بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے حضرت سلطان المشائخ کا سخت
دشمن تھا اور انہیں علانیہ برا بھلا کہتا تھا۔ بلکہ بارہا یہ کہہ چکا تھا کہ اگر کوئی شخص شیخ
کا سر کاٹ کر لائیگا تو اُسے ایک ہزار تنگہ زر انعام دیا جائیگا۔ تمام ملازمین دربار
حضرت ممدوح سے ملنے کے لیے غیاث پور جانے سے ممنوع تھے۔ قطب الدین
اور خسرو خاں کے قتل کے بعد زمانہ نے اپنے معمول کے مطابق کروٹ
بدلی اور خاندان علائی جس کی بنیاد خاک وخون پر قایم ہوئی تھی۔ بہت ہی تھوڑے
زمانہ میں خاک وخون میں مل گیا۔ اور خلجیوں کی جگہ زمانہ نے تغلقوں کو صاحب تاج
وتخت بنا دیا۔ تغلقوں میں پہلا بادشاہ غیاث الدین تغلق ہوا۔ یہ بادشاہ
نہایت منتظم، معتدل مزاج اور بڑا تجربہ کار تھا، جیسا کہ امیر خسرو اس کی تعریف
میں کہتے ہیں ؎

۱: کارے نکرد جز بکمالات علم وعقل — گوئی کہ صد عمامہ بزیر کلاہ داشت

اس نے بہت جلد ان تمام خرابیوں اور نقصوں کی اصلاح کر لی جو سلطان قطب الدین
اور خسرو خاں کی بے اعتدالیوں سے انتظام مملکت میں پیدا ہو گئے تھے۔ دینے
لینے میں بھی وہ اعتدال پسند تھا نہ رعایا سے زیادہ لیتا تھا اور نہ دوسروں کو
زیادہ دیتا تھا۔ اس کی داد و دہش نہ اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آ سکتی
تھی، اور نہ اس پر بخل اور امساک کا اطلاق ہو سکتا تھا۔ وہ ہر خوشی کے
موقع مثلاً شاہزادوں کے تولد، ان کی دوسری تقریبوں، اور فتوحات ممالک
پر دہلی کے تمام سربرآوردہ بزرگوں، عالموں، استادوں، مدرسوں، مذکروں
اور طلبہ کو شاہی دربار میں طلب کر کے ہر ایک کی حیثیت کے مطابق انعام

مولانا موصوف ان کی نسبت جو کچھ لکھتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح کی جا سکتی ہے کہ یقین کے اخلاق اور عقائد پاکیزہ تھے ۔ وہ نہایت ذی عقل اور پابند وضع لوگوں میں تھے ان کی زندگی صوفیانہ تھی اور باوجود تجرد اور تفرد اور اسباب دنیا نہ ہونے کے ہمیشہ قانع اور خوش و خرم اور مرنج و مرنجان نظر آتے تھے ۔ علم مجلس میں طاق اور علما اور فضلائے دہلی اور سلاطین ماضیہ کے حالات سے خوب واقف تھے ۔ ان کی قناعت اور ان کے پاس اسباب دنیا نہ ہونے کی تصدیق تو خود ان کے اشعار سے ہوتی ہے جو جا بجا بے اختیار ان کے قلم سے نکل گئے ہیں ؎

صیاد مرا یکے بیاموز — دولت بکدام دام گیرند

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاس
بجملہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

گر حسن افلاس می ورزد مرنج — ما یہ عاشق نہید ستی بود
حسن ہر چند مفلس شد زیادت گنج ہا دارد — در ادبارش چہ می بینی یہ اقبال نو می نازد
مائیم یک قبا شدہ آن یک قبا گرو — در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو
اکنون کہ وقت لشکری آمد چہ سان روم — اسپم گرو، سلاح گرو، چارپا گرو

. . . .

کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا — شادی گرو، ملیح گرو، زیرکا گرو[1]
یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نماند — حجت گرو، قبالہ گرو، ماجرا گرو
عالم زبینوائی اکنوں چناں شدہ ست — بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو

[1] یہ شاعر کے غلاموں کے نام ہیں۔

قناعت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ ان کی مدت زندگی میں کئی خاندان حکمراں ہوئے اور بعض بادشاہ ان میں شعر وسخن کے دلدادہ اور فیاض تھے مگر وہ ان سب درباروں سے علیحدہ رہے۔ سلطان علاء الدین ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے زمانہ میں معلوم نہیں کس طرح ان کا بے لوث دامن بادشاہوں کی بیجا مداحی کی گرد سے ملوث ہوگیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انکا شمار ان معدودے چند شعراء میں ہوتا جو ہمیشہ اس گرد مذلت سے دامن بچا کر چلے ہیں۔ امیر خسرو نے باوجود تمام عمر بادشاہوں کی مداحی کرنے کے سچ کہا ہے۔ ؎

از گفتن مدح دل بمیرد　　شعر ارچہ تر و فصیح باشد
گردد ز نفس چراغ مردہ　　گر خود نفس مسیح باشد

امیر حسن کے دوست احباب ہمیشہ ان کو ترغیب دیتے اور تحریص کرتے رہے کہ آپ کو جد وجہد کر کے اپنی معاش میں ترقی کی فکر کرنی چاہیئے مگر انہوں نے مطلق اس کی طرف توجہ نہیں کی جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

چند گوئی کہ دو دولتیاں لازم گیر　　ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا

حضرت سلطان المشائخ کی بیعت سے پہلے اتنا ضرور مستنبط ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ایک حد تک آزادانہ اور لاابالی تھی "فوائد الفواد" کی پہلی ہی صحبت میں حضرت سلطان المشائخ نے غالبًا انہیں کے استفسار پر تائب اور متقی کے متعلق ایک تقریر فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ متقی وہ ہے جس نے تمام عمر شراب نہ پی ہو اور کوئی گناہ نہ کیا ہو اور تائب وہ ہے جس نے سب کچھ کیا ہو اور بعدہٗ توبہ

کہاں ہو، مرتبہ میں دونوں مساوی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
"التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ" دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ استقامت
توبہ کا ذکر آیا ارشاد ہوا کہ جب کوئی شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اس کے
ہم نوالہ اور ہم پیالہ اس کو پھر شراب کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیبیں
دلاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں تھوڑی بہت
شراب کی خواہش باقی ہوتی ہے اگر دل پورے طور سے صاف ہو جاتا ہے تو
پھر کوئی ہم نشین اس کی توبہ کا مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی صدق توبہ کی دلیل
علاوہ اس کے جا بجا اپنے اشعار میں توبہ کا ذکر کرتے اور اپنی گذشتہ زندگی پر تاسف
کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ اشعار مندرجۂ ذیل سے ظاہر ہوگا ؎

یک سر مو دولت سفید نشد — ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
ای حسن توبہ آنگہے کردی — کہ ترا طاقت گناہ نماند

ای جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن
وقت تقبیل حواشی بساط پیر است
جز سیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موے
چوں سفیدت شد کنوں عذر از سیاہی ننگ نیست
چوں حسن آنکہ از گناہ گذشت آں ہمہ
آنکہ گناہ بندگاں در گذراند آں توئی
بسیار خطا کردی باز آے حسن اکنوں — دمے بدامن آرزو [illegible]

اثنائے محاصرہ میں اسے ملک کی چند بغاوتوں کی اطلاع ملی اگرچہ یہ بغاوتیں فرو ہوگئیں مگر علاءالدین کو دانشمند اور دوربین مدبرین کی طرح اس کا فکر دامنگیر ہوا کہ آئندہ اس قسم کی بغاوتوں کا قطعی انسداد ہوجانا چاہیے۔ بادشاہ دن بھر محاصرہ کے انتظامات میں مصروف رہتا تھا اور راتوں کو اپنے مشہور صاحب الرائے ملازمین کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کرتا تھا۔ مہینوں کی بحث مباحثوں کے بعد بغاوتوں کے چار اسباب قرار پائے۔ اول بادشاہ کا رعایا کے نیک و بد سے ناواقف ہونا۔ دوسرے علانیہ شراب خواری جس سے سلطنت کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔ تیسرے اعیان سلطنت اور امراء کی باہم رشتہ داری۔ چوتھے زر و مال کی فراوانی۔ بادشاہ نے ان چاروں امور کے متعلق قواعد اور ضوابط مقرر کیے ہیں اس موقع پر بحث صرف انسداد شراب نوشی سے ہے اس لیے اسی کا انتظام مختصراً بیان کرینگے۔ علاءالدین اگرچہ ابتداءً خود شراب پیتا اور جلسے کرتا تھا مگر اس تجویز کے پختہ ہوجانے کے بعد اس نے بذریعہ اعلان شاہی شراب اور بھنگ وغیرہ کی خرید و فروخت قطعاً ممنوع کردی اور شہر کے تمام مشہور شرابیوں اور بھنگڑوں کو خارج البلد کردیا اور جو کثیر محاصل اس ذریعہ سے ملتا تھا اس سے دستکش ہوگیا۔ مخلص اور سچے مصلحین کیطرح اس نے اپنے گھر سے اصلاح شروع کی اپنے مجلس خانہ خاص کا تمام سامان شراب نوشی جو قیمتی چینی اور بلور کا تھا چکنا چور کرا دیا۔ اور جتنے قرابے عمدہ عمدہ شرابوں کے تھے وہ سب بیرون شہر بھیجکر اُنڈلوا دیے جس سے راستوں میں کیچڑ ہوگئی اور شہر کے دروازوں پر چوکیدار اور نقیب مقرر کردیے کہ چوری چھپے بھی شراب شہر میں نہ آنے پائے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے وہ مارے

اور قید کر دیے جاتے تھے۔ جب قید خانوں میں جگہ نہ رہی تو بادشاہ نے بڑے کنوئیں کھدوائے جن میں مجرمین ڈال دیے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے اس زمانہ میں قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قاضی جلال حاکم شرع تھے جو اس قسم کے غیر مشروع حرکات کے انسداد میں ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ کیا ان حالات میں کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ امیر حسن ایک مجمع کے ساتھ سر راہ بیٹھے ہوئے علانیہ شراب پی رہے ہونگے؟ شیخ جمالی کے بیان کا دوسرا جز یعنے امیر حسن اور حضرت سلطان المشائخ کا ابتدائی زمانہ میں بدایون میں ہم صحبت ہونا بھی محض لغو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں حضرات کا مسقط الراس بدایون ہے حضرت سلطان المشائخ مسلم طور سے ۶۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں مع اپنی والدہ ماجدہ کے دہلی تشریف لے آئے جیسا کہ خود حضرت موصوف کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے "بعد ازاں چوں شانزدہ سالہ شدم عزیمت دہلی شد" جو امیر خورد صاحب "سیر الاولیا" نے نقل کیے ہیں۔ اس طور سے حضرت سلطان المشائخ کا دہلی تشریف لانا ۶۴۹ھ میں قرار پاتا ہے۔ امیر حسن کا سال پیدائش ۶۵۲ھ ہجری ہے۔ جس وقت حضرت سلطان المشائخ ترک وطن فرما کر دہلی تشریف لائے ہیں اس وقت تک امیر حسن عالم وجود میں بھی نہ آئے تھے بدایون میں ان کی ہم صحبتی کجا۔ بیعت کے وقت امیر حسن کی عمر ۲۰ سال کی ہونا بھی غلط ہے ۶۷۰ھ میں مرید اور ۶۵۲ھ میں پیدا ہوئے اس لیے بیعت کے وقت انکی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ امیر حسن کا پہلی ملاقات پر معتقد اور مرید ہو جانا بھی تمام دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔ امیر خورد نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ

کی لاحول کا ایک باب قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت امیر حسن بقول شیخ جمالی مطرب تھے
نے انکر سر و پا برہنہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گرے اور تائب ہو گئے ہوتے تو ایسے
اہم امر یعنی کراہت کو امیر خورد کس طرح ترک کر سکتے تھے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں
حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر خسرو اور مولانا ضیاء الدین برنی کے ساتھ مرید ہونے سے
قبل حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں آتے جاتے رہے ہیں اور اس کے بعد
بیعت کی ہے۔ غرضکہ شیخ جمالی کے بیان کا کوئی جز بھی تنقید میں صحیح نہیں ٹھہرتا
امیر حسن کی تنگی معاش کی شکایت خود آپ اُن کی زبان سے سُن چکے ہیں لیکن
اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بالکل مفلس نادار اور محتاج تھے۔ اس کے معنی
صرف اس قدر ہیں کہ جیسی انکے ہم چشموں اور ہمسروں کی مالی حالت تھی ویسی
فارغ البالی انہیں نہ تھی ورنہ فوائد الفواد کی ۲۳ ربیع الآخر ۷۱۳ھ کی صحبت
کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ اس تاریخ کے
واقعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس ہفتہ میں تنخواہ میں توقف ہو جانے کی وجہ
سے پریشان اور دلتنگ تھا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حال معلوم کر کے ایک
برہمن کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک شہر میں رہتا تھا اور بڑا مالدار تھا اس شہر
کے حاکم نے اس پر مصادرہ کر کے اس کا تمام مال و اسباب چھین لیا۔ جس سے وہ
بالکل مفلس اور نادار ہو گیا۔ ایک روز برہمن مذکور کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا
ایک دوست ملا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ برہمن نے کہا بہت اچھا ہے
اس کے دوست نے کہا کہ مہاراج تمہارا تمام مال تو چھن گیا ہے حال اچھا
کیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میرا جنیو تو نہیں چھنا ہے۔ یہ حکایت بیان

میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس تقریر کی تقریب تمہاری سمجھ میں آئی۔
میں نے عرض کیا کہ اس حکایت سے بندہ کا دل قوی ہو گیا اور مجھے معلوم
ہو گیا کہ یہ بیان میرے تسکین قلب کے لیے ارشاد ہوا تھا اور اس کا منشاء
یہ تھا کہ توقف مواجب اور اسباب دنیا نہ ہونے کی وجہ سے مجھے رنج و افسوس
نہ کرنا چاہیے اگر تمام دُنیا ہاتھ سے نکل جائے تب بھی کچھ پروا نہیں صرف
حق کی محبت کا قایم رہنا کافی ہے۔ پھر ۲۹۔ رجب ۱۳۱۱ھ کی صحبت
میں تقریباً تین سال چند ماہ کے بعد لکھتے ہیں کہ آج دولت قدمبوسی حاصل ہوئی
میری تنخواہ جو بند ہو گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔ اس کی اطلاع میں نے عرض کی۔
اثنائے گفتگو میں ارشاد ہوا کہ کاموں میں استقلال اور ثبات کا بڑا اثر ہوتا
ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ پاتے تھے اور اگر یہ تنخواہ سرکار سے تھی
جیسا کہ قیاس چاہتا ہے تو عہد علائی کے دوسرے شعرا کی طرح اس کی مقدار
ایکہزار تنکہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ تنکہ کے متعلق ہم نے کوئی خاص تحقیق نہیں کی ہے
لغت میں اس کے معنی سکۂ مروج کے بتائے جاتے ہیں خواہ وہ چاندی کا ہو یا
سونے کا۔ عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ قدیم تاریخوں میں جہاں محض لفظ تنکہ
کا استعمال ہوتا ہے اس سے مراد سکۂ نقرئی ہوتا ہے اور جہاں اس کے خلاف
مقصود ہوتا ہے وہاں تنکہ کے بعد طلائی کی تصریح کر دی جاتی ہے ہندستان
کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے تنکے مختلف الوزن اور لازمی طور سے مختلف القیمت
رہے ہیں۔ راجہ درگا پرشاد سندیلوی اپنی کتاب گلستان ہند میں لکھتے ہیں
کہ عام طور سے علاء الدین کے عہد کا تنکہ تقریباً ہندوستان کے انگریزی روپے

کا جبا برہو تا تھا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان علاء الدین اپنے دربار کے شعرا
کو ایک ہزار تنگہ مواجب دیتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی نے یہ امر سلطان علاء الدین
کی نا قدر دانی کے ضمن میں بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مواجب سے ماہانہ
نہیں بلکہ سالیانہ مراد ہے۔ اگر ماہانہ ہوتا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ اعلی سے
اعلی گھوڑے کی قیمت ایک سو تیس تنگہ سے زیادہ نہ ہوسکتی تھی اور دو جیتل یعنی
آٹھ پائی کو ایک سیر مصری ملتی تھی۔ ایک ہزار تنگہ ماہوار جو قابلیت خرید کے
لحاظ سے اس وقت کے دس ہزار سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین
کو کسی شکایت کا موقع نہ تھا۔ بظاہر قیاس یہی ہے کہ یہ مواجب سالانہ تھی اور
اس حساب سے امیر حسن اور امیر خسرو اور دوسرے شعراء کو تقریباً ۸۴ تنگے
ماہانہ ملتے تھے جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی طور سے بسر برد کیلیے کافی تھے
چنانچہ فوائد الفواد کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن ایک
متوسط حال شخص کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے یہاں نوکر چاکر غلام
لونڈیاں تھیں۔ ملیح نامی ایک غلام کو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے مواجہ
میں آزاد کر دیا تھا۔ ۱۳ شعبان ۷۱۸ھ کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ خواجہ نے میری
طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم صدقہ فطر دیتے ہو؟ بندہ نے بطریق استفہام عرض کیا
کہ کیا میرے اوپر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نصاب کامل ہو
اور وہ لابدی ضروریات سے زائد ہو اس سے لباس اور گھوڑا وغیرہ خارج ہے
اگر نقد رقم پاس ہو تو ضرور دینا چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا کہ نقد رقم تو نہیں
ہے۔ اس پر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ مگر یہ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بہت کچھ ہے

صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشائخ کے نمازیوں میں تھے صاحب جماعت خانہ میں موجود رہتے تھے تو جب تک حضرت سلطان المشائخ کا جمال مبارک نہ دیکھ لیتے تھے تحریمہ نماز نہ باندھتے تھے۔ اس طرف اشارہ کرکے امیر حسن کہتے ہیں[1]

در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر از قامت خوبت قبول افتد نماز من

اس کے علاوہ فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے اکثر بچوں کو تسمیہ خوانی اور پھونک ڈلوانے کے لیے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔

امیر حسن کی شاعری مسلمانوں سے پہلے ایران میں جو شاعری تھی اس کا کوئی صحیح اور قابل اطمینان نمونہ ابتک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ فتح اسلام کے بعد مسلمانوں نے فارسی زبان میں جو شاعری شروع کی وہ بالکل عربوں کے طریقہ پر تھی۔ عرب زیادہ تر قصائد کہتے تھے۔ اس لیے اہل فارس بھی ایک زمانہ تک قصائد ہی کہتے اور اسی میں اپنا زور طبیعت دکھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت بدلی اور بعض شعرا غزلیں بھی کہنے لگے، مگر ان کی غزلیں سیدھی سادی، روکھی پھیکی ہوتی تھیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے غزل کا رنگ بدلا، اور ایک حد تک جذبات واردات اور معاملات بیان کرکے غزل کے افسردہ اور مردہ قالب میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔ اور اس نازک صنف شعر کو جدید تراش خراش اور نئے جوڑ توڑوں سے ایسا درست کیا کہ اس کا رتبہ کئی درجے بلند اور برتر ہو گیا' اگرچہ ابھی اس فن کے بادشاہ یعنی خواجہ حافظ اور دوسرے زعما یعنی فغانی

[1] صاحب سیر الاولیاء نے یہ شعر امیر خسرو کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱) امیر خسرو جو امیر حسن کے دوست اور معاصر ہیں ایک غزل کے مقطع
میں فرماتے ہیں ؎

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر
کز سخنہائے تو ام بوئے حسن می آید

اگر یہ کنایہ فی الحقیقت امیر حسن کی طرف ہے تو اس سے امیر خسرو کی اس رائے
کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ امیر حسن کے کلام کے متعلق رکھتے تھے۔

(۲) ان کے دوسرے معاصرین مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خورد ان کے
کلام کے متعلق جو کچھ رائے رکھتے ہیں وہ اقتباسات نشان ا و ۲ سے ظاہر ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی نظم و نثر صحت ترکیب اور روانی سخن میں بے مثل
ہے اور چونکہ ان کی غزلیں وجدانی اور رواں ہوتی ہیں اسلیے وہ سعدی ہندوستان
کہلاتے ہیں ان کی جگر سوز غزلیں عاشقوں کے دلوں کے چقماق سے محبت کی آگ
نکالتی ہیں اور ان کے دلپذیر اشعار سے سخنوروں کے دل راحت پاتے ہیں۔ اور
ان کے روح افزا لطائف سے اہلِ ذوق لطف اٹھاتے ہیں ان کے کلام میں
سعدی کے کلام کی چاشنی پائی جاتی ہے۔

(۳) دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ حسن کا دیوان اس زمانہ
(نویں صدی ہجری) میں عزیز و مکرم ہے اور جو لوگ سخن شناس ہیں انہیں خواجہ موصوف
کے کلام کے ساتھ حسنِ اعتقاد اور بے حد التفات ہے۔ چونکہ ان کا کلام خواص و عوام
میں بہت مشہور اور معروف ہے اس لیے صرف ایک غزل لکھی جاتی ہے ؎

ساقیا مے دہ کہ ابرے خاست از خاور سپید   سرو را سر سبز شد صد برگ را چادر سپید

امیر خسرو نے اس غزل کا جواب لکھا ہے مگر کسی کی غزل ان کی غزل کو نہیں پہنچی"۔

(۴) مولانا عبدالرحمٰن جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں ایک خاص طرز اختیار کیا تھا۔ اکثر تنگ قافیوں اور غیر معمولی ردیفوں میں شعر کہتے تھے ان کا کلام اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے مگر ایسا کلام کہنا سخت دشوار ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کے اشعار سہل ممتنع کہے جاتے ہیں۔

(۵) ملک الشعرا فیضی کا قول تھا کہ "امیر حسن آنے دارد کہ عاشق آں تواند شد گرچہ امیر خسرو یوسف زمان بود"۔ ایک فخریہ قطعہ میں لکھتے ہیں۔

وگر از علم من سخن طلبی　　بر زبانم جہاں جہاں سخن است
وگر از پیرمن نظر جوئی　　روح فیاض خسرو و حسن است

(۶) ہلالی ایک غزل کے مطلع میں لکھتے ہیں۔

ہلالی از کمال شعر دارد منصب شاہی
کہ سوز خسرو ست و ناز کیہائے حسن با او

(۷) مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن کا صنف غزل پر خاص احسان ہے۔ ان کے اشعار سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو سوز و گداز' اور جذبہ و اثر ان کے کلام میں موجود ہے۔ وہ ان کے کشتۂ محبت (امیر خسرو) میں بھی نہیں۔ خود اپنے کلام کے متعلق جو خیالات انھوں نے جا بجا ظاہر کیے ہیں گو وہ شاعرانہ انداز اور تعلی کے پیرایہ میں ہوں مگر قابل لحاظ ہیں اور ان سے ایک حد تک خود ان کی رائے کا پتا چلتا ہے ؎

حسن گل نظم ہم مشرق و ہم مغرب　　تو بوئے نمی یابی آخر چہ زکامست ای

نظم حسن و ہم شہرے شدہ دیوانہ — زیرا کہ نمی یابند ایں طرز بہ دیوانہا

ایں طرز شیوۂ حسن است ورنہ پیش زیں — چندیں شکر بعرصۂ ہندوستاں نبود

ہمن نظم حسن یک زباں شد ند ہمہ — منش ہیچ نہ ستایم بیک زباں تنہا

ہندوے چرخ زہر داد مرا — ہمہ ہندوستاں پر از شکرم

ہاں اے حسن از عالم کی چہ کشی چندیں — از گفتۂ شیرینت بارے شکر ارزاں شد

خاست بعہد تو حسن از دو جہاں یگانہ — ہم بدیہہ ترسخن ہم بدیع در فشاں

اپنی غزل کی برتری سے خوب واقف ہیں۔

ع شعر حسن شعر متیں، خاصہ غزل سحر مبیں

آں بلبلم کہ شہر پر آوازۂ منست — کز اوج کنگر فلک آواز میکنم
مست سماع قول من آند اہل ایں دیار — اینک ہماں طریق غزل ساز میکنم

اے حسن بر آستین نظم خود نو کن طراز — خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

روز قیامت از حسن ہیچ شمار ہر کسے — عرض سخنوراں شود در صف شاں علم توئی

تھا کہ لوگ اسے سبقاً سبقاً استادوں سے پڑھتے تھے ۔ چنانچہ امیر رزم بھی بہت لکھتے ہیں کہ انھوں نے حسن کا دیوان قاضی شرف الدین نامی ایک بزرگ سے پڑھا۔ ایک شاعر کی زندگی ہی میں اس کے کلام کی اس قدر وقعت ایک بڑی کامیابی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حسن کے مخالف اور معاند نہ تھے ۔ کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا ہے ۔ امیر حسن کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ فرومایہ لوگ ایسے موجود تھے جو دوسروں کا کلام اپنی طرف منسوب کرکے حسن کا مقابلہ اور ان کے کلام پر اعتراض کرتے تھے ۔ جن کے متعلق فرماتے تھے ۔

از سخن دزدی نیار د شد کسے صاحب سخن   دیو گر انگشتری دزدد سلیماں کے شود
از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نماند   آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود

شعراء کے کلام کی تنقید کا آج کل یہ طریقہ عام طور سے رائج ہو گیا ہے کہ اس کا منتخب کلام پیش کرکے ایک رائے قایم کرانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ یہ طریقہ بالکل اطمینان کے قابل نہیں متصور ہو سکتا ۔ کیونکہ کوئی شاعر دنیا میں ایسا نہیں جس کے کلام میں بلند اور پست نہ ہو ۔ اس لیے اگر ناقد چاہے تو اسکا بلند اور منتخب کلام پیش کرکے اُسے فن کی اعلیٰ کرسی پر بٹھا سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے سرسری اور پست اشعار سامنے لاکر اُسے کمال کی کرسی سے کئی درجے نیچے لا سکتا ہے ۔ کسی شاعر کے حسن و قبح اور کمال بے کمال کا اندازہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کا کلام بغور پڑھا اور جانچا جائے یہ عذر کہ اس زمانہ میں روز افزوں مشاغل اور تمدنی کاروبار سے کسے اتنی فرصت ہے کہ وہ کل کلام کو رائے قایم کرنے کے لیے پڑھے بجا ہے

(۶) اکثر طویل اور تنگ قافیے اختیار کرتے ہیں اور حد درجہ مردّف اور
قافیوں سے بچتے ہیں۔ ان کے دیوان میں ایسی غزلیں کم ہیں جو متقدمین یا معاصرین
کی غزلوں کی بحور اور قوافی میں ہوں۔

(۷) مختصر گوئی میں انہیں خاص ملکہ ہے شعر میں ایک لفظ ایسا لے آتے
ہیں جو پورے ایک جملے کے مساوی ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

زاشکِ حسن، حسن را تا لب رسید طوفاں
اے دستگیرِ عاشق دستے بگیر ورنہ (در سیلابِ اشک غرق میشوم و میمیرم)

با حسن گفتنی چرا عاشق شدی
صد جوابست ایں سوالت را ولے (از راہِ ادب جواب گفتن نمی توانم)

عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون او
آدم آنجا ہا لغزیدہ است، مسکیں آدمی (آدمی بیچارہ را چہ یارا کہ نلغزد)

مرد نئی تا ہمہ دل خوں نئی
لافِ محبت چہ زنی چوں نئی (مرد ہمہ دل خون نئی)

بسیار خطا کردی، باز آئے حسن اکنوں
روئے بزمیں آور، درویشی درویشاں (بطفیل درویشی درویشاں)

اسی طرح کے بیسیوں اشعار ہیں۔

(۸) نرد اور شطرنج کے اصطلاحات بکثرت استعمال کرتے ہیں جیسے

تختِ شاہیست کہ بر فیل نہد فرزیں بند
رخ دریں عرصۂ منہ بیدق ایں شاہ نہ

شاہ انجم بر بساطِ آسماں
خانہ خانہ از رخت گریختہ

یار یاری کند اگر خواهد — قصهٔ من هنوز بر اگر است
سنگ بر روی خود زن آتشی در زحمت ملش — ای حسن این سنت دیوانگان عاقل است
دو شش چشم همه کس در ره تو حیران بود — چاشنی غم ابروی کسی بلای است
آب مژه ما گذران شد ز سر ما — نیکو مثل است اینکه هم از ماست که بر ماست
مرا بزور گرفتی برحمت بگزار — که پادشاه بصید را گرفت و گذاشت
یار آوارگی همی خواهد — رفتن حج بهانه افتاده است
ما گناهی نکرده ایم ولی — خوی بد را بهانه بسیار است
دلم ربودی و ننواختی هزار افسوس — چنانکه دلبریت هست دلنوازی نیست
روزم تو بر فروز شبم را تو نور بخش — این کار نیست کار مه آفتاب نیست
جان پیش کشم چو تو در آئی — در خلوت دوست جان نگنجد
هرچه بغمزه میکشی زنده همی کنی بلب — چشم تو جور میکند لعل تو داد میدهد
حسن دعای تو گر مستجاب نیست مرنج — ترا زبان و گر دل دگر دعا چه کند
مصلحت نیست که پندم دهی ای خواجه حکیم — هر کسی مصلحت خویش نکو میداند
فراق روی تو بسیار شد چه چاره کنم — گر لباس جانی که هست پاره کنم
گرفتم اینکه به بندم زبان ز نالیدن — تپیدن دل بیچاره را چه چاره کنم
به شمشاد گفتم جوانی مکن — که ما نیز روزی جوان بوده‌ایم
دل بنهادیم به هر حکم که از تقدیر است — ترک تدبیر پسندیده ترین تدبیر است
اینست ز رنگ نفتی صبر بحالت بلا — دام بلا قبول کن چون زده‌ام ولا
واالله از تیر زنی بر جگرم هر بار — از جگر بر کشم و باز بدست تو دهم

داری تو زغمت غنچهٔ دل لب تنگ خون — رفتے میان ہوتاہی با جہاں ہمہ

روز غم تو مرمرا از شکست گرشکن — من زشکستگی غم گرہ شکستہ پروری

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ امیر حسن سعدی علیہ الرحمہ کے اتباع پر فخر کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے جانچنے کے لیے کہ انہیں اس اتباع میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہم ان دونوں حضرات کی چند ہم طرح اور ہم قافیہ غزلیں پہلو بہ پہلو نقل کرینگے۔

امیر حسن	سعدی
۱۔ اے برفراز سرو برآوردہ ماہ را	۱۔ آں بوئے بیں کہ حسن بپوشیدہ ماہ را
بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را	وال دام زلف دانۂ خال سیاہ را
۲۔ دل مے بری زما بگواہی قد خوش	۲۔ من سرو را قبا نشنیدم کمر کہ بست
اے دوست راست کردہ چہ آری گواہ را	بر فرق آفتاب ندیدم کلاہ را
۳۔ گویند آفتاب پرستند یک گروہ	۳۔ گر صورتے چنیں بقیامت در آورند
ما بندہ ایم آں دو رخ ہمچو ماہ را	عاشق ہزار عذر بگوید گناہ را
۴۔ اے روئے تو تمام چو مہ در ہمہ صفت	۴۔ با دوستان خویش نگہ میکند چنانکہ
اطراف مہ رقم زدہ خط سیاہ را	سلطاں نظر کند بہ تکبر سپاہ را
۵۔ بندہ حسن زخط خوشت نسخہ کند	۵۔ سعدی حدیث مستی و فریاد عاشقی
ہر گہ کہ عرضداشت کند پادشاہ را	دیگر مکن کہ عیب بود خانقاہ را

دیگر

امیر حسن	سعدی
اے غمزۂ خونریزت تاراج بر جانہا	تے دل سودائی میرفت بہ بستانہا
کفر سر زلف تو غارتگر ایمانہا	عیش و طرب آمد سے بر اللہ و ریحانہا

قلب بشے اندوہ نشاند در بازار حشر — یافتم الحمد للہ ہم بجسے عشق دوست
خاصہ باید کہ از آتش بعل آید سلیم — انچہ در الحمد میخواندم صراط مستقیم
ہیبت از بیگانہ پوشیدہ است و می بیند بصیر — در گلوے قمریاں از شوق طوقے کردہ اند
لعلت از ہمسایہ پنہانست و میداند علیم — تو ہماں خط بینی و عارف لوائے یا کریم
نفس پروردن خلاف رائے ہر عاقل بود — آب خضر اندر دہن شربت چہ آری اے طبیب
طفل خرما دوست دارد صبر فرماید حکیم — آسماں زیر قدم طالع چہ بینی اسے حکیم
آنکہ جاں بخشید و رزق داد و چندیں لطف کرد — وقت سعدی خوش کہ خوش میگفت بعذر بہ گفت
ہم ببخشاید چو شتے استخواں بیند رمیم — وقت عذر آوردن است استغفر اللہ العظیم
سعدیا بسیار گفتن عمر ضایع کردن ست — زاں ندیمہا کہ میکردے پشیماں شد حسن
وقت عذر آوردن ست استغفر اللہ العظیم — آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

ہم انہیں تین غزلوں پر جو ہم نے دونو حضرات کے دیوانوں سے بلا کسی خاص لحاظ کے منتخب کرلی ہیں اکتفا کرتے ہیں۔ جس قدر کلام یہاں درج ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ پرواز خیال، بندش، روانی، سلاست اور سادگی میں امیر حسن شیخ کا پورا طور سے اتباع کرتے ہیں اور انہیں سعدی ہند کا جو خطاب دیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے، شیخ کی تقلید کہو یا زمانہ کا رنگ امیر حسن نے ہزلیات میں بھی ایک نظم لکھی ہے جو صفحہ ۴۰۹ کلیات ہذا پر درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرید اور تائب ہونے سے قبل کی ہے۔ اسی طرح ہم ان کی اور اون کے دوست امیر خسرو کی بھی چار غزلیں جو اُن کے دیوانوں سے سرسری طور سے لی گئی ہیں پہلو بہ پہلو نقل کرتے ہیں تاکہ اس صنف شعر میں دونوں کے کلام کا اندازہ کیا جا سکے۔

آشنایان کهن یاد است وه آن بیگانه را
چون کنم بس می نیابم این دل دیوانه را

عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر نشد
یار بی‌وا ماند ز سرگردانی عشاق خویش

شب بآخر شد کنون کوته کنم افسانه را
شمع بی روشن کند جانبازی پروانه را

شعله گو در جان بگیر و سینه گو ز آتش بسوز
جان بجا نه عشق او شد عقل را گفتم چه بود

شمع زیبا نیست کو رحمت کند پروانه را
در حریم محرم او چون کنم بیگانه را

جان ز نظاره خراب آباد او زاندازه بیش
ماه من بازم چیست کاندر کلبه ام نائی شبی

ما بوی مست و ساقی پر دهد پیمانه را
یا مگر از گنج رو نهی نیست این ویرانه را

حاجتم نبود که فرمائی بترک نام و ننگ
در دلم صد گونه غوغا نیست گر جهان شوی

زانکه رسوائی نیاموزد کسی دیوانه را
از ضرورت کعبه میسازم من این بتخانه را

خسرو است و سوز دل وز ذوق عالم بیخبر
دل چو رفت از تو نصیحت با که گوئی ای حسن

مرغ آتشخواره کی لذت شناسد دانه را
مرغ چون جست از قفس دیگر چه ریزی دانه را

دیگر

یاری که از جدائی او هیچ گمان نبود
امسال رونق گل تر آنچنان نبود

ما نیست بی دمی که شبی در میان نبود
بی سرو و گل بدیده بلبل روان نبود

بیگانه وار از سر ما سایه برگرفت
گلزار بود مجلس و قول مغنیان

مارا ز آشنائی آن این گمان نبود
بر قول صوفیان به خوشوقتی آن نبود

گل آمد و بباغ رسیدند بلبلان
این کاروان گل پس سالی رسید لیک

و آن مرغ رفته را هوس آشیان نبود
ما را که دوست همره کاروان نبود

دامن عشق چو بگرفت تو صحبت قدیم   دانستم که از تو نهیم شب فراق
گیرم که دست هیچ کس درعنان نبود   آن بعد رستخیز مرا در گمان نبود
جانم بجا و من نیم از زندگان از آنکه   [illegible] بتان جواهر غیبم نثار کرد
زو بود جمله زندگی من بجان نبود   حفظ مرا چنین صدف در فشان نبود
رفتم بسوی صحبت یاران بسوی باغ   مرغ از چه عشق نامه [illegible] خواند باد
گوئی بلبل زبان همه گلها نشان نبود   دستانش را طراوت این داستان نبود
خسرو اگر گل تو زگلزار شد ملال   این طرز شیوه حسن [illegible]
دانی که هیچگه چمنی بی خزان نبود   چندین شکر بعرصه هندوستان نبود

دیگر

گرچه از عقل و دل و دیده و جان برخیزم   چیست مطلوب تو تا از سر آن برخیزم
عاشق شد که من از شوق فلان برخیزم   در جهان حکم کنی از سر جان برخیزم
گر زمان پیش من ای جان جهانم بنشین   اندرین رسته دکانیست مرا از طاعت
تا بدان خوشدلی از جان و جهان برخیزم   گر ز سودای تو باشد ز دکان برخیزم
هوسم هست که پیش تو دمی بنشینم   یک جهان طعنه زنندم که نشینی بیکار
نه سر هر چه بگوئی پس از آن برخیزم   گر تو دستی بدهی از دو جهان برخیزم
هر دم دیده مرا بهر تو در خون بنشاند   بی تو از دنیا و عقبی چه نخیزد چیزی
من بروئیت نگرم وز سر جان برخیزم   تو بیا تا هم ازین و هم از آن برخیزم
نتوان گشتم از آن گونه که نتوانم خاست   سوی گور من اگر گذری ای سرو روان
هم مرا دست بگیری تو روان برخیزم   سرو تو بنگرم از لحد و روان برخیزم

ازیں حشر کہ انگیزد بر انگیختنیم — اگر از زمزمۂ عشق تو در نغمۂ صور
ہم ز ہر تو بہر سو نگراں برخیزم — یم بانگی بشنوم رقص کناں برخیزم
خسروم آخر و بپسند کہ ہر دم با تو — در دے از درد بنہ بر سر این بندۂ حق
شادماں شینم و با آہ و فغاں برخیزم — تا ازیں زہد فروشی ز باں بد خیزم

ممکن ہے کہ غزل کے میدان میں امیر حسن اپنے دوست امیر خسرو کے دوش بدوش چل سکتے ہوں بلکہ بعض خصوصیات میں ان سے دو قدم آگے ہوں لیکن قصائد مثنوی اور دوسرے اصناف شعر اور عام طباعی اور پرگوئی میں ہیچ ہے کہ وہ امیر خسرو کو نہیں پہنچ سکتے جس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں اور جس خوبصورتی سے یہ اقرار کرتے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

خسروا از رہ کرم وبپذیر — انچہ من بندہ حسن می گویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست — سخن این ست کہ من می گویم

انصاف اور محبت کا زمانہ تھا، امیر خسرو باوجود ان تمام کمالات کے جو فطرت نے ان کی ذات مجمع الصفات میں جمع کر دیے تھے، اپنے دوست امیر حسن کے کلام کی خوبیوں سے منکر نہ تھے۔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں۔

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر — کز سخنہائے تو ام بوئے حسن می آید

اگرچہ امیر خسرو کا معیار سخن اس قدر بلند تھا کہ وہ اپنے زمانہ کی شاعری کو زیادہ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ قطعہ

کس دریں روزگار نتواں یافت — کہ سخن با فروغ میگوید
ہر کہ گوید کہ راست میگویم — راست گویم دروغ میگوید

ـہ تقریباً نصف صدی گزر جانے کے بعد پرواز خیال اور طرز ادا میں جو تبدیلی ہوئی اس کے پیے وہ خواجہ حافظ کی غزل ہے

امیر حسن کم گو شعراء میں ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں ؎

رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدہ ست — زیں بیشتر مجال نماد ایں قصیدہ را

ان کے اس دیباچہ سے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں خود ان کا لکھا ہوا ہے معلوم ہوتا
ہے کہ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور پچاس برس تک نظم اور
نثر لکھتے رہے (۶۳) سال کی عمر تک جو کچھ انہوں نے کہا اور قابل اشاعت سمجھا
وہ سنہ ۱۳۰۳ھ میں بمقام دہلی شائع کیا جس میں دس ہزار ابیات بتائے جاتے
ہیں یہ کلیات ان کے انتقال سے ۲۳ سال قبل کا ہے۔ اس ۲۲ سال کی
مدت میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ مروجہ
اور موجودہ دیوانوں میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ اس کا پتا اسی وقت
چل سکتا ہے جبکہ انڈیا آفس کے نسخہ کا مقابلہ موجودہ دیوانوں سے کیا جائے
ظاہری قیاس یہ ہے کہ آخر زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کہا اس نے موجودہ دیوانوں میں
بہت کم جگہ پائی۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ اور
امیر خسرو کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا مگر حضرت سلطان المشائخ اور
امیر خسرو کا کوئی مرثیہ یا نوحہ ان کے موجودہ دیوانوں میں نہیں پایا جاتا جس سے
قیاس مذکورۂ بالا کی ایک درجہ تک تائید ہوتی ہے۔

امیر حسن نے اپنے اشعار میں جن کا ذکر کیا ہے وہ حسان، خاقانی، رشید وطواط،
سعدی، خسرو اور حسینی ہیں۔ مؤخر الذکر حضرات کے سوائے، جن کا ہم کوئی پتا
چلا سکے باقی حضرات طبقہ شعرائے عرب و عجم کے مشہور اور معروف ارکان ہیں
اودھ کے شاہی کتب خانہ کے نسخہ میں غزلوں کے (۵۳۳۰) اور قصائد

کے (۳۹۰) اور رباعیات کے (۲۰۷) جملہ (۳۰۴۷) ابیات بتائے گئے ہیں۔ مختار ایڈیشن یعنی نسخۂ ہذا میں غزلوں کے (۵۴۹۹) اور قصائد کے (۲۱۳۱) رباعیات کے (۱۰۵۸) اور مثنویات کے تقریباً (۱۴۰۰) ابیات ہیں۔

شمالی ہندوستان کا حال ہمیں معلوم نہیں مگر حیدرآباد میں جتنی غزلیں عام طور حسن کے نام سے قوالی میں گائی جاتی ہیں اور جنھیں حضرات صوفیہ امیر حسن کے انتساب کی بنا پر بڑے ذوق و شوق سے سنتے اور وجد کرتے ہیں وہ امیر حسن کی نہیں بلکہ منشی غلام حسین صاحب نامی ایک صاحب کی ہیں جو حسن تخلص کرتے تھے۔ اور ملتان کے رہنے والے تھے، ان کا دیوان ۱۳۰۲ ہجری میں سراج المطابع جہلم میں طبع ہوا تھا۔ منشی غلام حسین مرحوم صوفی منش، مستعد اور صحیح المذاق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عراقی کی ایک مشہور غزل ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے

شراب عشق کاندر جام کردند ۔ ز چشم مست ساقی وام کردند

چو از خویشتن کردند خود کش ۔ عراقی را چرا بدنام کردند

اگرچہ وہ عراقی کے دیوان مطبوعہ مطبع نولکشور میں نہیں پائی جاتی۔ اسی پر امیر حسن اور منشی غلام حسین مرحوم نے غزلیں لکھی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں

غزل امیر حسن

بتاں کز زلف مشکیں دام کردند ۔ جہانے زیر حسن و رام کردند

بتقوی نام نیکو بردہ بودم ۔ نکورویاں مرا بدنام کردند

بہشتے گشت صحن خانہ امروز ۔ گر ایشاں گذر بر بام کردند

حسن از اخلاص میخواندم دعائے ۔ وزاں سوختم بر دشنام کردند

غم زلفین لبان زاں شکاں پرپا　　کہ صیاہائے خوں آشام کردند
ملایک دیگے اندر طعن ایشاں　　برآوردند لیکن خام کردند
حسن را جامۂ جاں چاک زاں شد　　کہ دُرد دردش اندر کام کردند

غزل منشی غلام حسین مرحوم

شراب درد کاندر جام کردند　　نصیب عاشق بدنام کردند
گرہ کز طرۂ لیلے کشادند　　دل مجنوں اسیر دام کردند
قضا روزیکہ نقش دار بربست　　سوئے منصور زاں پیغام کردند
قد رعنائے آں سرو دلآرے　　قیامت بود قامت نام کردند
ثنائے زلف و رخسار تو اے ماہ　　ملایک ورد صبح و شام کردند
ہلال عید میجستم کہ ناگاہ　　اشارت بر لب آں بام کردند
حسن آہ و فغان و گریہ و سوز　　ز عشقم ایں ہمہ انعام کردند

یہی حال اس غزل کا ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

دل کند سجدہ بایں طرز خرامیدن تو　　دیدہ صد شکر بجا آرد ازیں دیدن تو
اے حسن بوسہ بپایش زدنت بے ادبیست　　پائے نازک نشود رنجہ ز بوسیدن تو

جس طرح ضیائے آفتاب میں ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح نامور شاعروں کے سامنے کم نام شاعر چند روز میں بے پتا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ منشی غلام حسین مرحوم و مغفور شاعری کے آسمان پر ایک روشن ستارے کیطرح چمکنے کے مستحق تھے۔ مگر امیر حسن کی نام آوری کے آفتاب نے انہیں چمکنے نہ دیا اور جو کچھ ان کی بضاعت بازار شہرت میں آئی وہ سب امیر حسن کے نام

بھی حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کیے تھے جو علی الترتیب "انوار المجالس"
اور "تحفۃ الابرار و کرامات الاخیار" کے نام سے موسوم تھے، لیکن جو شہرت و مقبولیت
فوائد الفواد کو ہوئی وہ ملفوظات میں سے کسی ملفوظ کو نصیب نہیں ہوئی۔ فوائد الفواد
کی تالیف کا زمانہ سخت سیاسی ہنگاموں اور عظیم الشان ملکی تغیرات کا زمانہ تھا۔
اسی عرصہ مدت میں سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ولیعہدی سے
معزول کیا۔ سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا، ملک کافور نے جسے علاء الدین نے
سیاہ و سفید کا مالک کر رکھا تھا، علاء الدین کے پنج سالہ بیٹے شہاب الدین عمر کو
بادشاہ بنایا اور اس کے بڑے بھائیوں خضر خاں اور شادی خاں کی آنکھیں
نکلوا لیں۔ ملک کافور مارا گیا۔ قطب الدین مبارک شاہ بادشاہ ہوا۔ خسرو خاں
کافر نعمت نے اسے قتل کیا اور خود بادشاہ بنا۔ غیاث الدین تغلق نے اس
کافر نعمت بروار بچہ کو مار کر سلطنت حاصل کی۔ یہ سب ہنگامے اور شورشیں
ہوتی رہیں مگر حضرت سلطان المشائخ کے دائرہ صحبت میں نہ اسکا ذکر ہے اور
نہ فکر۔ یہ جماعت اپنے ذوق و شوق اور ذکر و شغل میں ایسی محو ہے کہ یہی نہیں
معلوم ہوتا کہ وہ اس عہد اور دنیا میں ہے جس میں یہ تہلکے مچے ہوئے ہیں۔ تمام
فوائد الفواد پڑھ جائیے کہیں ان واقعات کا کنایۃً یا اشارۃً بھی ذکر نہیں ملیگا
جو کمال یکسوئی کی دلیل ہے۔

"فوائد الفواد" تصوف کے دلچسپ نکات اور حکایات اور حضرت
سلطان المشائخ کے برگزیدہ اقوال کا بہترین مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ سے علاوہ سلطان المشائخ
کے حالات بابرکات کے خود امیر حسن کے حالات پر بھی ایک گونہ روشنی پڑتی ہے

۲۰ھ رمضان المبارک شنبہ ہر کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ آج دولت پابوسی
حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر حسب عادت کوٹھے پر تشریف فرما تھے۔ دروازہ کے
پاس سیڑھی تھی جب میں زمین بوس ہوا ارشاد ہوا کہ وہیں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ دروازہ
کا ایک پٹ ہربار ہوا سے بند ہو جاتا تھا۔ میں نے اس پٹ کو ایک ہاتھ سے مضبوط
پکڑ لیا تاکہ بند نہ ہونے پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا کہ میں پٹ پکڑے
بیٹھا ہوں ارشاد ہوا کہ پٹ کیوں نہیں چھوڑتے میں نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ
میں نے یہ دروازہ پکڑا ہے۔ متبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور مضبوط
پکڑا ہے' شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "ہر درے و ہر سرے
می باشید یک در گیرید و محکم گیرید" بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دیوانہ صبح کے
وقت ایک دروازہ پر کھڑا تھا دروازہ کھلا اور اس میں سے بہت سے آدمی
نکلے ایک داہنے طرف دوسرا بائیں طرف ایک منہ کے سامنے چل دیا۔ دیوانہ
نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ پریشان اور مختلف راستے اختیار کرتے ہیں اسی لئے
سے کہیں نہیں پہنچتے اگر سب مل کر ایک راستہ پر چلیں تو منزل مقصود کو پہنچ جائیں
اسی طرح کی بیسیوں نصیحت آمیز حکایتیں درج کی ہیں جس نے فوائد الفواد کو تمام
نظامیہ چشتیہ کا دستور العمل اور رفتار نامہ بنا دیا ہے۔

امیر حسن کے ممدوحین | امیر حسن کے ممدوحین میں سب سے زیادہ باوقعت اور
قابل عزت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہیں۔ اگرچہ
حضرت موصوف کی شان میں زیادہ اشعار نہیں پائے جاتے مگر جس طرح نظم و نثر
میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے امیر حسن کی دلی ارادت اور حقیقی عقیدت مترشح

ختم حج خاصیت بیانت بہ پنج گنج　　ما خود همی نه ایم عشق ہم نظام

سماع کے جواز اور عدم جواز کی بحث جو حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے زمانے سے شروع ہوئی تھی۔ اس کا سلسلہ حضرت سلطان المشائخ کے زمانہ تک جاری تھا۔ امیر حسن نے اپنے کلام میں مختلف جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مدعیاں گر شدند منکر رقص و سماع　　ما بسماع است رقص کناں میرویم
سبب رقص گواہی من ار نشنوند　　من ازیں ذوق یکے رقص دگر خواہم کرد
خلق آفاق شعبہ زور اند　　ما گرفتار نغمہ زیریم
مصلحاں می کشندناں از طعن　　ما ز شوق سماع میمیریم
مطرباں را بخانہ نتواں برد　　خانہ در کوئے مطرباں گیریم

سماع کے متعلق ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ کے مواجہ میں جو گفتگو ہوئی تھی اسی کو نظم فرمادیا ہے۔

بخیل نزد پے حرمت گزر کند ز سماع　　کہ خوب گفت بخیل ایں لطیفہ نزمے
کہ گر حلال بود ہم شنید نتواند　　ازاں قبل کہ ندارد کرامت کرمے
نہ صدق بود درو کز سرود گیرد ذوق　　نہ آں کرم کہ بمطرب نبخشد او درمے

امیر حسن کا دوسرا ممدوح سلطان علاء الدین خلجی اور اسکا بھائی الماس بیگ المخاطب بہ الغ خاں اور علاء الدین کے بیٹے خضر خاں، شادی خاں، مبارک خاں وغیرہ ہیں۔ علاء الدین اپنے چچا اور خسر سلطان جلال الدین خلجی سے نیک نہاد اور نیکدل بادشاہ کو نہایت دغا اور بے رحمی سے قتل کرکے بادشاہ ہوا۔ مگر اس کا عہد فتوحات اور حسن انتظام اور آئین طرازی کے لحاظ سے ایک ممتاز عہد سمجھا جاتا ہے،

جو حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے خاندان سے تھے۔ دیوگیر اور مولانا وجیہ الدین چندیری میں جا کر رہے۔ صاحب سیرالاولیا نے جو حضرت برہان الدین غریب کے معاصر ہیں، حضرت موصوف کے حالات بہ تفصیل لکھے ہیں مگر انہیں دیوگیر بھیجے جانے کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں "بعد از نقل سلطان المشائخ مولانا برہان الدین غریب چند سال در حیات بود، دست بیعت بخلق میداد، چوں در دیوگیر رفت برحمت حق پیوست" اگر وہ حسب ایمائے حضرت سلطان المشائخ دیوگیر بھیجے گئے ہوتے تو صاحب سیرالاولیا ضرور اس کا ذکر کرتے۔ علاوہ اس کے حضرت برہان الدین غریب اگرچہ حضرت سلطان المشائخ کے قدیم مرید تھے مگر خرقہ خلافت انہیں سید خاموش عم امیر خورد اور حضرت سلطان المشائخ کے خدام بشیر اور اقبال کی کوشش اور سعی سے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بہت قریب زمانہ میں ملا۔ جب حضرت برہان الدین غریب کا دیوگیر بھیجا جانا ثابت نہیں تو امیر حسن کو ان کے ساتھ کر دینا کس طرح صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ امیر حسن کا سنہ ۷۲۲ھ تک دہلی میں موجود رہنا خود ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہے۔ قیاس غالب یہی ہے جیسا کہ صاحب منتخب التواریخ بدایونی لکھتے ہیں کہ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب دہلی کے دوسرے باشندوں کے ساتھ سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دیوگیر (دولت آباد) تشریف لائے اور اس وقت حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہو چکا تھا۔ سلطان محمد تغلق جو اپنے باپ غیاث الدین تغلق کے دفعۃً انتقال کے بعد بادشاہ ہوا دنیا کے

ملے ہونگے اس کا اندازہ کرنا بھی اس وقت دشوار ہے۔ سیکڑوں خاندان برباد اور مبتلا ہوگئے۔ ہزاروں آدمی راستہ میں مرگئے اور اگر موقع ملا تو دوسرے ملکوں کو چلے گئے جو لوگ دولت آباد پہنچے انہوں نے ناموافقت آب ہوا اور پیچا دن کے سفر کے مصائب سے بجائے شہر کے وہاں کے قبرستانوں کو آباد کیا۔ امیر حسن تمام عمر مجرد اور اہل و عیال کے بارے سبکدوش رہے۔ حضرت سلطان المشائخ ان کے پیر و مرشد اور امیر خسرو ان کے دوست کا انتقال ۷۲۵ھ میں ہو چکا تھا۔ اگرچہ دہلی کی یہ دو بڑی دل بستگیاں ختم ہو چکی تھیں تاہم وہ دولت آباد پہنچکر دہلی کی یاد سے غافل نہ تھے جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے ؎

مپرس کز غم فرقت چگونہ مخمور	ز دوست دور توان شد ولے نہ چندان دور
کجاست حضرت دہلی و خوبرویانش	یکے بہشت دروں بروں او پر حور
اگرچہ غیبتے افتاد بر طریق مجاز	ولے بر اہل محبت محقق است حضور

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

مبادا ہیچ کس از دوستاں چنیں کہ منم	بکام دشمن و از جملہ دوستاں تنہا
ز دور چرخ خراب و ز دور حادثہ زار	ز اہل بیت غریب و ز خانماں تنہا
سفر گزیدہ ہمہ مرد ماں و من غافل	چو خفتہ کہ بماند ز ہمرہاں تنہا

ایک دوسری غزل میں فرماتے ہیں ؎

حسن بکوئے عدم گم شد ندیار انت	بگو نشان چنیں گم شدہ کجا جویند

دہلی کی تباہی کی طرف کس خوبصورت پیرایہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

ލޮތުހަނީ ދުޝަހި ދުއްބޮޑުކަލޭގެ

ލޮތުރަނީ މަލްކަކަށް އޮޅުވާލި

ހިޖުރައިން ١٧٠٠ ވަނަ ހަތްކުރުވާނަމުން ...

ރިސާލަތު ނިމުނު ބަނގަރު ތިމަވެށި ... ރަށްޓެހިކަމަށް ...

... (٤) ... ވަނަ ... (٤)

...

...

...

...

... (٥٥١) ...

... (١١١٤) ... (٤)

...

...

...

...

...

...

...

... (١١١) ...

روانہ کیا۔ اس مہم میں بڑی کامیابی ہوئی اور بے شمار مال غنیمت ملا جسے یہ دونوں سردار لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعہ جالور کے قریب پہنچے تو "خمس غنایم" کی طلب میں اہل لشکر پر اس قدر سختی کی کہ نو مسلم مغل جو لشکر میں بہ تعداد کثیر تھے بگڑ کر باغی ہوگئے اور یہ ارادہ کیا کہ سرداران فوج کو مار کر ان مطالبات سے نجات پائیں۔ اس منصوبہ کی پیش رفت میں باغیوں کی ایک جماعت ملک اعز الدین پر جو ملک نصرت کا بھائی اور غالباً "خمس غنایم" کی تحصیل پر مامور تھا حملہ آور ہوئی اور اسے مار کر الغ خاں کے خیمہ کی طرف چلی مگر اس کی حیات باقی تھی وہ بچ کر نکل گیا یہی ملک اعز الدین ہے جو امیر حسن کے حال پر بیحد مہربان تھا۔ اور اسی کی بدولت انہیں دربار علائی کے شعرا میں داخل ہونے کا موقع ملا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

ذکر تلطف ملک اعزالدین

کسے کو نعمتے را شکر گوید — مزید روزگار خویش جوید
مرا هم منعمے چوں نعمتے داد — بباید کرد شکر نعمتش یاد
یکے کز برج گردونش سزد قصر — سر جملہ ملوک سرور عصر
ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں — کریم الخلق «الحق» عز والدیں
محمد اسم و رسمش جملہ محمود — وجودش خاص بہر جود موجود
چراغ دودۂ اعظم تغانخاں — ملک خوانچہ کش بزمش فلک خواں

. . . .

ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے — ہمیں یک ذات او ماندست برجائے

طل پری زنا بگواتی قد خویش
گویند آفتاب پرستند یک گروه
اے روئے تو تمام چو مه در همه صفت

اے دوست راست کرده چو آں نگارها
ما بنده ایم آں دو رخ بسیم [illegible]
اطراف همه رقم زده خط سیاه را

۳

بنده حسن زخط خوشت نسخهٔ کند
هرگه که عرضداشت کند بادشاه را

۹

ساقی بیارے که چو زر گشت کارها
آمد بهار نو بده آں بادهٔ کهن
خوباں اگر بدست رقیباں گرونه اند
وقت هوا خوش است هوا از مزاج صاف
شه اتفاق جشن کند گوئیا که گل
با غنچه داشت هر سر کالے که داشت گل
سلطاں علاے دینی و دیں آنکه روزگا
نامش محمد است محمد صفت به بیں

گل ریخت گنج زر به همه مرغزار ها
از یک نسیم او شگفد نوبهار ها
گرد چمن زبهر چه بندند خار ها
بنشانده اند از همه جانب غبار ها
از زر و سیم ساخته اند ایں نثار ها
بکشا سر قرابه که بکشاد کار ها
شاهے چو او نیافته در روزگار ها
دیں را ز دال دولت او شد مدار ها

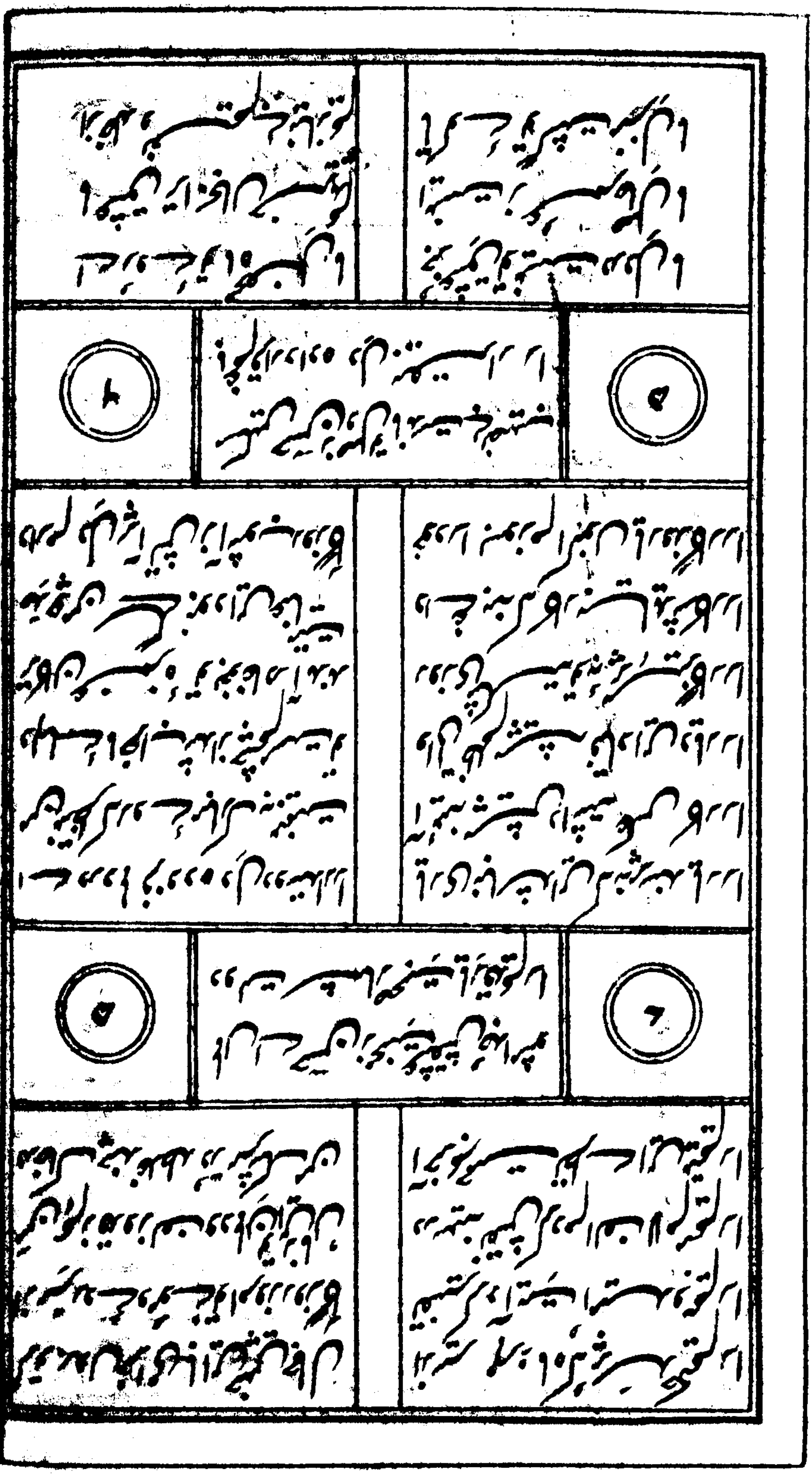
۴

چوں شرح بذل اوست بروں از حسابها
سال بقاش باد فزوں از شمارها

۷

اے باز تازه داشته ناز قدیم را
هر روز کرده در همه آفاق گل فشاں

در هم فگنده صد دل نا مستقیم را
یک صبح ره نداده ازیں سو نسیم را



از روی تو شرم نیست مه را
کاید همه شب به قابل ما

٧ — ٦

بیچاره حسن ترا نهان گفت
پیدا است که کیست قاتل ما

به پیش صورت خوب تو ماه را چه بقا
بجنب خاک درت مال و جاه را چه بقا

شکست کوکبه مه زیک بر آمدنت
چو آفتاب برون تاخت مه را چه بقا

توئی خلاصه و بس روز و شب طفیل تو اند
تو در یاش سفید و سیاه را چه بقا

دو چشم من دو گواه اند عشق را تو بگو
بیک عنایت خاص گواه را چه بقا

تو آمدی گل و لاله بریختند از شرم
بهشت آمده شست گیاه را چه بقا

اگر ببوئے تو جامے خورم گنه گیری
به پیش آیت رحمت گناه را چه بقا

٨ — ٥

بسوخت از تف عشقت همه وجود حسن
چو آتش آمد بیچاره کاه را چه بقا

باز آ که آرزوی تو بسیار شد مرا
دل در شمائل تو گرفتار شد مرا

بی تو نظر گماشته ام هر چهار سوی
بازم دو چشم در ره تو چار شد مرا

جان دادن از فراق تو آسان نه دلیک
این زیستن بهجر تو دشوار شد مرا

چندان به تیغ غمزه تو عشق تو خستم
تا آخرم درون دل افگار شد مرا

٩ — ٤

یارا کسی بچاره گری یاد می نکرد
بارے حسن بناله گری یار شد مرا

ترک من بینی دامے از عنب ساختہ مہتاب را | بر سرِ شکر نگہبان کردہ مشک ناب را
از دہان او کہ دور ست از لب و دندان من | پستہ می خواہم بدندان میگزد عناب را
بین محرابست ابرویش مسلماناں چہ شد | گر مسلمانے بمستی بوسہ زد محراب را
صبحدم آمد خیال غمزہ اش خونم بریخت | آرے آخر شب ہمیں شیوہ بود قصاب را
یار گر حاضر شد چندیں نرفتے سیل خوں | لاجرم بے آشنا عاجز شدم غرقاب را
من بدو راہ از کجا یابم کہ نبود نسبتے | با پری رویانِ گلبو دیو گلخن تاب را

(۱۰) عالمے را غرقہ می بینم بدریائے طلب
تو کجا یابی حسن آں گوہر نایاب را (۷)

چندیں چہ ناز آموختی آں غمزۂ غماز را | دل بُردی جاں سوختی حدیست آخر ناز را
ہر چند ہندوئے توام چوں دم زدم از لعلت شکر | در ہر کمیں بنشاندۂ ترکانِ تیرانداز را
ہرگز نہ پرسد از کسے کعبہ نشیناں را نشاں | ہستے کہ او قبلہ کند چوں ابروئے طنّاز را
غالب نیاید عقل من بر عشق مہ رویاں بلی | حد کبوترکے بود کو صید گیرد باز را
سبحہ چہ در دستم دہی خرقہ چہ در پشم نہی | با زاہداں نسبت مکن ایں پیر شاہد باز را
سازیکہ بود اے مدعی کردی ازیں مجلس بروں | با تو ہم آتش زنم ایں مجلس بے ساز را

(۱۱) ہاں اے حسن تا زندۂ دل نہ بر زندانِ غمش
چارہ نباشد از قفس مرغانِ خوش آواز را (۷)

جاناں ز نقد جانِ من پیوند جاں با داترا | بر جانِ ما دلخستگاں غمہا فراواں باد ترا

چوں شاہ تخت چار مربعیت شد سر بزیں
من از ہوا خواہی تو چیزے کہ ہستم یافتم
داد جوانی دادہ بر رغم این چرخ کہن
ساقی دل و جانم توئی ان جام جان بخش تو کو
یک پاس با ما مے بخور اے بندۂ پاس تو من

اے خسرو خوبان علم بر آسمان بادا ترا
وانچہ میخواہی ز حق یا رب بجلی بادا ترا
ما رائے کہنہ بہ دولت جوان بادا ترا
رحمے بکن بر جانِ من رحمت بجلی بادا ترا
تو پاس داری این نفس حق پاسبان بادا ترا

(۱۲)

ہاں اے حسن از یاد شہ جانِ حریفاں تازہ کن
مہرے بنہ بر جانِ ما شہ مہرباں بادا ترا

(۶)

کجاست آں شہ ترکاں گرفتہ ترک وفا
در دل چو شانہ بکینم ہمہ بود دندا
چناں ز غیرت روش قفا خورند بتاں
دلِ ما اگر آوارہ شد ز خانۂ صبر
کشاد چشم و لبش در ولایت خوبی

زدہ ز نرگس شوخے ہزار تیر جفا
بروں چو آئینہ با من ہمہ طریق صفا
کہ بتگراں نشناسند روئے شاں ز قفا
در خدائے ببند ست حسبۂ وکفی
بغمزہ دار سیاست ببوسہ دار شفا

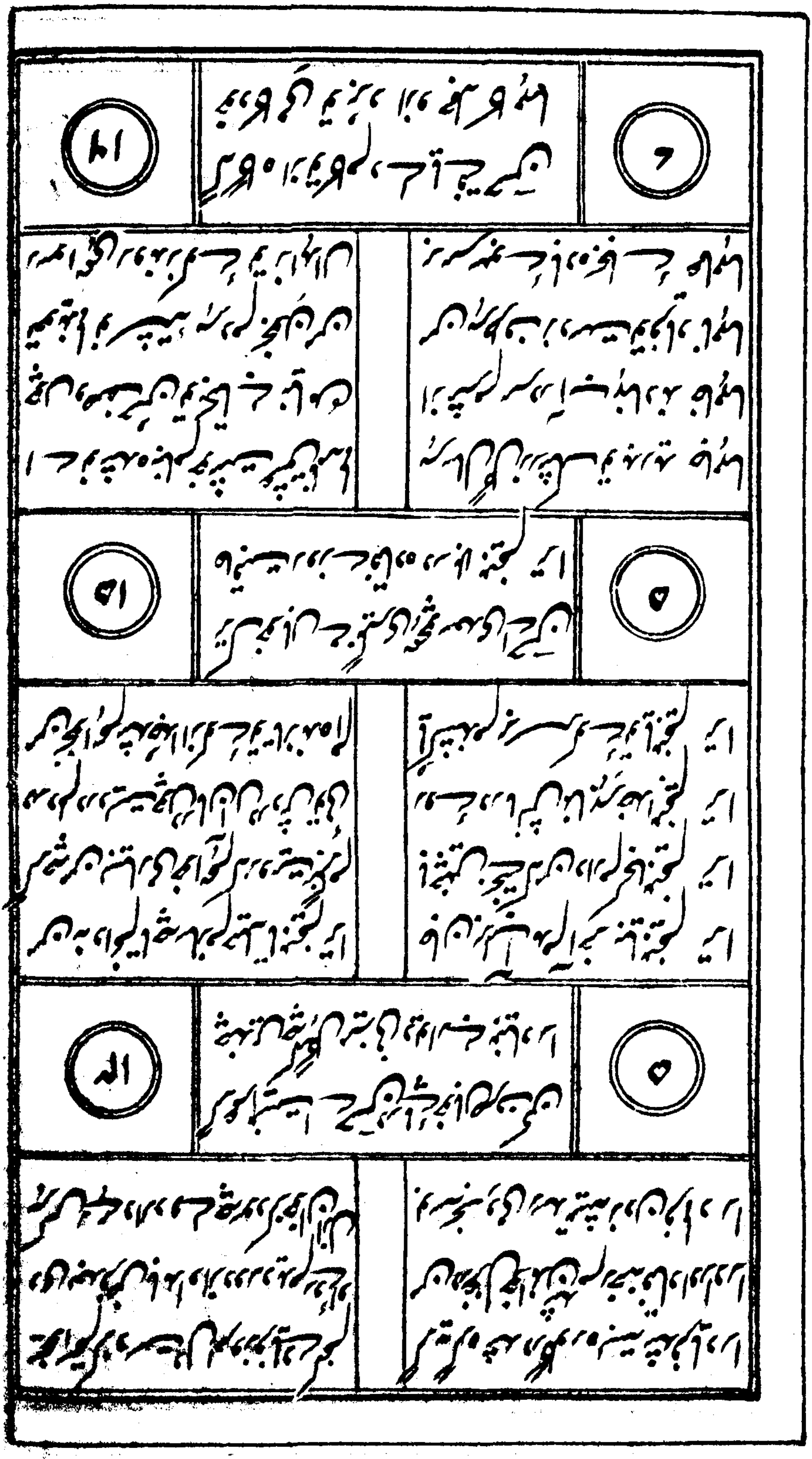
(۱۳)

حسن تو از ظرفائی زیادہ گوئے مباش
بلے فضول نبود ست صرفۂ ظرفا

(۷)

دی سوئے سروِ لالہ رخ پیغام دادم باد را
تا پیش او افتد اگر اینک ز چشمم در کشاں
مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلی چاک زد

بنوشتہ خطِ بندگی آں سوسنِ آزاد را
در ہا ذخیرہ میکنم از بہرِ پیش افتاد را
پندِ پدر نافع نشد رسوائے ادزاد را



[illegible]

۷	[illegible]	۷۱

[illegible]

۷	[illegible]	۷۱

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۸) [illegible] (۱۰)

[illegible]

[illegible]

(۹) [illegible] (۱۷)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۸	[illegible]	۷

[illegible]

[illegible]

۱۸	[illegible]	۷

[illegible]

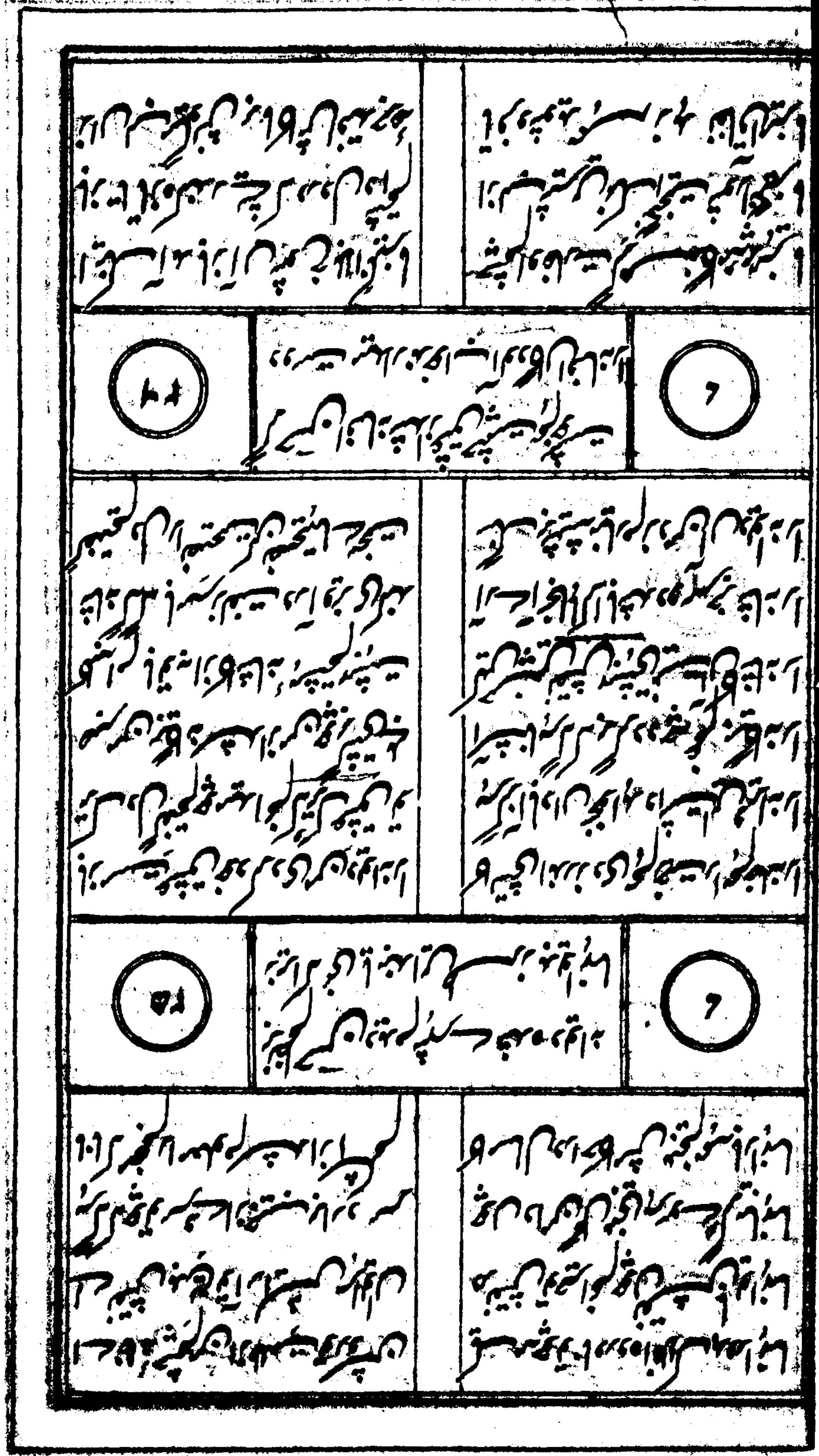
[illegible]

۱۱

۲۱

۹

۲۲



۶

۷۱

۶

۷۲

والله بلکه دلبری یک بت تشویک تو شد
در اعتقاد عارفان حجت تو بی توحید را

هر خطبه را ای خطیب ایجاز و جب دیدهٔ
امروز در رویش به بین اطناب و تحمید را

(۲۹) آنکو بهمت سرکشد دست از دو عالم برکشد
گر دست میجوئی حسن پا پیش نه تجرید را (ے)

ای روی خوبت آیتی حکم امید و بیم را
حکمی که میخواهی بران استاده ام تسلیم را

اختر شناس ار بنگرد نور دو رخسارت گهی
پیش مه و خورشید تو پاره کند تقویم را

خلقت مثال حسن شد با آنکه خوش میخوانیش
از خال مشکین یک دو جا نقطه بنه تفهیم را

در کام تو تنگ شکر در جام من خون جگر
چه توان که پیش از ما و تو حکمی شده تقسیم را

تو خواستی کز طوق غم داغی نهی بر ما ولی
داغ تو بر ما لاغ شد چون آتش ابراهیم را

تا حاء حسنت دیده ام با میم تلخ تو قرین
هردم مکرر میکنم در ورد خود حامیم را

(۳۰) امید میدارد حسن کاندر ره تو جان دهد
هم از طریق دوستی رغم امید و بیم را (ے)

باز دل سوی سفر می بینم آن دلدار را
نیست از یاری که تنها میگذارد یار را

من که روی یار خود خواهم با غیارم چه کار
سلسبیل آتش نماید تشنهٔ دیدار را

مردم چشم مرا از گریه آفت ها رسید
آری آفت ها رسد اصحاب دریابار را

بر دل زارم منه ای ساربان بار فراق
بار کش می بین بران اندازه می نه بار را

اینک آن سالار خوبان در میان کاروان
کیست کو ناقه بگیرد کاروان سالار را

[illegible]

۴۳

حسن گفت خاکِ سگانت منم
بهر کس مبخش این خطاب مرا

۷

ای چشم و چراغ دل آخر نظری بر ما
وی آب حیات جان آخر گذری بر ما

گر نیم شبی ناگه طالع نشوی چون مه
جز باد که می آرد از تو خبری بر ما

جز صبح که می ماند از ما نفسی با تو
بگذر چو نسیم گل وقت سحری بر ما

حلوای مرادِ ما بر ذوق نمی آید
بفرست ز لعل خود اندک شکری بر ما

راه دلِ ما دیدی بربسته بخار غم
از باغچهٔ رحمت بگشای دری بر ما

گر باغ تو آرائی ور راغ تو فرمائی
حاکم نتواند شد جز تو دگری بر ما

۴۴

خوش گفت حسن با تو اندر شب تنهائی
کای چشم و چراغ دل آخر نظری بر ما

۷

دل شد و دنیا شد و دین ساقیا
گر همه رفتند تو باری بیا

جام تو بر دست چو من مفلسی
حقهٔ غیب است پر از کیمیا

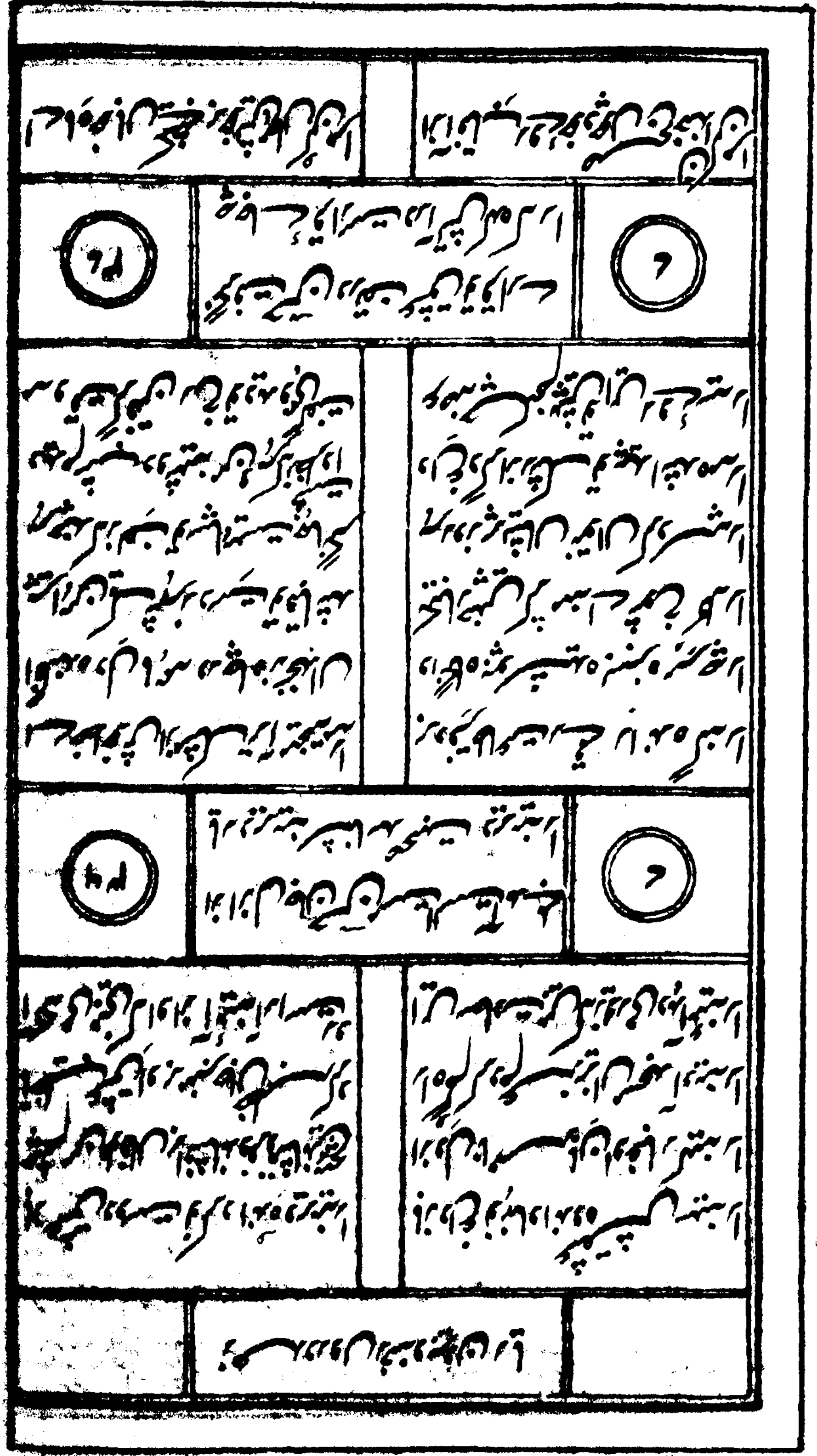
تا چو قلم راه نشوی پاک دل
خرقه نکو ناید ستار بوریا

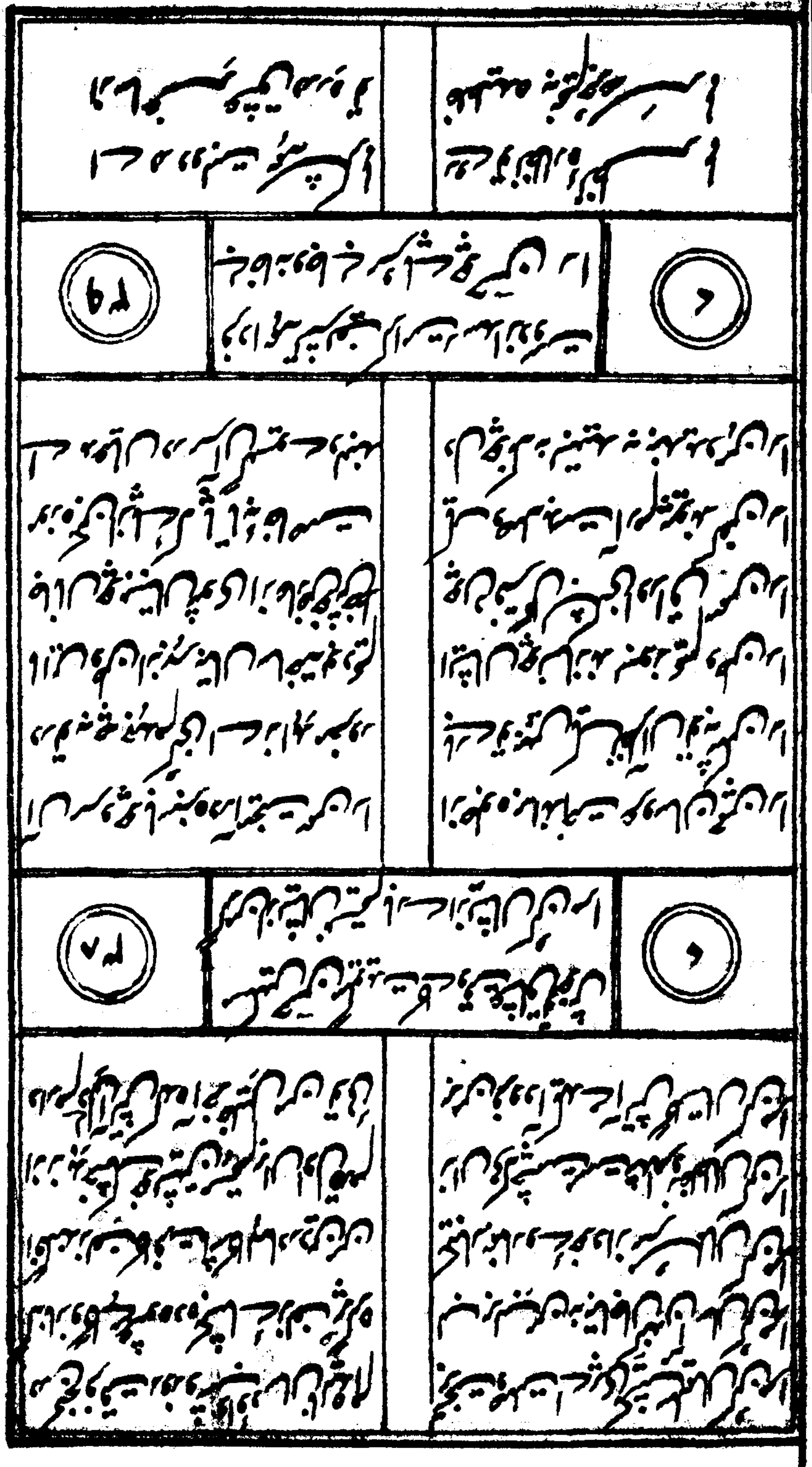
هرچه دهی باز از آنت دهند
کرده ام این تجربت از آسیا

این دل گره بسته نشنید پند
دیدهٔ اعمی چه کند توتیا

باز کجا المدد این آب چشم
تا نامد از گل گندم گیا

ای حسن این نیچه آورده





د | لا

د | لہ

عقل بگریخت از محلت عشق | شهر زندانست روستائی را
زاهدے کان دو لعل میگوں دید | معذرت گفت پارسائی را
دل چراند همت که پروانه | جاں فدا کرد روشنائی را

(۴۲) اے حسن نیم جاں که هست بده | چه تواں کرد بے نوائی را (۵)

مبتلا گشتم من بیچاره تا دیدم ترا | اے بلا انگیز ناگه از کجا دیدم ترا
خوب دیدم بے خطا ناوک زدی بر سینه ام | شکر می گویم که بارے بے خطا دیدم ترا
نازنیناں گرچه میگردی ملول از دید نیم | یکزماں بنشیں که بعد از دیرها دیدم ترا
هر زماں گوئی گرا دیدی که دیوانه شدی | سرو قد آراسته می گویم ترا دیدم ترا

(۴۳) خسرو خوباں توئی خواهد حسن بوسے ز تو[1] | بر گدائی آمدم چوں بادشه دیدم ترا (۵)

ردیف (ب)

اے دل اهل دولت ایشانند ایشاں را طلب | چیست ایں جمعیت آں جمع پریشاں را طلب
گر همی خواهی درون همت را مرهمے | آں جگر پالودگان سینه ریشاں را طلب
عشق خویش است می دانی تو هم خویشی بکن | عقل و حس بیگانه صرف اند خویشاں را طلب
یک خدنگ از کیش خوباں خوشتر از صد جان تو | دین تقلیدی رها کن خوب کیشاں را طلب

[1] ایک قلمی نسخہ میں مقطع اس طرح ہے۔ ؎ ترک خوباں بکن گوئی ز بوسی اے حسن [illegible]

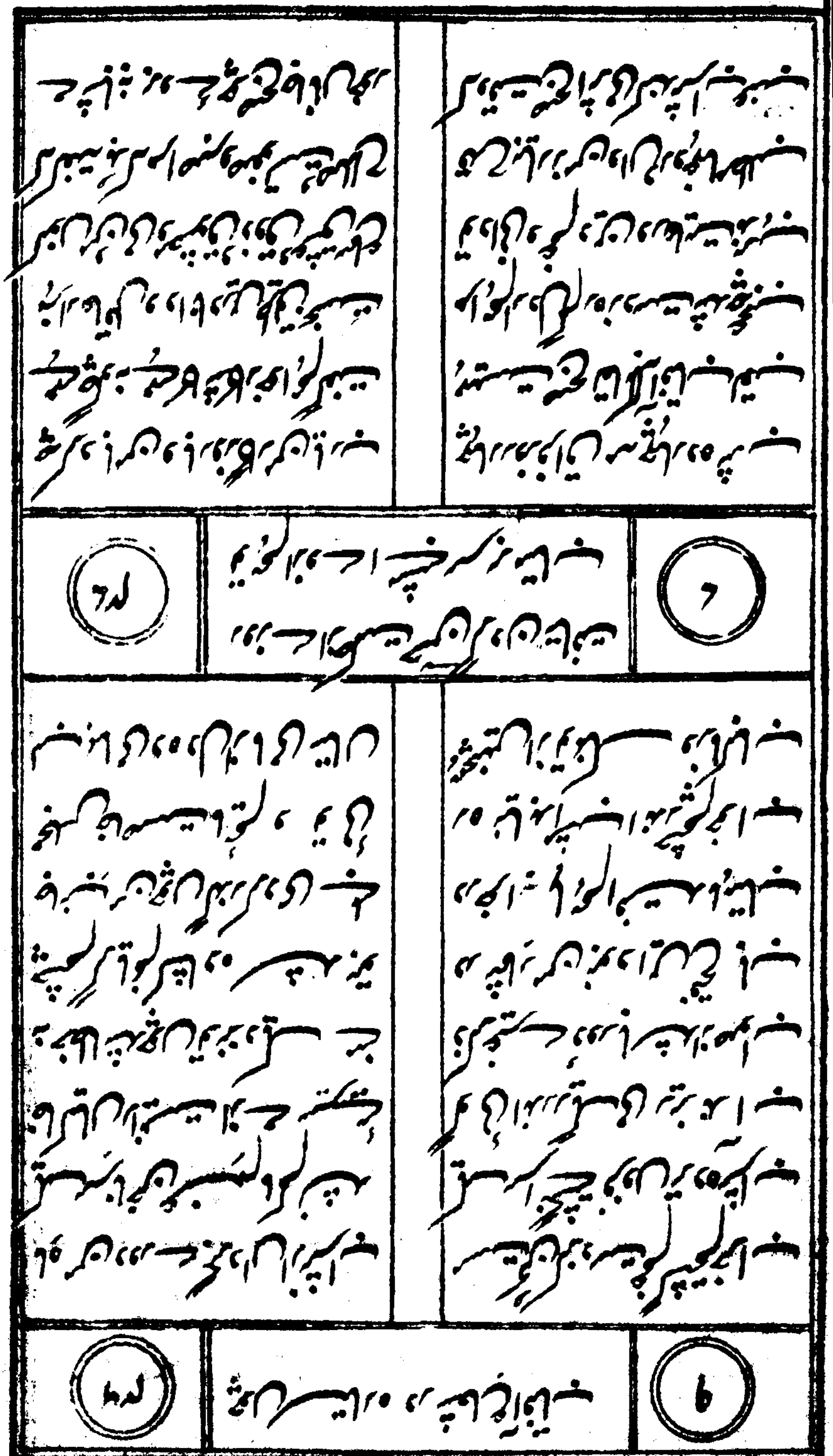
[illegible]

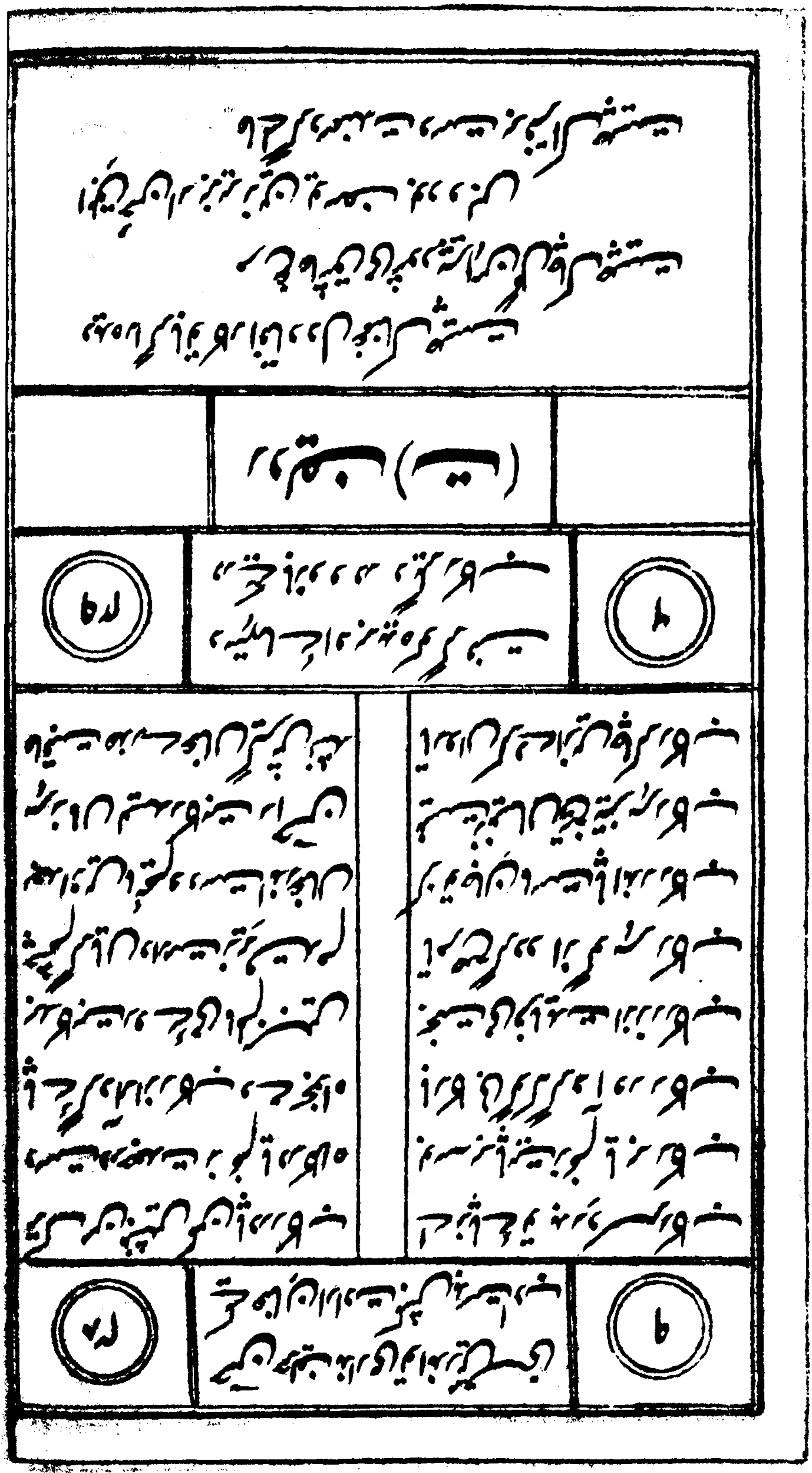
[illegible]	[illegible]

٦	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]

٦	[illegible]	[illegible]

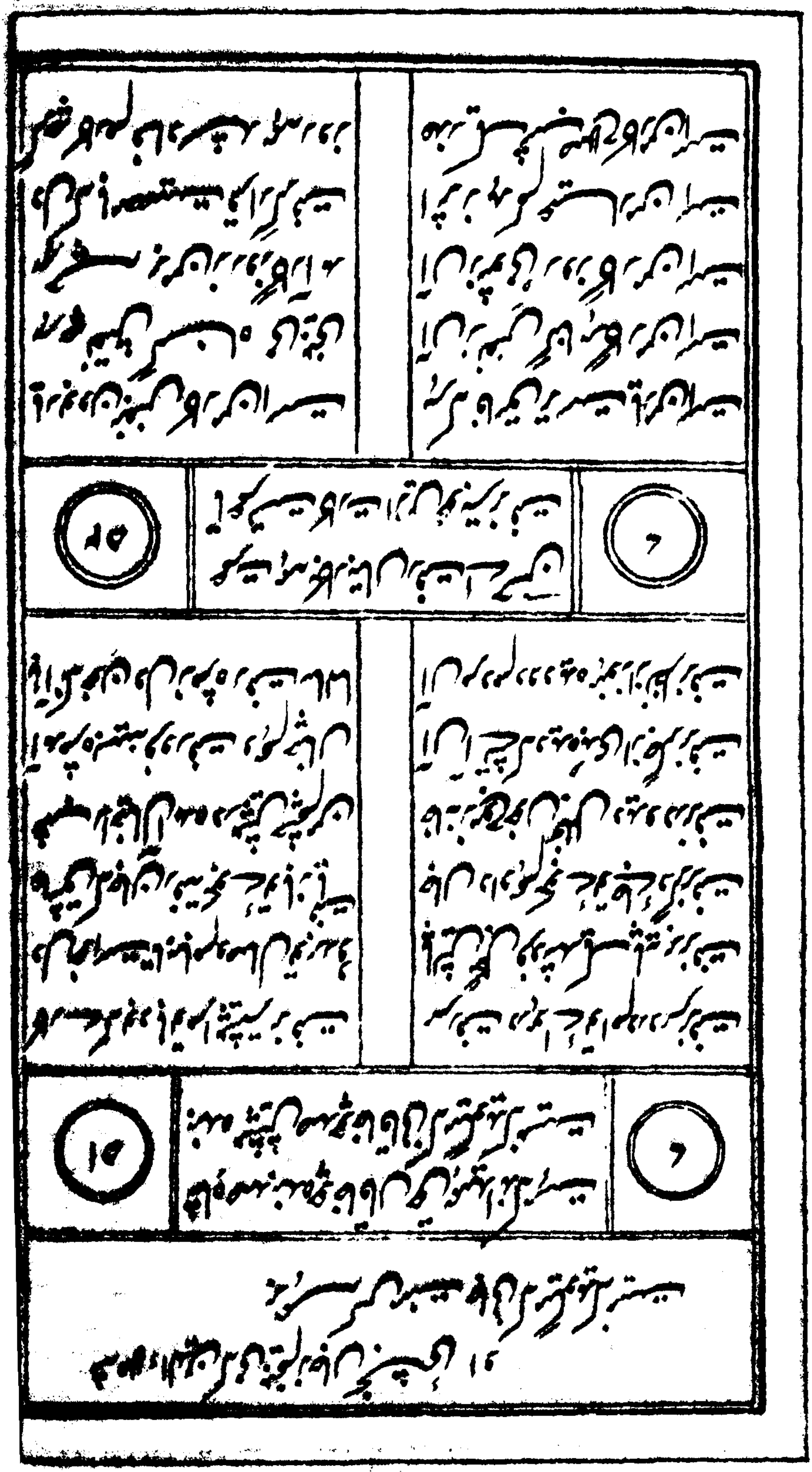




ہمچنیں گویند کاتش رہ ندارد در بہشت
اے بہشت عاشقاں ایں روئے آتشناک چیست
گر ز رشکِ روئے تو مہ را نشد پارہ جگر
آں نشانہائے خوں بر دامنِ افلاک چیست
مہرۂ تریاک را بسیار عزت می نہند
تو ازاں لب مہر بخشا مہرۂ تریاک چیست

۵۰ گر حسن قدر غمت نشناخت اوراعفوکن ۷
پیشِ عفو کامل تو جرم مشتِ خاک چیست

روئے خود را ماہ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
موئے خود را مشک میدانی کہ میگوید کہ نیست
چوں رُخِ خود را بہشتِ عاشقاں کردی لقب
برسمن سنبل چہ می شانی کہ می گوید کہ نیست
ظلمت ظلمت زلف تو چہ مشکل اندراں
روئے تو نورِ مسلمانی کہ می گوید کہ نیست
گر ترا من نرم دل خوانم کہ می گوید کہ ہست
ور مرا تو سخت جاں خوانی کہ میگوید کہ نیست
جانم از خاک در تو آب حیواں یافتست
آنکہ ہست اسکندر ثانی کہ می گوید کہ نیست



۶
۱۵
۶
۱۴

در کنار من آب دیدهٔ من | موج دریائے بے کنار من است

(۵۳) برخوردار از امید خویش حسن / گر بگوئی امیدوار من است (۵)

اے کہ رخت نور مسلمانیست | لعل لبت مہر سلیمانیست
زلف ترا راز دروں مو بمو | گفتم و در بند پریشانیست
شہرے ازاں زلف کہ ظلمت دراوست | کفر گرفت ایں چہ مسلمانیست
بار گرانست فراقِ تو آہ | ہر چہ گراں تر من ارزانیست

(۵۴) خشم گرفتی ز حسن عاقبت / عاقبت خشم پشیمانیست (۹)

اے کہ در عالم بخوبی مر ترا مانند نیست | اہل انساں را نظیر و شبہ تو فرزند نیست
سرو و گل چوں قامت و رویت ندیدم در چمن | ہمچو لعل شکر افشانت نبات و قند نیست
دیگرے را چوں گزینم بر تو اے آرام جاں | زانکہ در ملک جہاں جز با تو ام پیوند نیست
از سرود شادمانی و طرب بے بہرہ ماند | آں دلے کش ماہ روئے شکل تو پابند نیست
ہستم از بند دو زلفین سلاسل دار تو | ہیچ مجنونے بدیں آئیں اسیر بند نیست
یک نفس گفتم کہ ایں شوریدہ را تسکیں کنم | اے دریغا کیں دل مسکیں من خورسند نیست
شاہ خوبانی نگارینا ترا زیبد از آنکہ | ہیچکس را در جہاں [illegible] نیست
ہر کرا شد دولت وصلت میسر یک زماں | ہمچو او اندر جہاں مسعود و دولتمند نیست

۶

۴۵

۱

۵۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

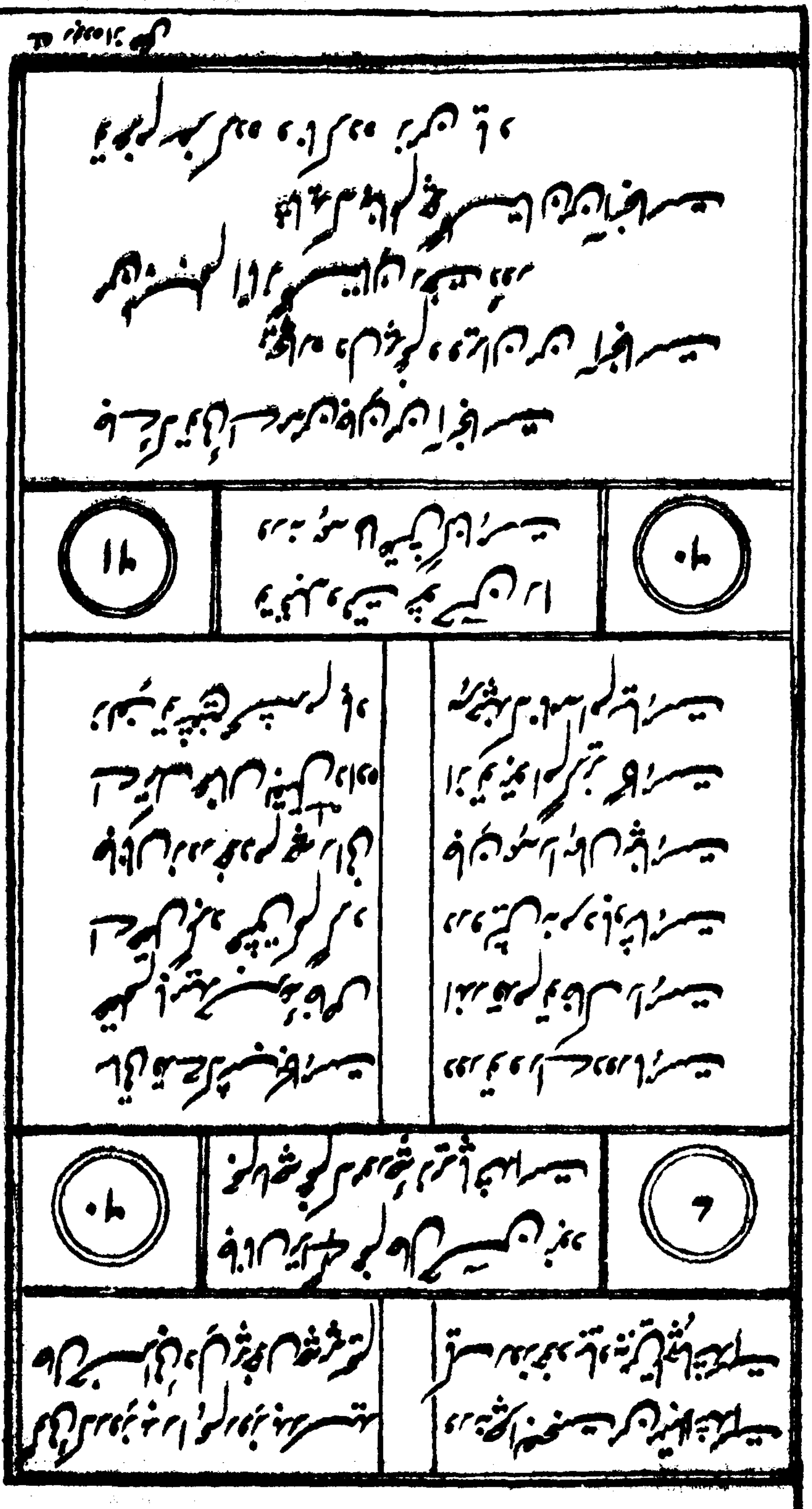
۷۵	[illegible]	۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷۶	[illegible]	۸

۱۱

۶۷



کاں غمزدۂ بیکس حیران من آنجاست
گویند خراب سروساماں شدۂ تو
من چوں نشوم چوں سروسامان من آنجاست
من قصۂ خون جگر خویش نوشتم
آنجا ببرائے باد کہ سلطان من آنجاست
از سعی طبیباں نرود درد دل من
گو رنج مبینید کہ درمانِ من آنجاست

(۶۲)
از یاد تو زندہ است حسن ورنہ بمردے
میگفت کہ بیجان شدم و جان من آنجاست
(۷)

ساقی دم صبح مشکبارست
غائب نشوی کہ با تو کارست

با بوئے می و ہوائے رویت
مارا ہمہ وقت نوبہارست

چشمت سوئے ما نمیشود باز
جاناں مگر از منت غبارست

از مستی چشم تو خرابم
آں ترک ہنوز در خمارست

ہر چند کہ بیقرارم از تو
آں غم کہ زتست برقرارست

از غصۂ روزگار جاں رفت
اے جان من ایں چہ روزگارست

(۶۳)
اے چارہ گر امید ہا تو
بیچارہ حسن امیدوارست
(۸)

آنکہ مشرب ساقیاں را اتفاق مطلق است
راہ چوں خواہیم دیدن این زمان پیش ہنوز
ہر دو کامے کرد چشمم چشمۂ خونے رواں
داغہا داریم بر روئے دل از دستِ غمش
مدعائے او ودل مدعائے ما تواند بود وجہ
آں خطِ خونریز بر رخسار خوبش گوئیا
دوستاں گویند کاخر دست و پاے ہم بزن

مردم چشم زحال دردمنداں غافل است
آفتاب اندر حجاب کوہ در ظلمت است
حال زحسن چوں بوئیں آں ختن ختن است
زنگیاں را دائم بر دیست سلابہ است
عقدۂ زلفش کشادن مشکل اندر مشکل است
محضرِ عالم بسبز د بادشاہ عادل است
جاں کہ نرم چوں دستِ زیر سنگ و پیم دلست

(۶۴) خیز چوں پروانہ و آتش زن اندر رخت خویش
اے حسن این سنت دیوانگان عاقل است (۶)

ساقیا مے دہ کہ مست آں یار من باز آمدست
زہر چوں ورزم کہ آں توبہ شکن باز آمدست
بادۂ گلگوں بدہ تا سوئے گل گشتے کنیم
یار من چوں گل بگلگشت چمن باز آمدست
راحت دل بود یا جاں بود الحق ہر چہ بود
اینک آں راحت بجاں وجان تن باز آمدست
سجدہ ام واجب شد و جاں بازیم پروانہ وار
قبلۂ عشاق و ماہ انجمن باز آمدست
پُر حذر باشید از خم کند و زخم تیر

سرو جهد اندازد و ماه غمزه زن باز آمدست
ای که در وصف غلامانش همی بینی مرا
نیک بختم من که بخت نیک من باز آمدست

(۶۵) دوست بازی بود از دست حسن جسته کنون
صید کم تا ید چو در دست حسن باز آمدست (۵)

روی گل بین صفت روی کسی با او هست
دیده روشن کن از و بوی کسی با او هست
بعد از این دست من و زلف بنفشه چکنم
شکلی از حلقهٔ گیسوی کسی با او هست
نظر از نرگس تو می نتوانم برداشت
سحری از غمزهٔ جادوی کسی با او هست
دوش چشم همه کس بر مه نو حیران بود
چاشنی خم ابروی کسی با او هست

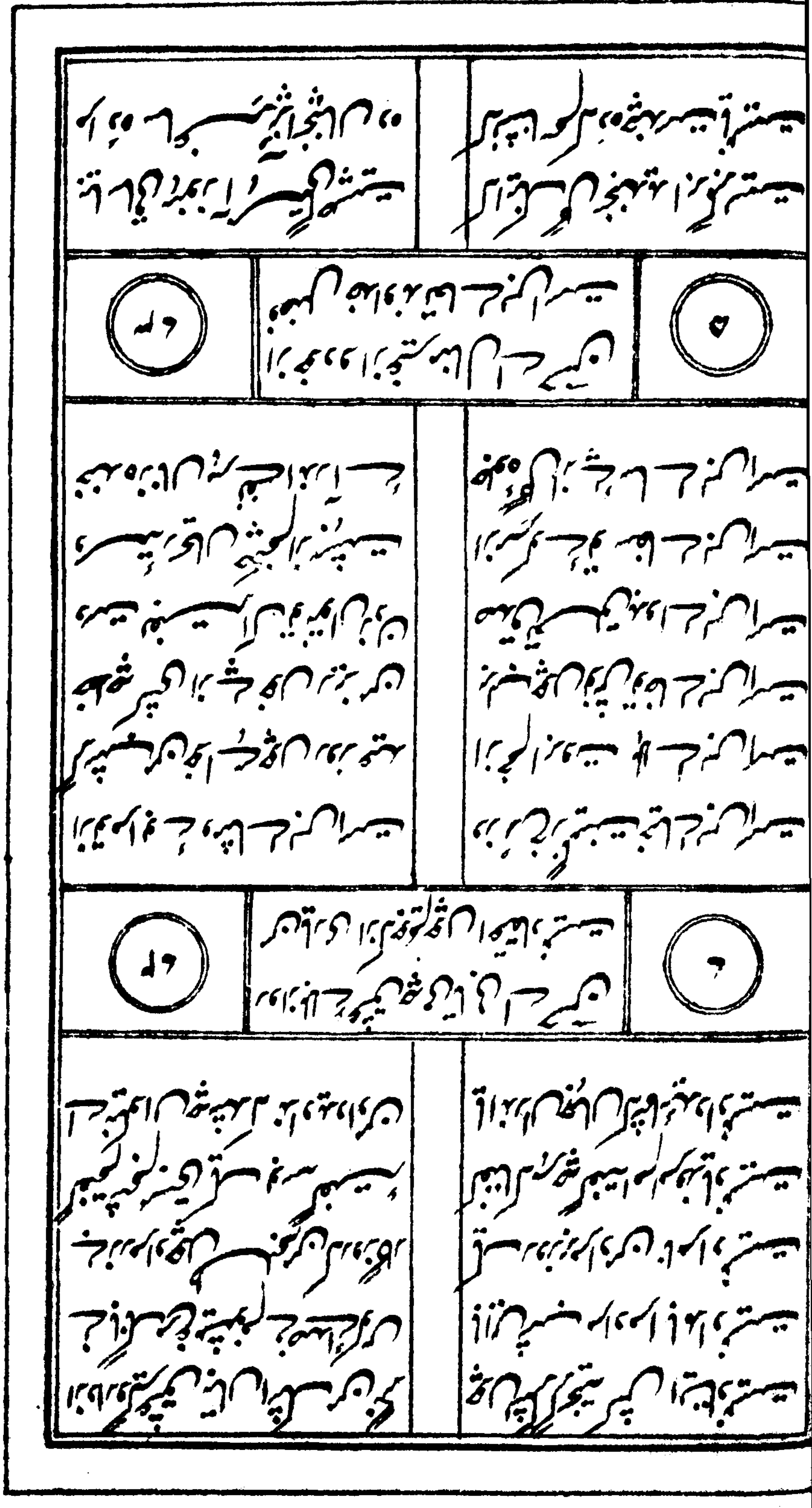
(۶۶) خوش قبا دست حسن با گل لعلت آری
رنگی از اشک تو و بوی کسی با او هست (۶)

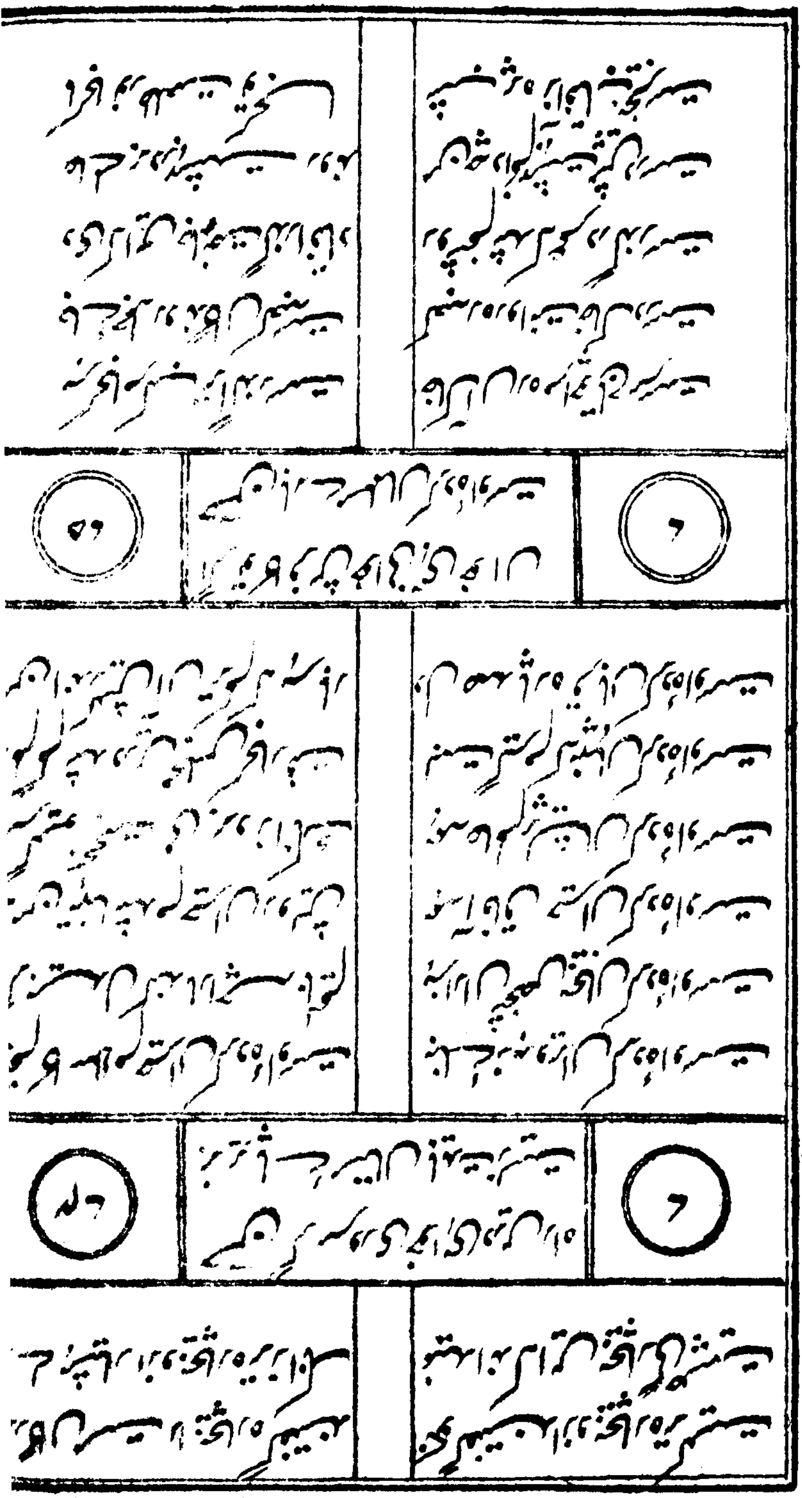
آن دیده که بر حال منش هیچ نظر نیست
بی دیدن او چشم مرا نور بصر نیست
از شربت وصلت همه سیراب شدستند
من کشتهٔ آن چشم که بر حالش نظر نیست
رنجاند و از رنج دلم هیچ نترسد
داند که دعاهای مرا هیچ اثر نیست
بیچاره دلم شمع صفت در غم هجران
شب نیست که از روز دگر سوخته تر نیست
چندین چه بهیخواب کند نرگس مستت
آری ز خرابی حریفانش خبر نیست
یک بوسه زدم بر قدمش جان ستد از من
گفتا دگری زن چکنم جان دگر نیست

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

١٧ ٦

٠٦ ٦





٦	[illegible]	٧٦

[illegible]	[illegible]

٥	[illegible]	٧٧

[illegible]	[illegible]

٦	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]

٥	[illegible] [illegible]	٠٧

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

٦	[illegible] [illegible]	۵٦

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
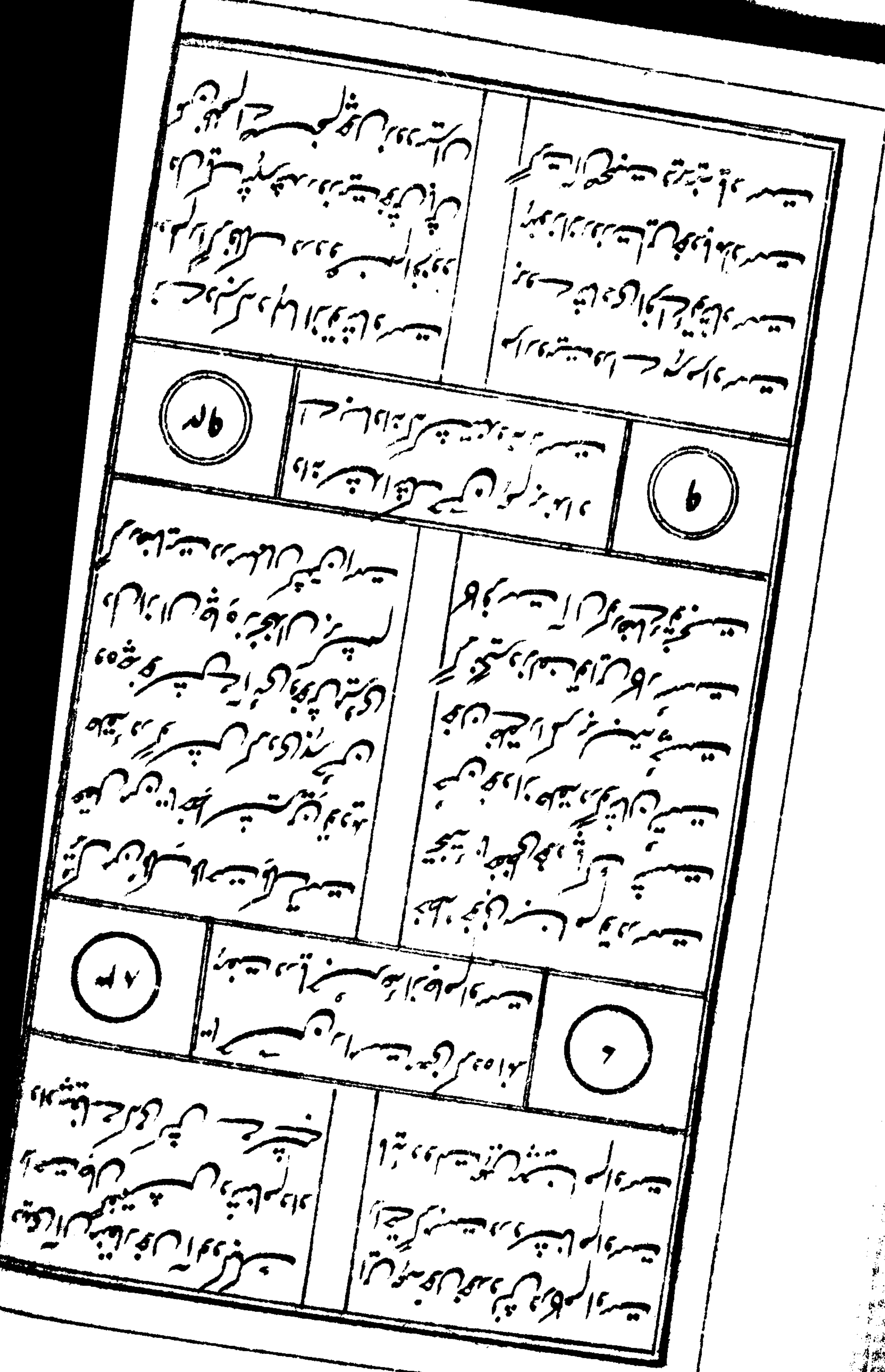
[illegible]

۸۷	[illegible]	۶

[illegible]

۱۷	[illegible]	۶

[illegible]



۵
۱۵
۶
۱۶

۲۷ | ۶

۵۷ | ۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵

[illegible]
[illegible]

۷۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۶

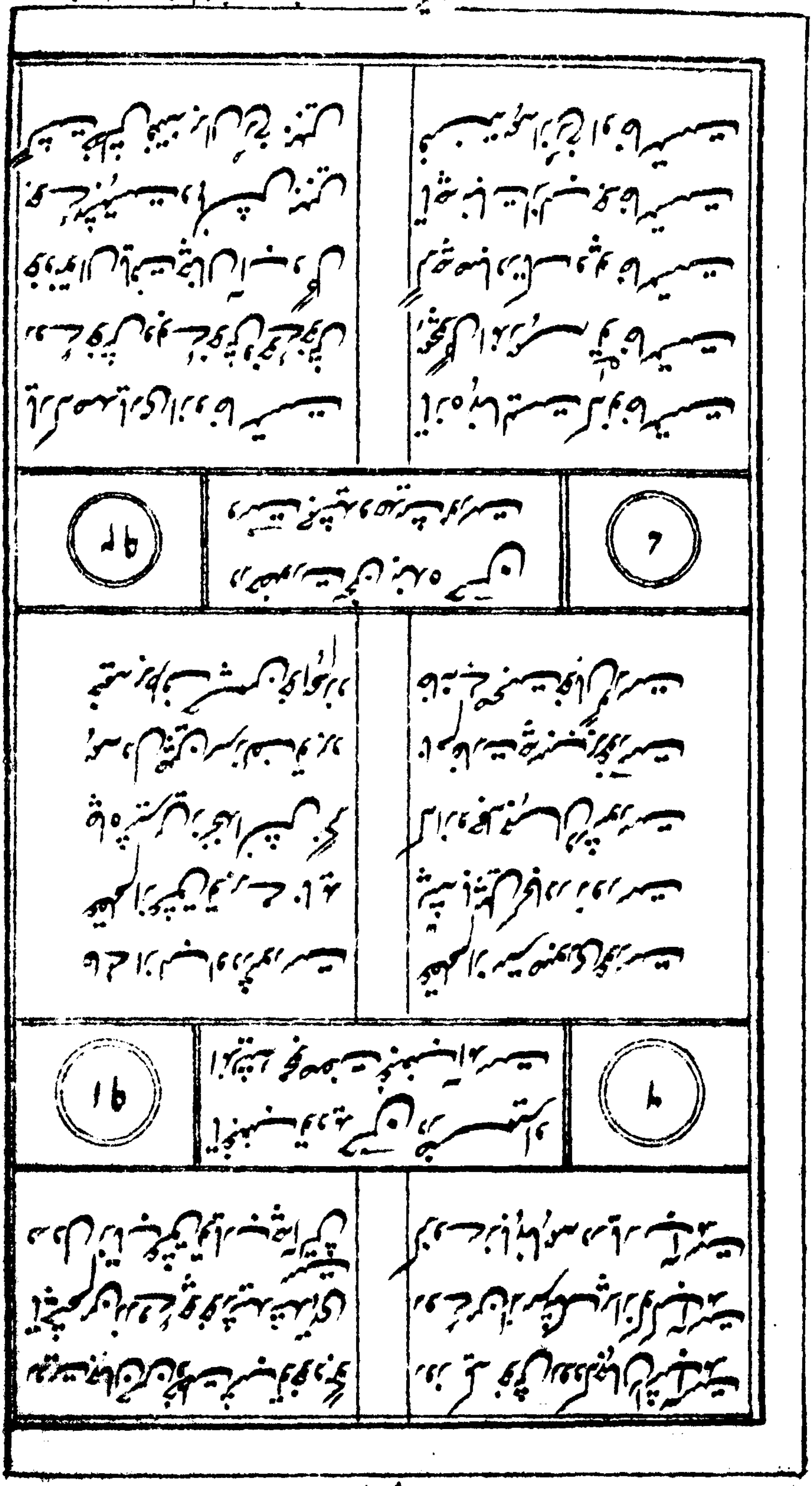
[illegible]
[illegible]

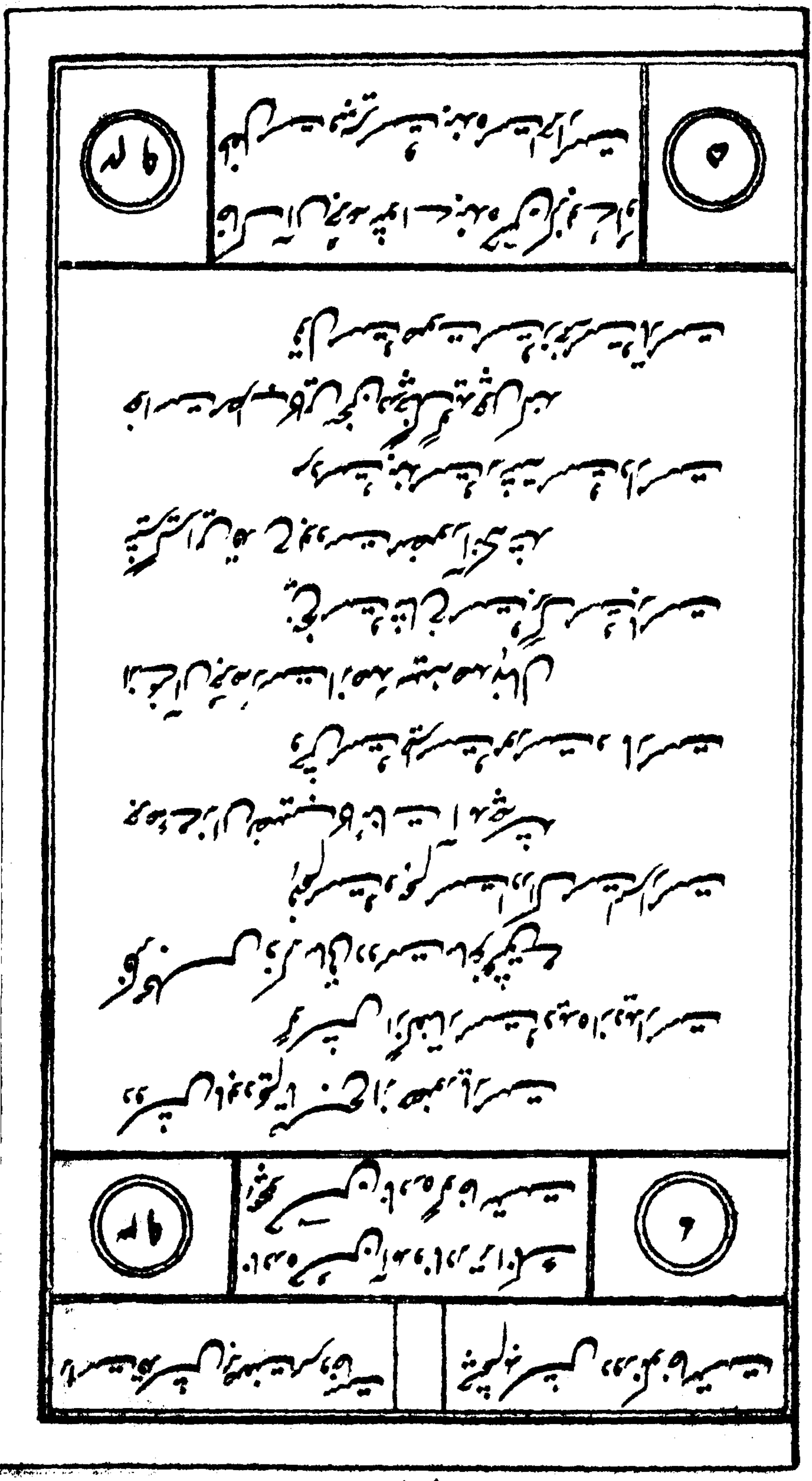
۶۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]







انصاف میدہم کہ چو روئے تو روئے نیست
گل در مزاج لطف چو تو نرم خوئے نیست

غنچہ بصد نقاب ہمی پوشد از تو روئے
داند کہ با تو روئے نمودنش روئے نیست

میگفت لالہ ہست مرا رنگی از رخت
او را مجال رنگ چہ باشد کہ بوئے نیست

صبح ار چہ ساخت از شب و از روز دفترے
ہم نسخہ اش مقابل آں روئے و موئے نیست

۹۵ | خاکی دلم غبار دلت ہیچ در نیافت
سنگ آزمودن انحق کار سبوئے نیست | ۷

تا خطت ریختن خون مسلماں آموخت
شاد باش آں لب شیریں چہ خط خوش دارد

مقری تو لب خونیں تو مے دید آخر
گفتیم دل بجدائی نہ و صبرے در پیش

سحر ہائی کہ بدشواری ازاں آموزند
غمزۂ تست کہ خمست شکارے زدنش

چشم خونریز تو گوئی کہ دو چنداں آموخت
زلف تو گرچہ خطا آموخت پریشاں آموخت

کافرے را چہ غرض بود کہ قرآں آموخت
ہرگز ایں پیشہ در ایام تو نتواں آموخت

آں ہمہ غمزہ یاد وے تو آساں آموخت
آں شکاری زدن از تیر الغخاں آموخت

۹۶ | حسن امروز نوائے دگر آموخت گر
دوش نو نالہ از مرغ سحر خواں آموخت | ۷

بنمائے روئے خود کہ بیک رو نمودنت	قوت گرفت قاعدۂ دل ربودنت
ماہ نوی تو بر فلک نیکوئی کہ بدر	کاہش گرفت روز بروز از فزودنت
ہستیم نیست شد ز توچوں مہ بآفتاب	بہ زانکہ رو سیہ زیم ازدو ربودنت
گویند پشت ایں طرفست آفتاب را	از شرم روئے می نتواند نمودنت
بر قہر من ہنوز بدنداں گزی لبت	چوں سوختیم باز نمک چیست سودنت
بہر دلم کنی ہمہ زخم زبان عجب	جز بر سرم نباشد تیغ آزمودنت

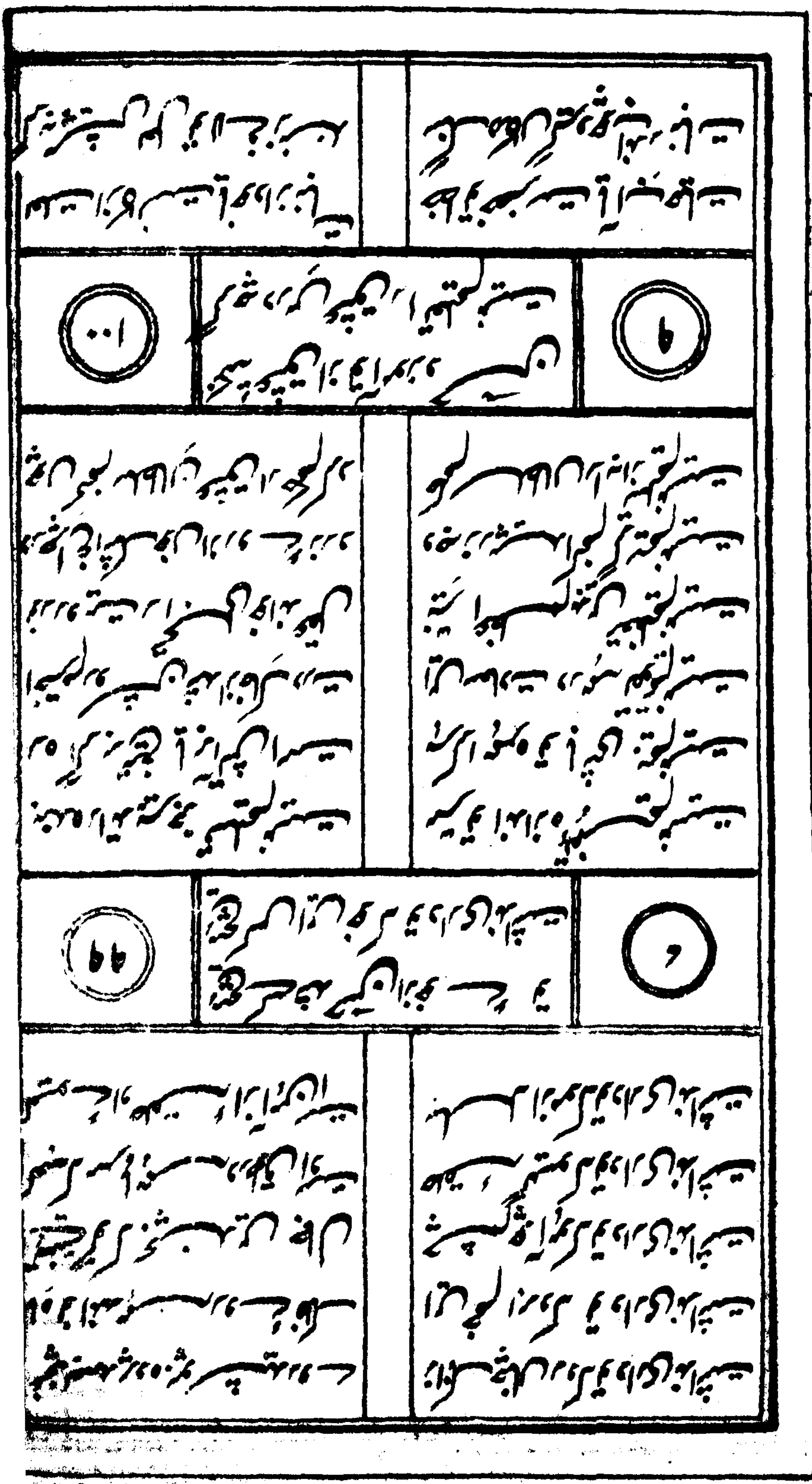
(۹۷) افسانہ شد حسن ز تو یاری ندید او
گر رغبتے بود بفسانہ شنودنت (۷)

باغ را آں صورت زیبا کجاست	سرو را آں قامت رعنا کجاست
سرو را گرچہ زنو خیزان باغ	پایہ بالاتر شود بالا کجاست
روے او ماہست ماہ عید نے	جنت الفردوس را ہمتا کجاست
ماہ را حقہ پر از لولو کہ دید	عید را لبتو[۱] پر از حلوا کجاست
شورش دریا ز جوشش برجست	آنچناں دُر در ہمہ دریا کجاست
دوش دل در پائے زلفش جاں فشاند	ایں محل دل رابود ما را کجاست

(۹۸) کیمیائے وصل او ہمچوں حسن
جستجوئے میکنم اما کجاست (۷)

ماہ چیں رو کہ تو داری نداشت	مشک ختن بو کہ تو داری نداشت

۱ لبتو ـ مرتبان سفالین کوچک را گویند ـ مؤلف



101

11

[illegible]

۷ [illegible] ۱۰۴

[illegible]

۸ [illegible] ۱۱۴

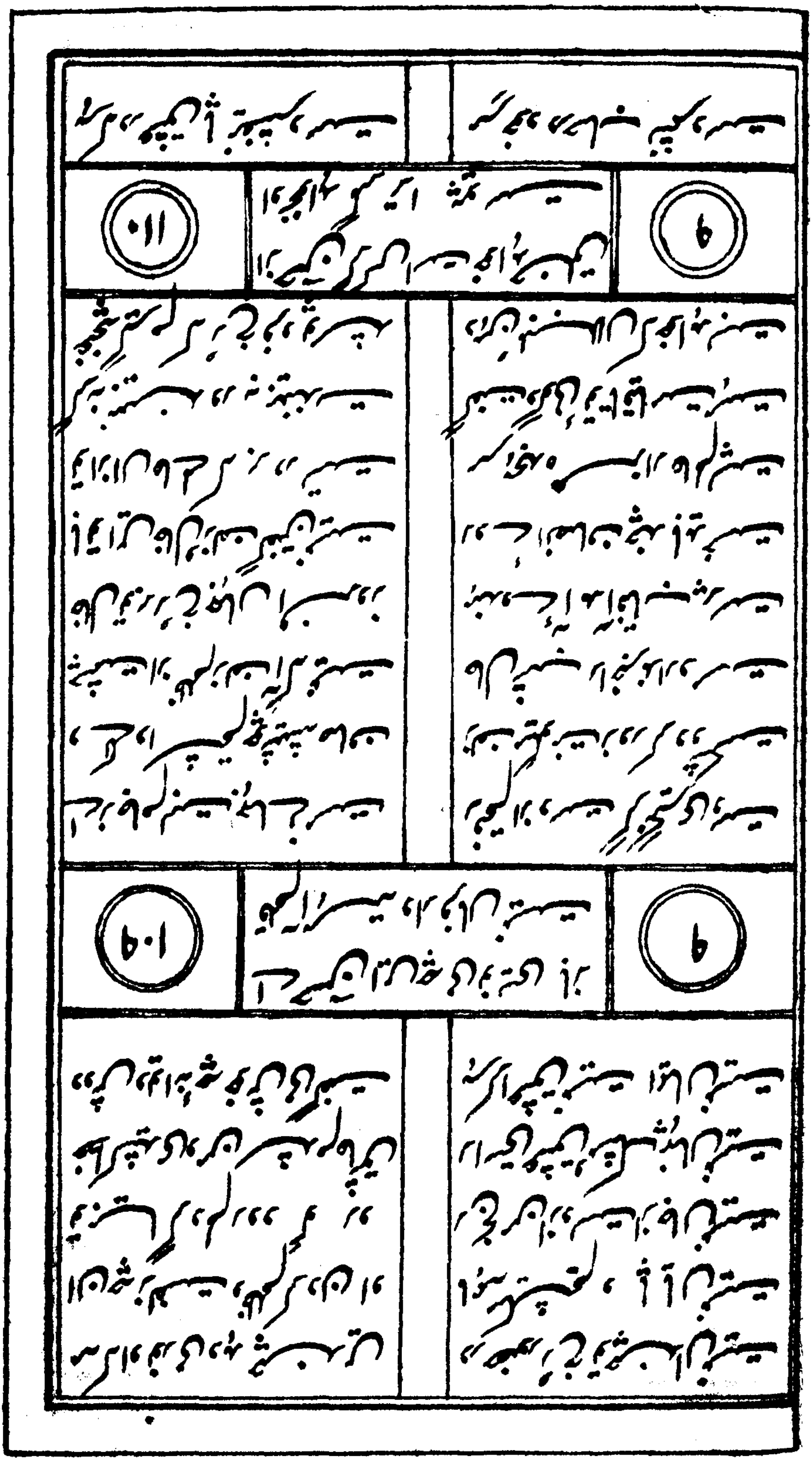
۱۰۴	نظم حسن چو دید فلک باز ماند و گفت رخت غریب می نگرم از دکان کیست	۷

مرا از زلف تو موئے بند است — فضولی می کنم بوئے بندست
ز راحتها که هست اندر دو زلفت — دو عالم را سر موئے بندست
چه لشکر میکشی بر قلب عشاق — صف مغلوب را بوئے بندست
ز غمزه جنگ ترکانه چه آری — هم از خال تو هندوئے بندست
من از روئے سلامت را نه بینم — سلامے از نکو روئے بندست
حسن گر طالب حبل المتین — ز خوباں تار گیسوئے بندست

۱۰۵	وگر محراب خواهی بهر طاعت از ایشاں طاق ابروئے بندست	۷

اندر غم تو ام سر و ساماں چه حاجت است — چوں درد م از تو باشد درماں چه حاجت است
جانا فدائے دوستی تست جان من — عاشق بدوست زنده بود جاں چه حاجت است
عشاق روئے تو بتماشا نه روند — مرغ بهشت را بگلستاں چه حاجت است
یک چشم زد لب تو دهد عمر جاوداں — چندیں حدیث چشمه حیواں چه حاجت است
هر که بتو رسید رسیدش همه مراد — کشت رسیده را نم باراں چه حاجت است
خیز اے رقیب بر در خوباں چه شسته — در هائے آسماں را درباں چه حاجت است

۱۰۶	حاجت نگه حسن که راحت رسان تست امید گر درست برسد آں چه حاجت است	۷

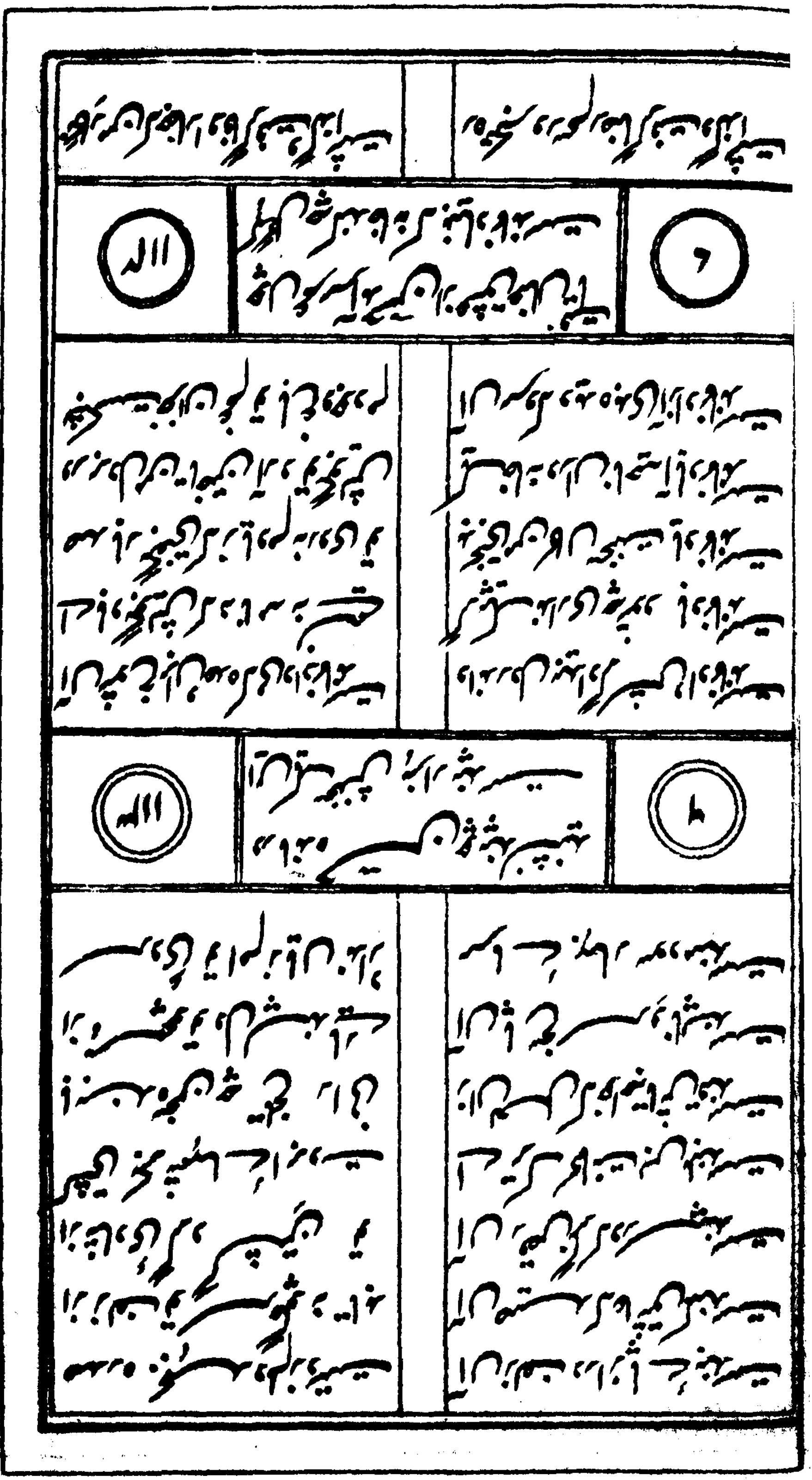


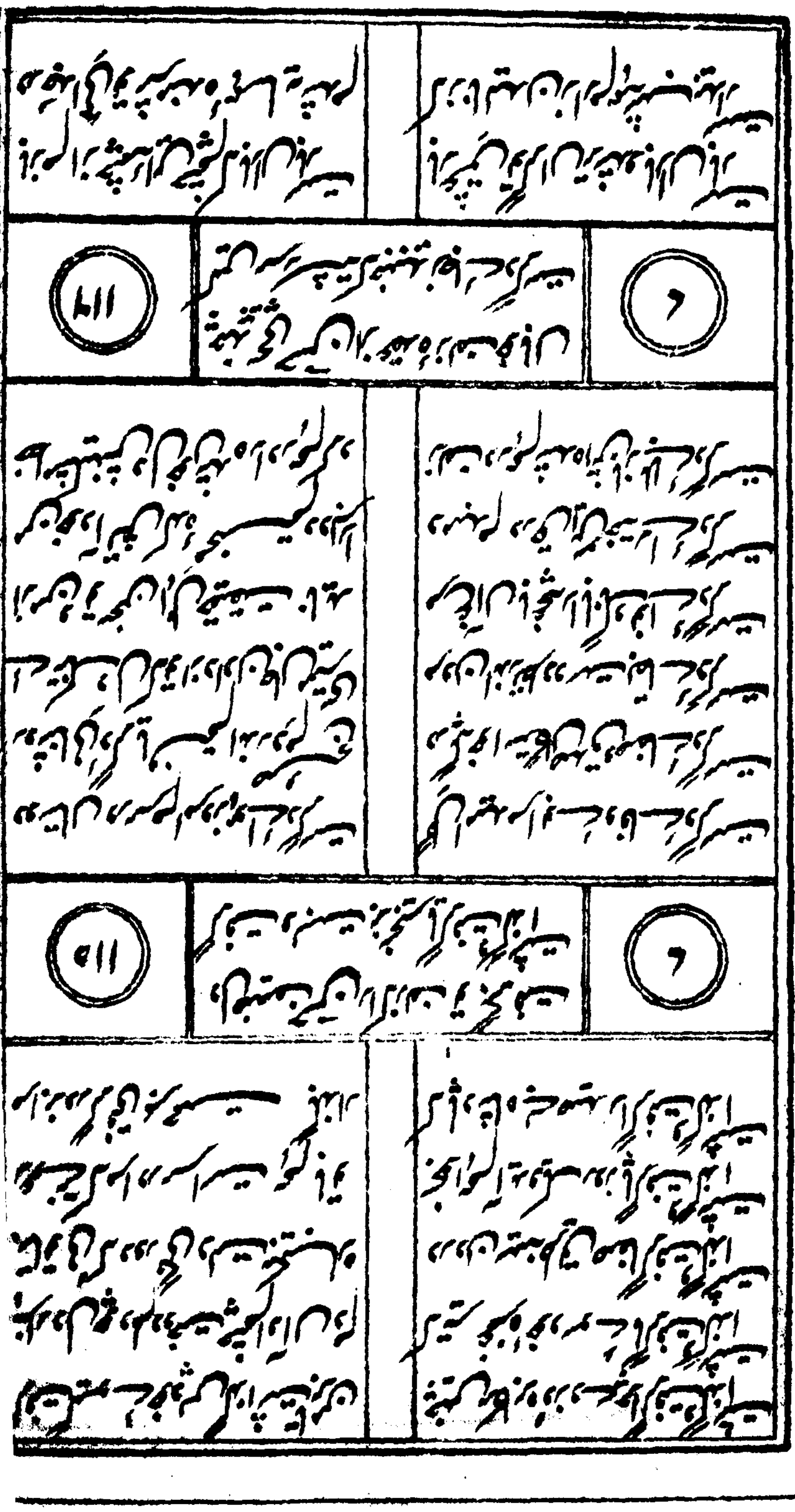
۶

۱۱۶

۷

۱۱۱




۶
۱۱۴
۶
۱۱۵

۷۱۱ ۶

۹۱۱ ۵

[illegible]

۷	[illegible]	۱۸۰

[illegible]

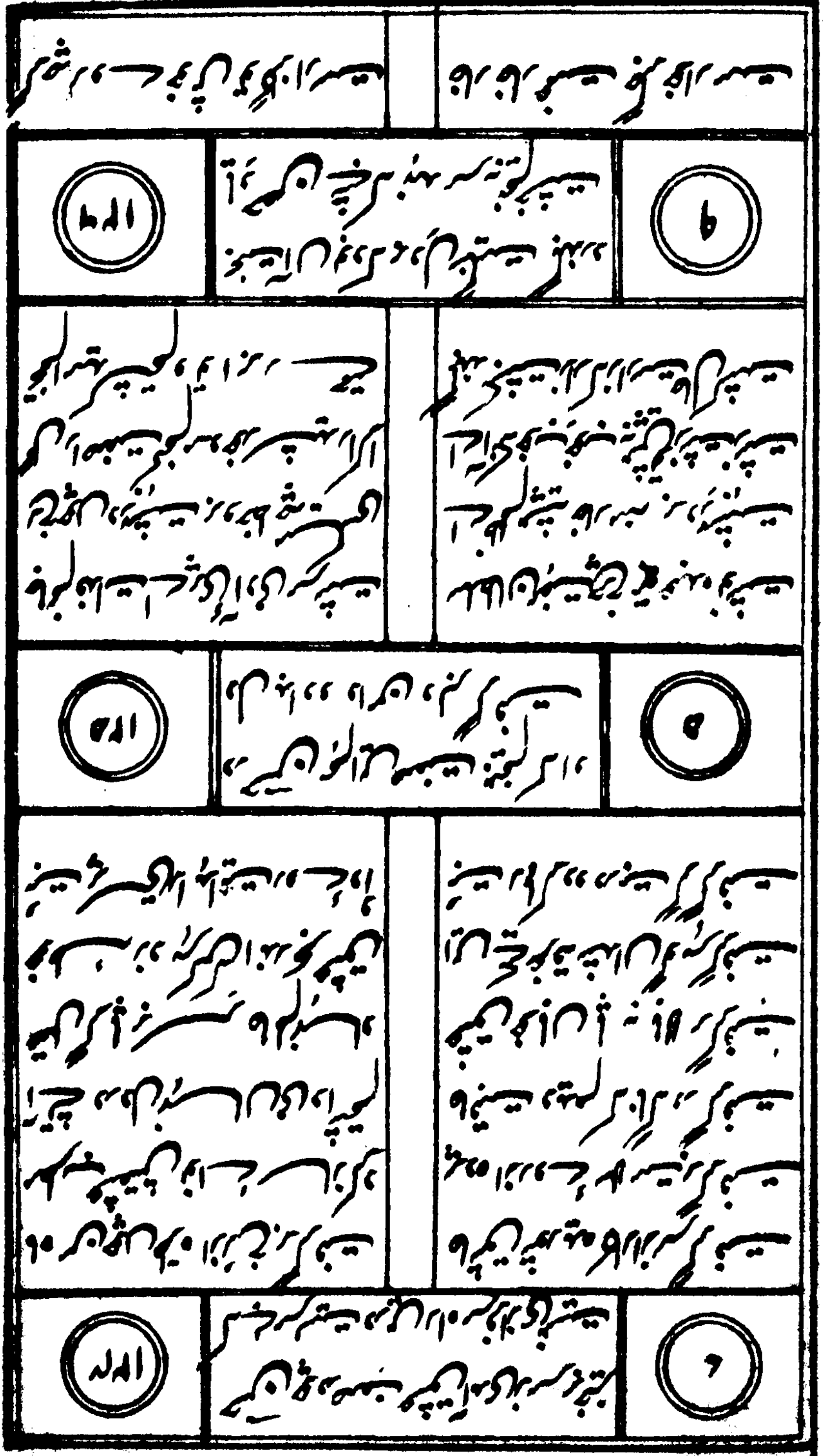
۷	[illegible]	۱۱۷

[illegible]

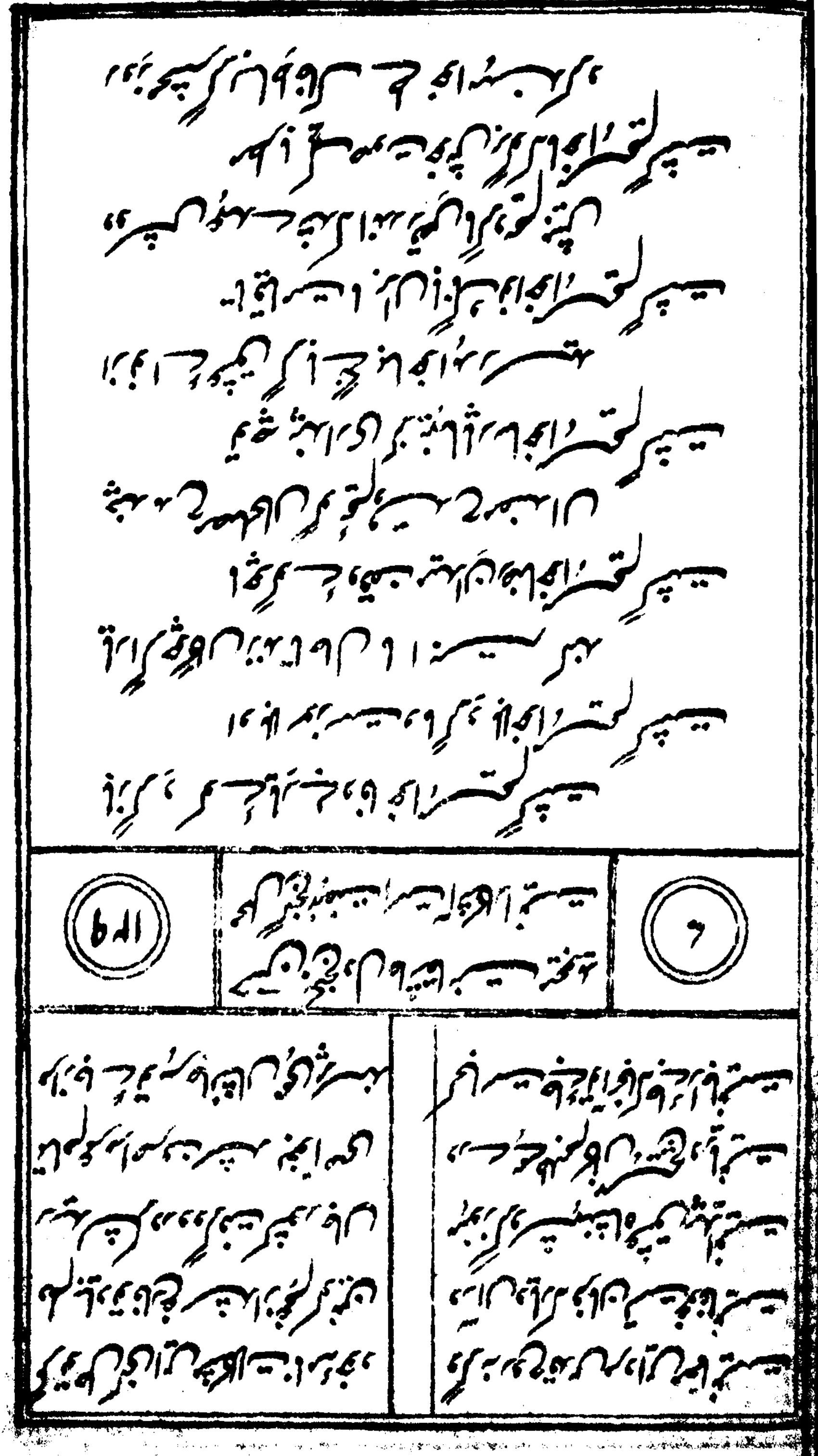


٦

١١١


۴
۱۸۴
۵
۱۸۵
۶
۱۸۶

[illegible]		[illegible]	
(۷۸۱?)	[illegible]		(۶)
[illegible]		[illegible]	
(الم۶?)	[illegible]		(۶)
[illegible]		[illegible]	



٦

١٤١

٧

١٤٠

ط	[illegible]	الله

[illegible]

[illegible]	[illegible]	الله

[illegible]	[illegible]

٦	[illegible]	الله

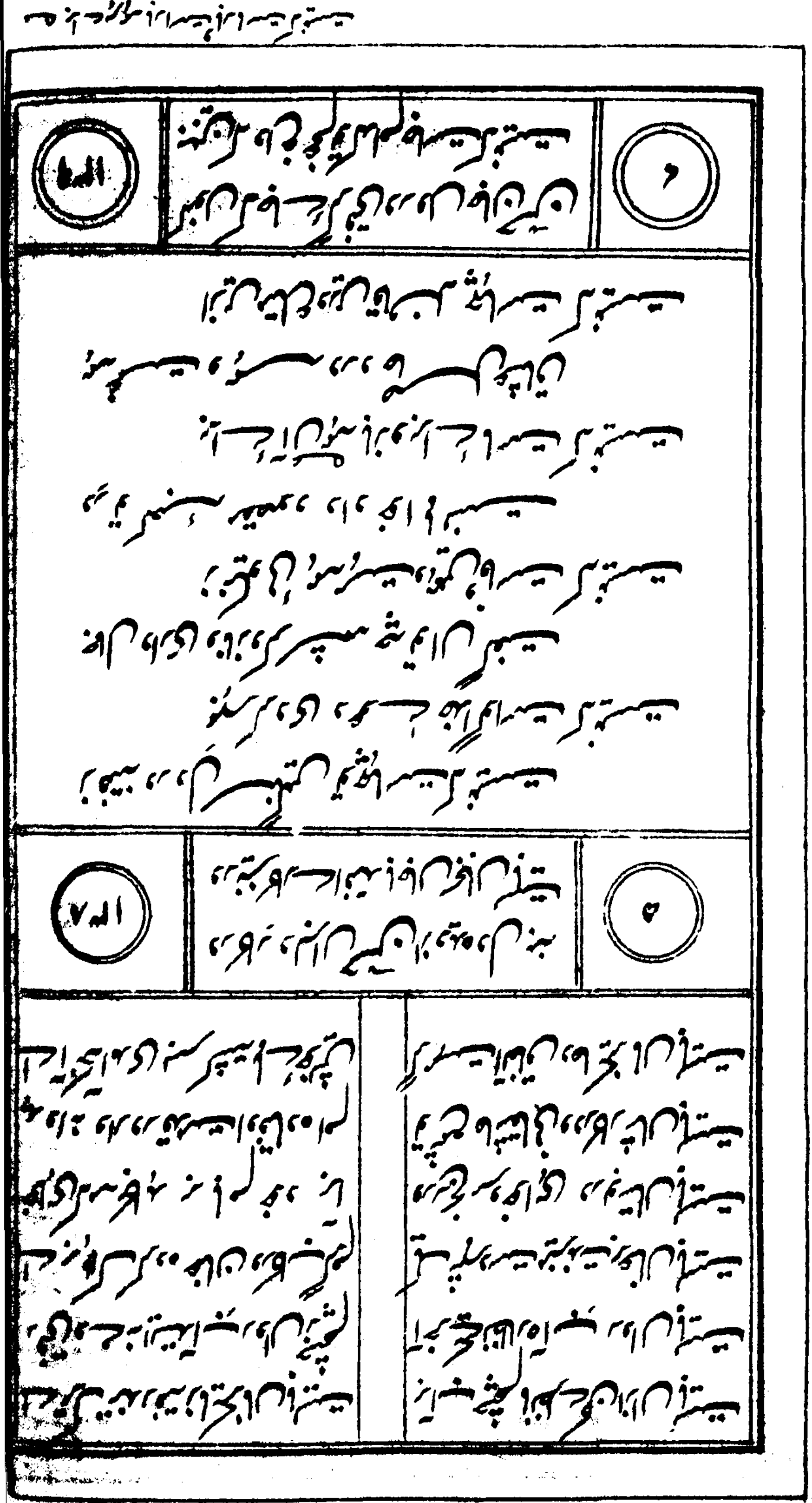
[illegible]

٦	[illegible]	الله

[illegible]

خط تو تا برات حسن بنوشت	گل نو پرده بر عارض فرو هشت
ز تو در غنچه پنهاں شد گل آرے	ز روے خوب رو پنهاں کند زشت
ز روے روشنت آتش جدا ماند	از انست ایں سیه روئی در انگشت
نیاید صبحدم از عاشقاں صبر	نیاید هیچ وقت ازولیاں کشت
غریبے گفت مضمون دل خویش	یکے آں حرف تضمیں کرد بنوشت
شبم از دولت او خوش گذشتست	ز غم بستر بده ز اندوه بالشت
۱۳۶	حسن خاک درت از دیده تر کرد مگر زاں گل نهی در گور او خشت	۹

غمت امروز غمگسار منست	عشق تو عیش روزگار منست
اگر ندارم ز محرماں روزی	شب تاریک راز دار منست
هر نفس پیرهن دریدن صبح	اثرِ نالهاے زار منست
تا بخاکش نه افگنی زنهار	دلِ پُرخوں که یادگار منست
چرخ در خونِ من کمر می بست	چشم شوخ تو گفت کار منست
گر اسیرم کنی وگر بخشی	اختیار تو اختیار منست
گر تو یک روز در میاں آئی	همه مقصود در کنار منست
همه عالم اگر خزاں گیرد	روے خوبے تو نوبهار منست
۱۳۷	گر حسن رانمی کنی یاری وقت آخر بگو که یار منست	۱۰



از روئے خوب خوے مخالف غریب نیست	نرمی ز طبع سلسله مویاں قریب [illegible]
جاں می دهم در انده جاناں و شاکرم	کاں کز حبیب در گله باشد حبیب [illegible]
اوصاف عشق و معرفت از مدعی مپرس	محجوب راز هیچ چراغے نصیب [illegible]
بلبل بباغ شد چه غم از بانگ باغباں	گر یار یار باشد ہیم رقیب [illegible]
چندیں چه می کنند ز نالیدنم عجب	گر کوه از فراق بنالد عجیب [illegible]
اصلاح طالع من و درمان درد من	اندازه منجم و حد طبیب [illegible]

(۱۴۰) آواره شد دلِ حسن اندر ہوائے دوست
آوارگی ز حال غریباں غریب نیست (۷)

کو دیده کز فراق رخ تو پر آب نیست	کو دل که در کشاکش عشقت خراب [illegible]
روزم تو برفروز و شبم را تو نور بخش	ایں کار نیست کار مه و آفتاب [illegible]
اے محتسب تو خیمه بخمار خانه زن	بگذر ز ما که مستی ما از شراب [illegible]
آں میرباں که کاسه مهیا همے کند	گو هیچ لقمه[ـه] خوش مزه تر از کباب [illegible]
گفتی ترا چه سوز و چه شور ست در سماع	ایں زاں سوالهاست که آنرا جواب [illegible]
بے حلقۂ کمند سر زلف نیکواں	گر کعبه میرویم دعا مستجاب [illegible]

(۱۴۱) هر دُر که در خزانۂ دل داری اے حسن
آنرا بسلک کلک کشیدن صواب نیست (۷)

دلبر ما یگانه افتاده ست	شورے اندر زمانه افتاده ست

ـه گو هیچ کاسه خوش مزه تر از رباب نیست ۱۲

الله

٧

الله

٧

[illegible]

۲ | [illegible] | الله

[illegible]

۲ | [illegible] | الله

[illegible]

[illegible]

ر

[illegible]

الد

[illegible]

ط

[illegible]

الما

[illegible]

[illegible] | [illegible]

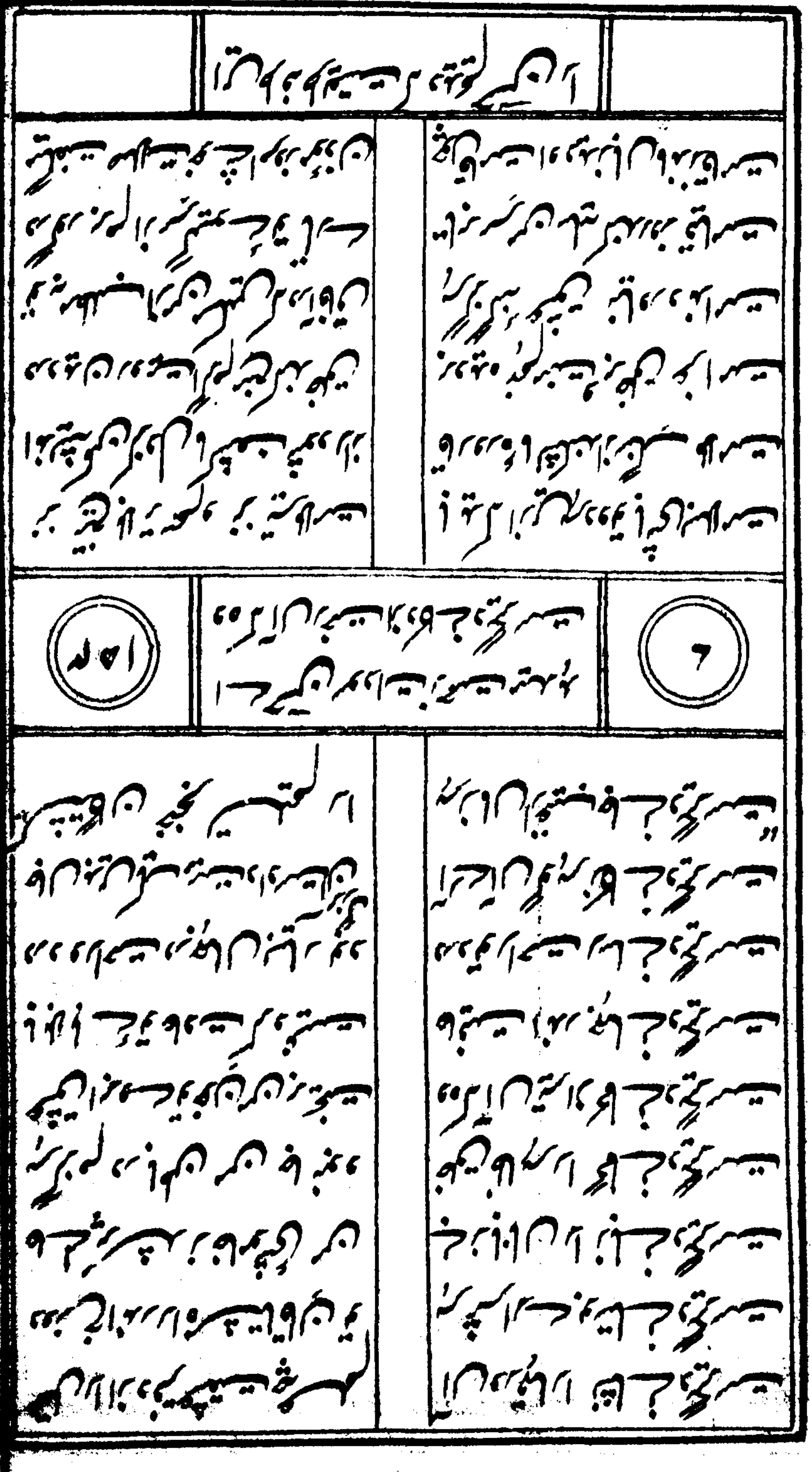
۱۱ | [illegible] | ۱۵۴

[illegible] | [illegible]

۵ | [illegible] | ۱۵۴

[illegible] | [illegible]

۶ | [illegible] | ۱۵۱



۱۵۴

۲

۱۵۴

۶

۱۵۵

۵

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٧٥١	[illegible]	٦

[illegible]

٦٥١	[illegible]	٦

[illegible]

بتے کہ در ختن و لعبتے کہ در چگل است
دلِ مرا بتو کارے فتاد چہ تواں کرد
شنیدۂ مثلِ مرد ماں کہ کارِ دل است
دریں جہاں و دراں با محبت تو خوشم
ہوائے عشق بہر جا کہ ہست معتدل است
اگر تو بر گل گورم گذر کنی روزے
ببوئے خوں بشناسی کہ ایں کدام گل است

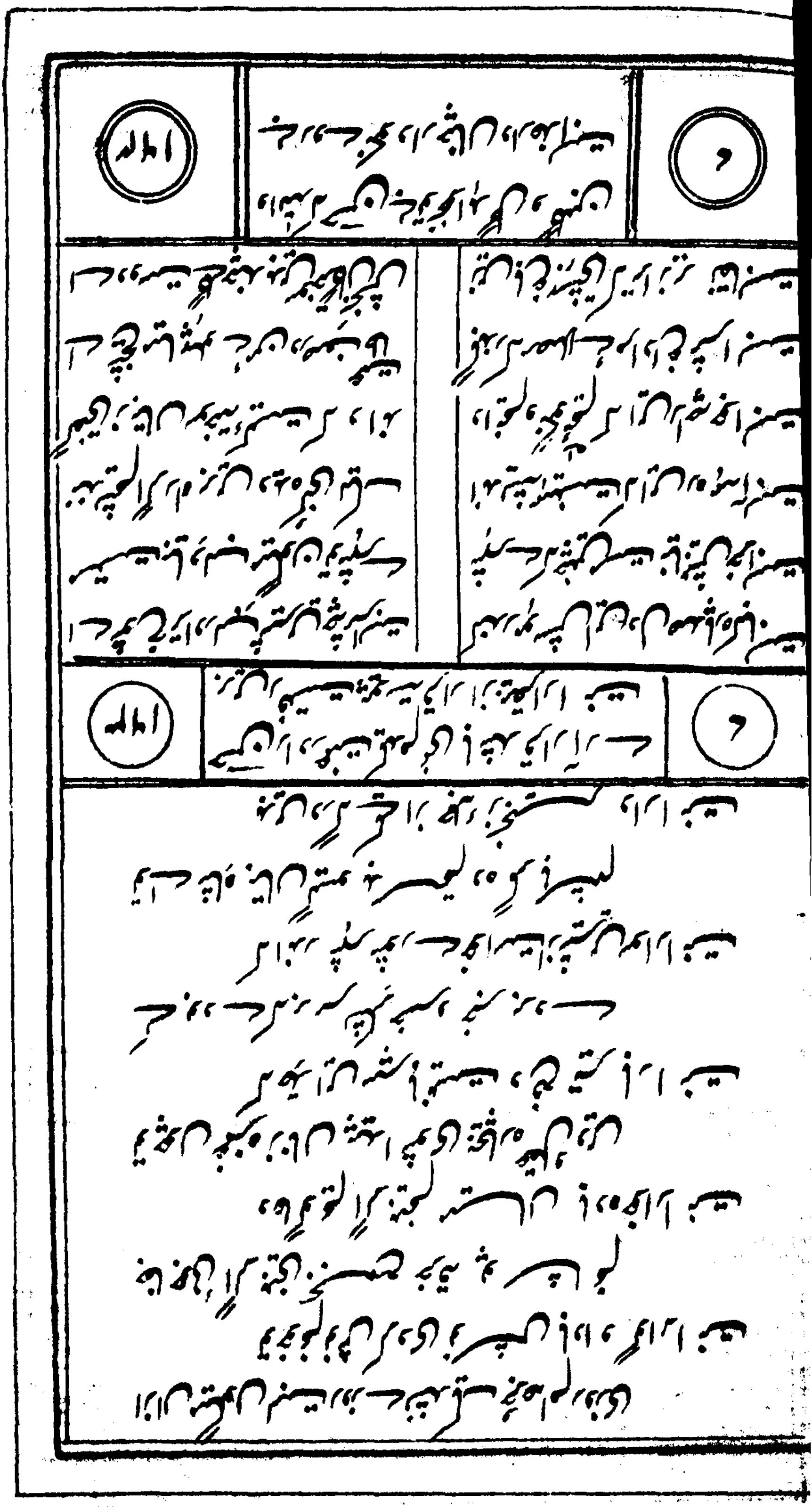
۱۵۹ — حسن اگرچہ نکرد ست در وفا تقصیر
بدیں گناہ کہ بے تو ہے زید خجل است — ۷

دل بغارت یکے بستم و چندیں سال است
رُخ چو بغداد بیاراستہ و زلف چو شام
من اگر واله آں حُسن دلاویز شوم
من کیم در ہمہ عالم کہ نہم پائے طلب
نالۂ زار کہ کردے دلم آں نیز گذشت
ترک خونریز مرا کشت طبیباں چکنند

کو عناں تافتہ ویں سوختہ در دنبال است
زینت ساقی زرست و زلف مبارک فال است
عجبے نیست کہ یک فتنۂ رویش خال است
اندراں کوئی کہ سرہائے سراں پامال است
وہ کہ بیمار من امروز بسے بد حال است
گر کسے زندہ کند کار ہماں قتال است

۱۶۰ — در غمش جاں بلب آمد چہ تواں کرد حسن
من بریں حال و زاں سوئے تو اہمال است — ۷





لب شیرینت را شکر غلامست
اگر ساقی تو خواهی بود مارا
مه نو بر فلک بیسند خلقے
شب هفتم که مه نیمه نماید
برت چوں سیم و زلف تست چوں عود
اگرهاں بخواهی صوفیاں را

اگر شیریں توئی شکر کدامست
که می گوید که می خوردن حرامست
من آن مه را که بر بالائے بامست
اگر تو روے بنمائی تمامست
طمع بر هر چه خواهم بست خامست
ازاں حلوا خبر ده تا چه نامست

۱۶۵

عزیزان از حسن صحبت مجوئید
شما رحلت کنید او را مقامست

۵

کو دلے کز دست تو صد پاره نیست
سرشتت از دلِ عشاق پرس
خوار گشتم در غمت طرفه تر آنک
آفتاب از کوه جلوه می کند

با شمشیر غمت آواره نیست
عقل را زحمت مده ایں کاره نیست
اندریں غم جز غمم غمخواره نیست
با سر پایانِ ایں نظاره نیست

۱۶۶

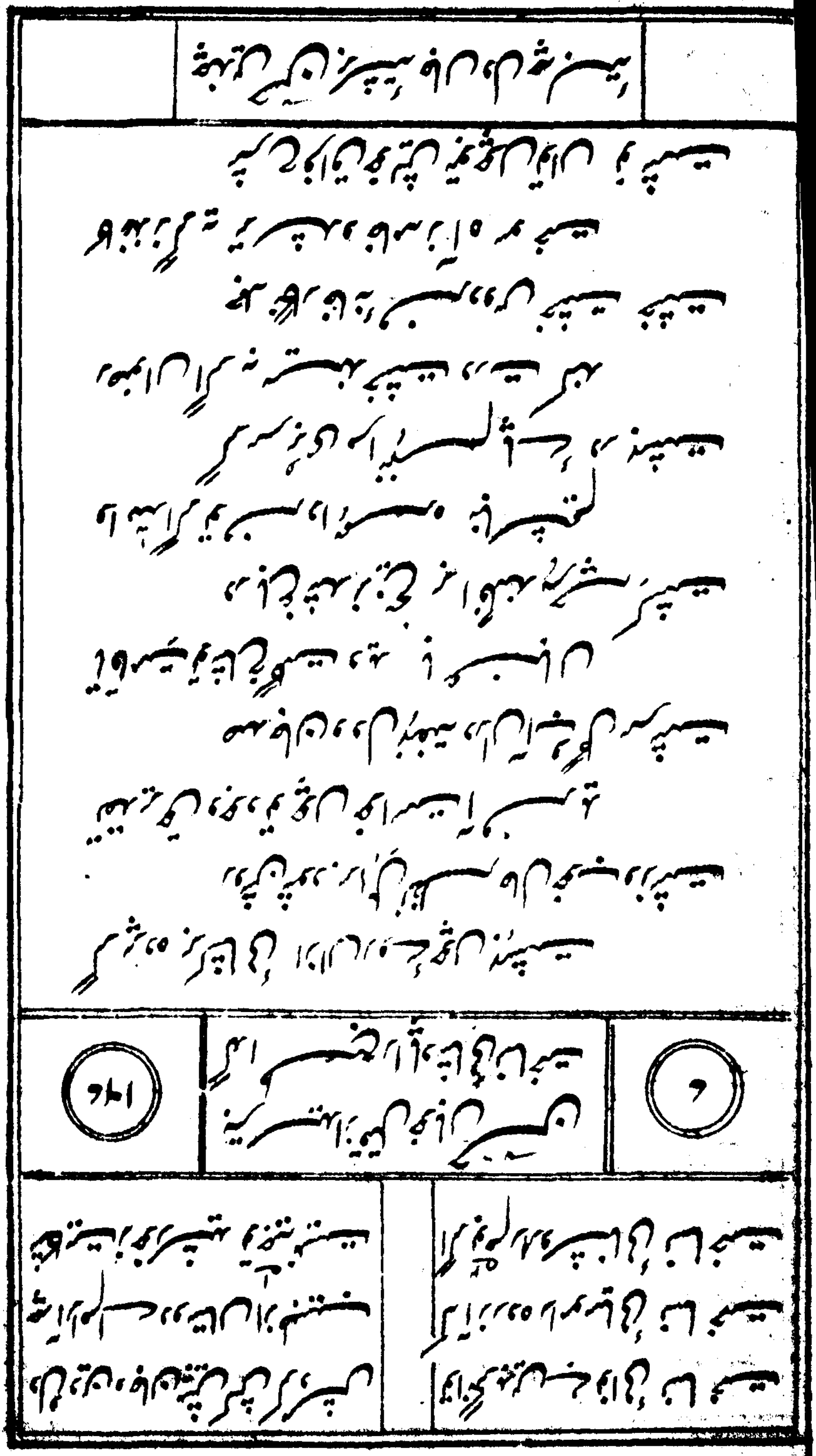
با حسن گوئی که بے من صبر کن
صبر بے تو حد ایں بیچاره نیست

۷

مرا در غمش پارسائی نساخت
خرد منکر از عشق و عشق از خرد
بمیگوں لبش خرقه در باختم

فسوں خوانی و خود نمائی نساخت
دو بیگانه را آشنائی نساخت
قدح نوش را پارسائی نساخت

ـه خرد منکر عشق و من از خرد



۹
۱۲۹

۱۶۸ سہلست گر گست چہ شد مریش زشت ۷

چشمے کہ در نظارہ آں سرو قامتست	در ہر گلے کہ بیند بروے غرامتست
ہر روئے آب میروم از موج اشک خویش	صوفی کہ عشق باز و صاحب کرامتست
شب در خیال دوست نباشد برابرم	آں شب مرا برابر روز قیامتست
من در نماز وقت خوش از یاد قامتش	مقری ہنوز منتظر وقت قامتست
ہر گوشہ بر معاملۂ عشق کار کرد	روز حساب حاصل کارش ندامتست
دوش از خرابی دل تنگم خبر رسید	دل گو خراب شو چو دلستاں سلامتست

۱۶۹ باریست از ملامتیاں بر دل حسن
کارے بجاں فتادہ چہ جائے ملامتست ۷

از خلش سایہ بر سمن بد نیست	سبزہ ہمسایۂ چمن بد نیست
آں بنفشہ کہ خط خطاب ویست	رستہ پیرامن سمن بد نیست
خال بر عارضش نگہ کردم	شحنۂ زنگ بر ختن بد نیست
دیدم آں زلف واں زنخداں را	ترسم ارچہ دلے رسن بد نیست
ہر بدی کاید از نکو رویاں	یعلم اللہ کہ نزد من بد نیست
من بیاد بتاں نکو سخنم	چوں بگوئی کہ ایں سخن بد نیست

۱۰۷ گر کس ایں نکتہ را خلاف کند
اتفاق تو اے حسن بد نیست ۷

جز من که دید اینکه بلائے فراق چیست | آسوده را خبر چرا زانک اشتیاق چیست

هر دل که چوں چراغ نمی سوزد از فراق | او را چه روشنست که سوز فراق چیست

خواهم رخی برآمد آں رشک آفتاب | کیں هفت شمع باز دریں هفت طاق چیست

در کلبهٔ ام بس است هماں صورت لطیف | چندیں هزار نقش دریں نه رواق چیست

با آفتاب وصل چو حاصل نشد قراں | سیارهٔ دلم را ایں احتراق چیست

گر فرصتے دهی بتواں یافت کام خویش | هاں اے غم فراق بگو اتفاق چیست

۱۷۱

خلقے غریق نعمت وصل اند اے حسن
جز من که داند اینکه بلائے فراق چیست

۶

از تف عشق شعله دروں آمدن گرفت | دود از درون سینه بروں آمدن گرفت

گردم بے براں لب شیرینت چشم سرخ | اینک ز نوک هر مژه خوں آمدن گرفت

کشتی ما بشرط سلامت کجا رسد | موج از چهار سوئے دروں آمدن گرفت

هرگز نیامدے بدل من خیال مرگ | از دولت غم تو کنوں آمدن گرفت

روزے برائے طیبت تشبیه قد خویش | گفتم الف نویسم نوں آمدن گرفت

۱۷۲

شب کامدی شنیدن شعر حسن ز دور
گفتم پری گر به فسوں آمدن گرفت

۶

گر ترا خشمے است در سر سر کشم پیش سنانت
ور بجاں خوش میکنی دل جاں دهم بر آستانت

۷

۱۷۱۸

۷

۱۷۱۸

۶

۵۷۱

ل	[illegible]	۹۲۱

[illegible]

و	[illegible]	۷۲۱

[illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

١٧٥ | [illegible] | ٧

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

١٧٦ | [illegible] | ٧

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] | [illegible]

١٧١	[illegible]	٢

[illegible] | [illegible]

[illegible]

٠٧١	[illegible]	٦

[illegible] | [illegible]

٦	١٧ھ

٦	١٧ھ

[illegible]

ح	[illegible]	٥٧٨	

[illegible]

ط	[illegible]	١٧١	

[illegible]

ناگہ طلوع کرد چو صبح از حجاب شب
من خواستہ ز خواب و بتم بر سر آمدہ

بختم خود این سعادت در خواب دیدہ بود
تو گشت این مثل کہ مہ اینجا رسیدہ بود

۱۹۰

القصہ در شمائل خوبش حسن بدید
ہر قصہ کز لطافت خوباں شنیدہ بود

۷

مستے کہ می بیاد لب یار در کشد
فسقے کہ توبہ باشد پایان کار او
من خاک آں کسم کہ نہد سر بخط جام
جور جہاں کمش قدح عشق کش از انک
لیکن بہ تیغ عشق مرا سینہ شاخ شاخ
اے شہسوار حسن در آتا کہ چشم من

رخت وجود از تن آلودہ بر کشد
بہتر ز طاعتے کہ بہ پندار در کشد
بر جرم ساقیاں قلم عفو در کشد
عشقت ازیں جہاں بجہانے دگر کشد
آں شاخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد
بہر نثار نعل تو لعل و گہر کشد

۱۹۱

گو نعل رخش تو کہ حسن ہر و مش چو داغ
در آتش دل افگند و بر جگر کشد

۷

دلم قبلہ ہمیں روئے تو دارد
رو امیداری آہ سوزناکم
رسولت را بجاں گردن نہادم
گر از حالم کسے پرسد بگوئی
مرا اندازۂ عشق بتاں نیست

اگر بگزاریش زود رکہ آرد
چرا از آسماں آتش نبارد
اگر پیغام با خنجر گذارد
دلے داد ست و جانے می سپارد
سگے پیشانی شیراں چہ خارد

اے بخت ار توانم مہ بہشت — کہ بے تو زندگی لطفے ندارد

(۱۹۲) گر طالع شود یک شب چو ماہے / حسن ہر شب ستارہ می شمارد **(۷)**

خراماں در رسید آں سرو آزاد — ز سرو آویختہ زلفے چو شمشاد
نشاندہ خال بر روئے دلاویز — نشانے از حبش دادہ بہ بغداد
ندانم یا پری بود است یا حور — بدیں خوبی نباشد آدمی زاد
چنیں تا نسخہ بردند زاں روئے — ز شاگرداں خجل ماندست استاد
سرانند کلبہ ام در کرد یارب — کہ دادش از فرامش گشتہا یاد
بہ بستر بودہ ام در خواب نوشیں — کہ شور آں لب شیریں در افتاد

(۱۹۳) حسن دست از لب شیریں بکش ہاں / مزن بر پائے خود تیشہ چو فرہاد **(۷)**

عید یار بہ نہ روز ما خوش بود — بادہ در دست و یار در کش بود
شب آں روز را چہ شرح دہم — دور ازیں روز ہا شبے خوش بود
چرخ نرد مراد ما می باخت — نقش پرویں دراں میاں شش بود
شیشۂ صاف و اندر او مے ناب — آب گوئی خلاف آتش بود
تار ہا دل بہ زخمہ خوش کردہ — جز کمانچہ کہ در کشاکش بود
دوستاں را برائے یک دیگر — مژہ جاروب و دیدہ مفرش بود



۶
۱۴۵
۷
۱۴۶

۵

۱۵۶

۱۵۷

١٩٨	عشق خویشاوند شد پیوند خویشاں بس بود	٥

دوش جاناں تا سحر با جان من دمساز بود
کردم آہنگ روش تا خاک راہ او شوم
شاہ را دیدم دعا کردم اجابت یافتم
لعل ہیگونش مرا زد طعنہا چوں سنگ سخت

ہر قدر ما را نیاز اندر سر او ناز بود
آں رہے بر ابل و آں آہنگ ہم بر ساز بود
پاسباناں خفتہ و درہائے رحمت باز بود
اے عفا اللہ می نخوردہ ایں چنیں سنگ انداز بود

١٩٩	درخم معنی حسن را شیرۂ نور بخیت عشق شیرہ از خمخانہ مستے کہ در شیراز بود	٧

دوش دستم بسر گیسوئے آں ماہ رسید
سالہا دل شب گیسوئے ترا جست و نیافت
چشم تاریک من از طلعت او شد روشن
مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
یک سحر آہ زدم از سر نومیدی خود
خواستم کو برسد منت غیرے نبود

ہر چہ دل خواستہ بود دست بدخواہ رسید
ایں شب تیرہ ام آخر بسحر گاہ رسید
دیدہ از پرتو آں روئے بیک ماہ رسید
دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید
ایں ہمہ دولت امیدم ازاں آہ رسید
آنچہ می خواستم المنۃ للہ رسید

٢٠٠	حسن امروز سر اندر قدم یار آورد اے خوش آں بیدق متقبل کہ بدیں شاہ رسید	٧

[illegible] نوشتیم بسلطاں کہ رساند | جاں ساختہ کردیم بجاناں ک



[illegible]

جمال او تجلی کرد بر صحن چمن گوئی
که سبزه در سجود افتاد سرو اندر نماز آمد

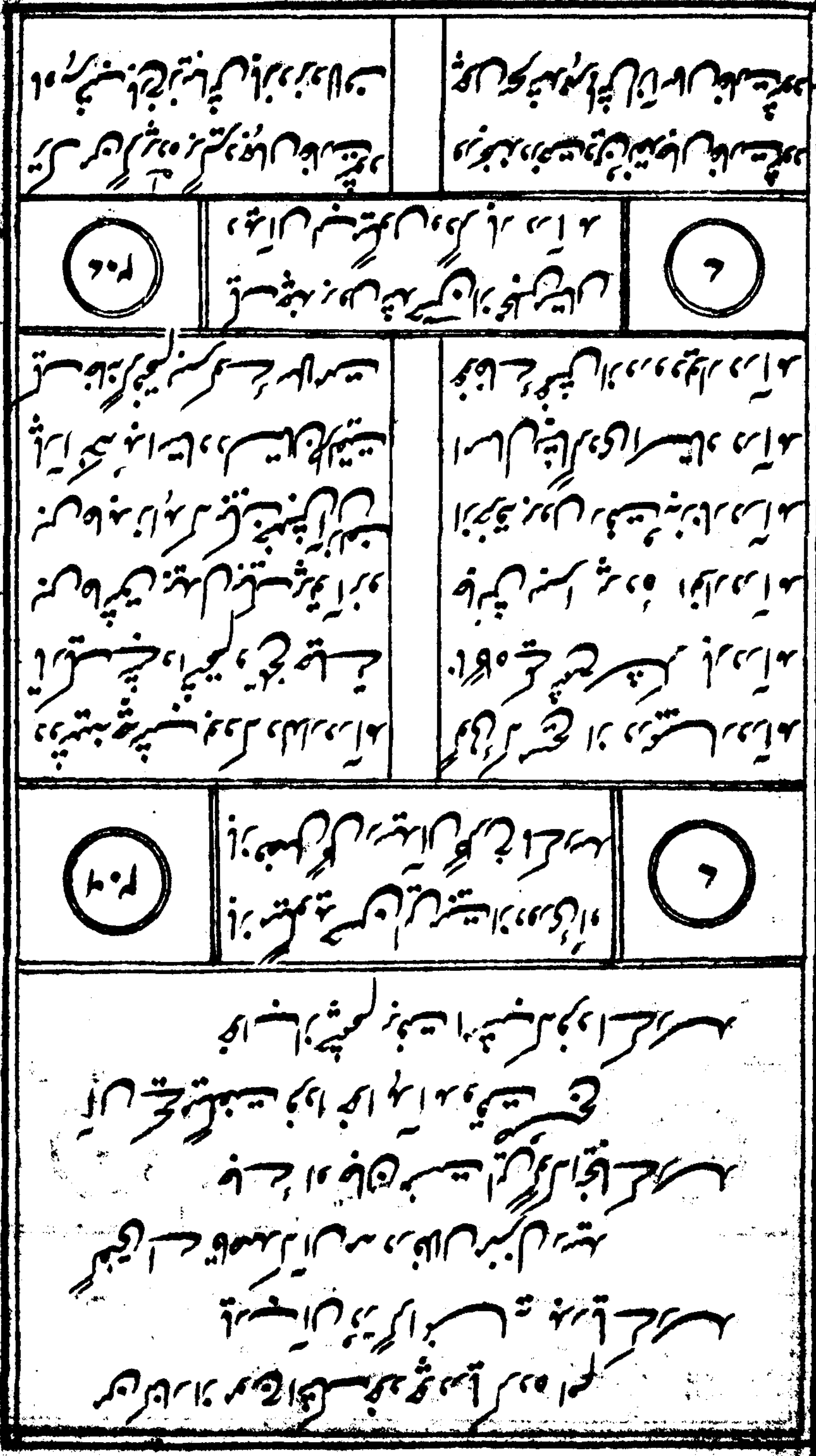
۲۰۴	حسن دریوزه وصل تہاں را از در دلہا نیازے میکند از نوبہانا نو بناز آمد	۶

کسے کہ دل بچو تو شوخ خود مراد دہد
چو تو نہال بہر خانہ کہ بنشانند
بنہ ز خاک در خویش بر سرم کلہے
چو جام وصل کشی سوئے من اشارت کن
تو آں سخناں نکنز بیکسانت آید یاد

مراد خویش چوں امید من بباد دہد
بجائے میوہ بلاہائے خانہ زاد دہد
کہ آں کلہ خبر از تاج کیقباد دہد
کہ جرعۂ بغریبان نامراد دہد
مرا کسے نہ کہ بر خاطر تو یاد دہد

۲۰۵	بہیچ وقت نگردید گلبستین حسن چنانکہ چہرۂ امید را کشاد دہد	۷

باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد
سرو ہم بالا کشید آں سرو بالا کے رسد
ہرکس از شاخ امید خویش برہا خورد و من
انتظار میوۂ خود میکشم تا کے رسد
آرزو دارم کہ حلوائے خورم از لعل او
او شکر را تنگ بربست حلوا کے رسد



[illegible]

۷	[illegible]	۷۰۶

[illegible]

۷	[illegible]	۷۰۶

[illegible]

[illegible] | [illegible]

۲ | [illegible] | ۱۱۸

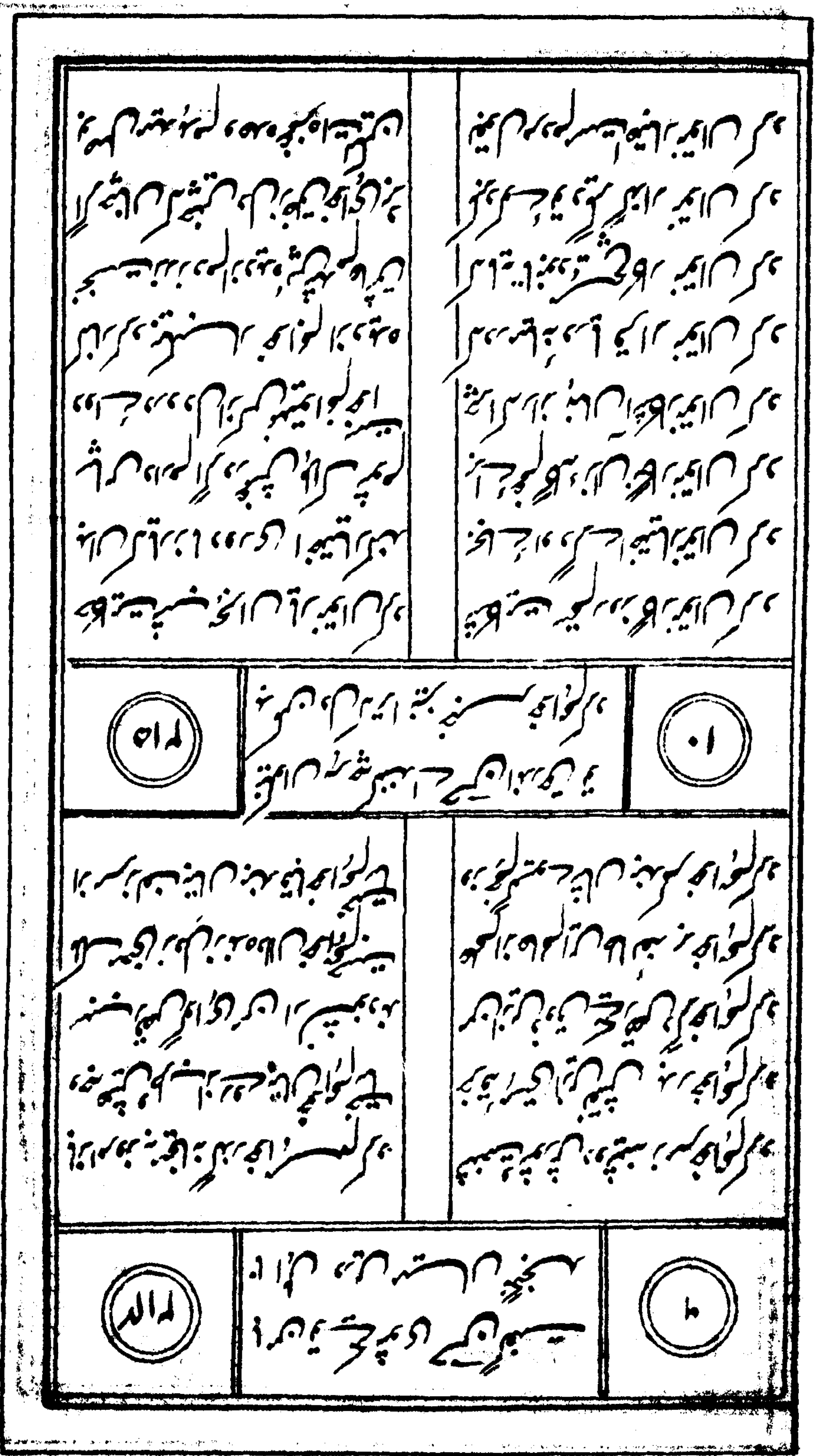
[illegible] | [illegible]

۲ | [illegible] | ۰۱۸

[illegible] | [illegible]

۹

۱۰



۷۱۱	[illegible]	۶

[illegible]

۷۱۵	[illegible]	۶

[illegible]

۵۱۵	[illegible]	۵

[illegible]

روئے گل از ہوا نمے دارد ۔ پشت شاخ از صبا خمے دارد

مرغ ہر بامداد نالۂ زار ۔ از چہ دارد مگر غمے دارد

باغ بنگر دروں وبیروں خوش ۔ ہمچوں من وقت خرمے دارد

گرچہ امروز فاختہ بربام ۔ صدق وسجع دمادمے دارد

ساقیا خیز ومے بدہ کہ حسن ۔ سر ایں گفت وگومے دارد

دلش آسودہ از غم عالم ۔ تاچہ آسودہ عالمے دارد

۲۱۹

کعبۂ دیں علائے دنیا انک ۔ ہر کفے ہمچو زمزمے دارد

۷

باز گل روئے خویشتن بکشاد ۔ بلبل مست را سخن بکشاد

دل مرغاں بسبزہ آرامید ۔ چشم نرگس بیاسمن بکشاد

صبحدم مے وزید بادے خوش ۔ گل گریبان پیرہن بکشاد

ہست من چوں بباغ شد گوئی ۔ درے از خلد برچمن بکشاد

باز خندہ زناں چو رفت بشہر ۔ گریہ از چشم مرد وزن بکشاد

رازِ عشقت نمی کشادم من ۔ چکنم آب چشم من بکشاد

۲۲۰

حقہ در کہ بستہ بود لبش ۔ ہمہ از دیدۂ حسن بکشاد

۶

دل من جز ترا نمی خواہد ۔ بے بقایت بقا نمی خواہد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

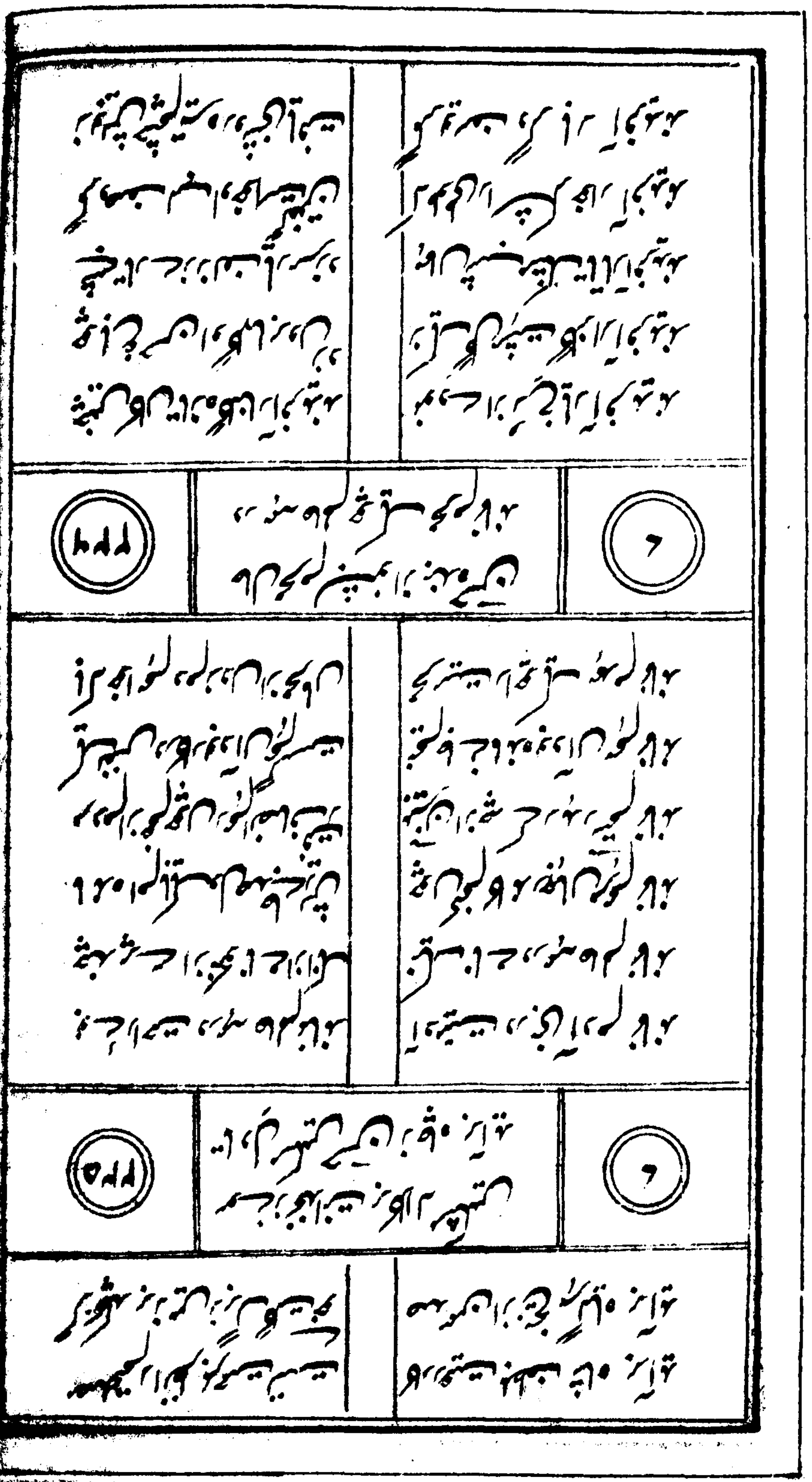
لشکر عشق او بلائے خداست — این بلا را که باز گرداند
گر بدریا در افگند ما را — سوز ما شور او فرو شاند
عقل ما مرد عشق او نشدنی — گربه با شیر پنجه نتواند

(۲۲۳) حسن از پیش چشم او بگریز
ترک منت و تیغ میراند (۷)

ولا بے وصل جاناں چوں تواں بود — گر او جانست بے جاں چوں تواں بود
مرا گویند صابر باش بے دوست — چو بے او بود نتواں چوں تواں بود
حدیث عشق ما صحرا گرفتست — بکنج خانه پنہاں چوں تواں بود
چو گل در جلوه شد بلبل همیگفت — که اکنوں بے گلستاں چوں تواں بود
اگر نبود نمکدان لب تو — بخوان خلد مهماں چوں تواں بود
چو آید پا کشاں زلف چو زنار — دراں خانه مسلماں چوں تواں بود

(۲۲۴) حسن معشوق آں دارد ز خوباں
بگو آں خود که بے آں چوں تواں بود (۷)

گر خط شبگونت گرد ماه برآید — از دل تفته هزار آه برآید
شحنه شهر ار کند تفحص خوباں — هر طرف آواز دادخواه برآید
دوش چو طالع شدی شمع بگفتم — شمع چه حاجت بود چو ماه برآید
ور بر هے بگذری بسایۀ قدت — طوبے دیگر میان راه برآید



تو اے زاہد عزیز و پارسا باش	حسن را خوار مے خوار آفریدند

۲۲۷	نزیبد عاشقاں را پارسائی کہ ایشاں را گنہگار آفریدند	۵

مرا یکروز دیدارت بہ از صد روز عید افتد دعائے گفتن و دادے شنیدم آرزو دارم تو گر از ناز تیغ خود نیالائی بخون من مبارک روئے تو با آں جمال بیش ز اندازہ	مبادا کز تو بر گردم ہمہ عیدم وعید افتد کرم کن پیش ازاں کیں کار در گفت و شنید افتد میان کشتہا انجم مگر نامم شہید افتد بداں نوروز می ماند کہ اندر روز عید افتد

۲۲۸	حسن از تو نظر با چشم میدارد اگر چہ تو نظر کمتر کنی بر کس چو افتد بر مرید افتد	۷

دل در غم رخت کہ ہمسر دردمی شود گہ گاہ نرگست نظرے می کند بمن از رشک رنگ چہرہ تست آنکہ آفتاب دعوی حسن طلعت تو می کند ہمے اے آفتاب مشرق میداں بگرد گوئے عشقت بسوئے شہر و دہ آوردہ میبرم	درمان درد من چہ تواں کرد می شود شک نیست آنکہ مست جوانمرد می شود ہر روز سرخ می شود و زرد می شود ہم خود ز شرم دعوی خود سرد می شود چندیں مگر د گوئے تو بر گرد می شود شہرے چو من فلانہ آوردہ می شود

۲۲۹	در عشق روز خواب و خورم آگہے نبود بندہ حسن ز ہر دو جہاں فرد می شود	۷

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

١٤ | [illegible] | ١٤١٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٥ | [illegible] | ١٤٠٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مرغ دل شکستگان یار گرفت و صید کرد
باز خوش آمدش گر صید که بازی کند
بر لحد سکستگین بگذر و حال او ببین
خاک شدست همچنان یاد آواز می کند

(۲۳۱)
وی حسن شکسته را بندهٔ خویش باز خواند
لطف نگر که آن شه بنده نوازی کند
(۶)

دیر شد یار من به من نرسید
یوسف من ز من جدا افتاد
هر که نامد ز خویشتن بیرون
دوش قربان عشق می گشتم
به تمنای گیسوی و ذقنش

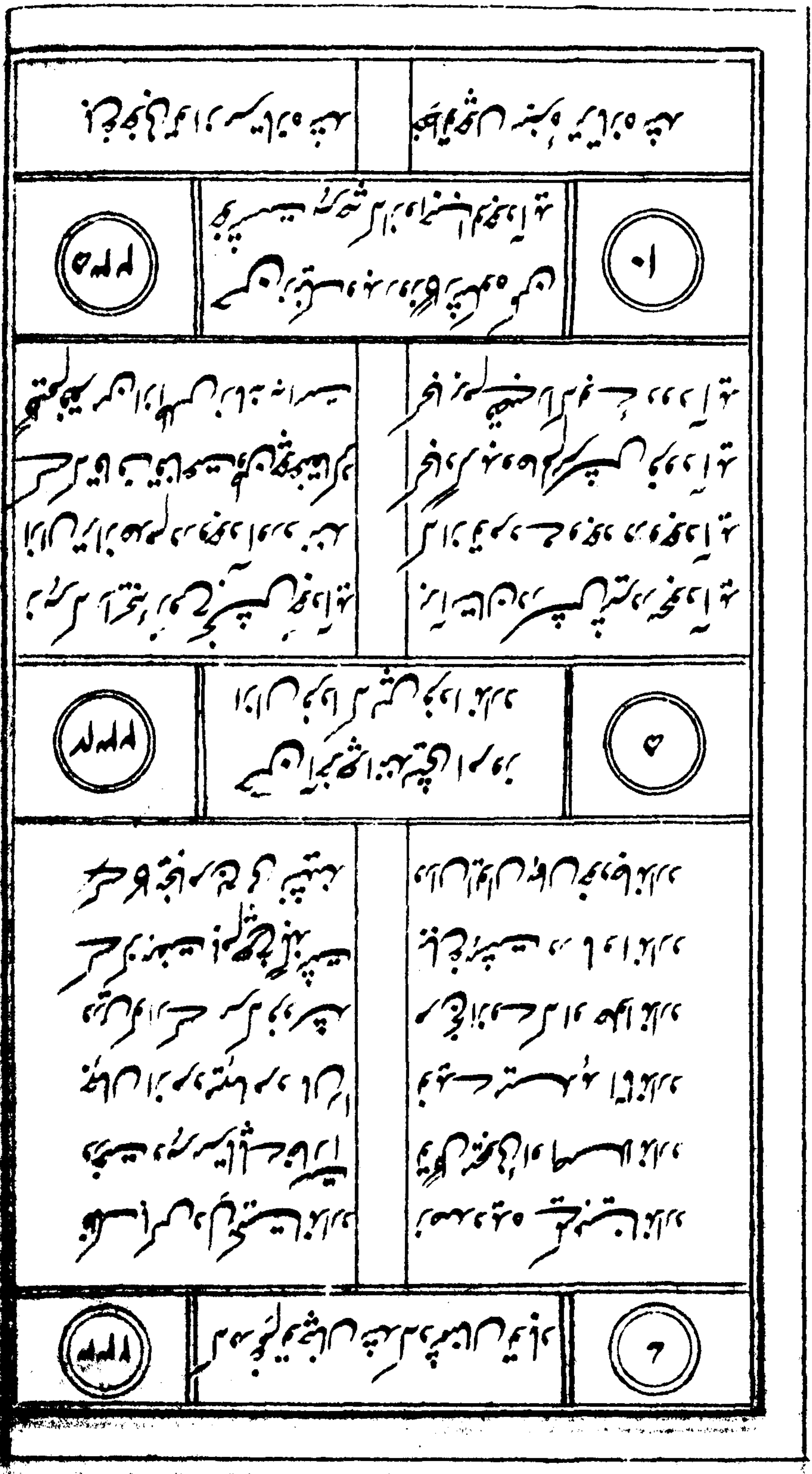
بلکه بوئے ازاں چمن نرسید
دیده خون گشت و پیرهن نرسید
او بمقصود خویشتن نرسید
چکنم ترک تیغ زن نرسید
در چه افتادم و رسن نرسید

(۱۳۲)
عالمے مست شد ز جام لبش
جرعهٔ حصهٔ حسن نرسید
(۶)

گرت روم به فدا عمر دوستان تو باد
بوئے وصل تو کے پروریم جان در تن
از آستان تو دارم مراد هر دو جهان
مرا سریست بلاکش و گر قبول افتد
هزاران سرے که دراں سر هوائے عشق نبود

هزار جان گرامی فدائے جان تو باد
که آفرین خدا بر تن و روان تو باد
که حادثات جهان دور ز آستان تو باد
فدائے پائے سگ کوی پاسبان تو باد
چو راه خاک فتاده بر آستان تو باد

بر حمت نظرے کن تو بر حسن اے دوست



سورۂ فاتحہ روئے ترا ہر کہ بدید — قل ہو اللہ احد خواند و باخلاص دمید
انبتہا اللہ نباتاً حسناً گفت و گذشت — خضر آنگہ کہ بگرد شکرت سبزہ بدید
زادک اللہ جمالاً تو آں گفت کہ نیست — بجمال طرب افزائے تو امکانِ مزید
خستگانِ غمِ عشق تو فقیر ند و غنی — تشنگانِ لب لعل تو شقی اند و سعید

(۲۳۸)

اے خوش آں ساعتِ میموں کہ بگویند حسن
کہ فلاں عاشق بیچارہ بمقصود رسید

(۵)

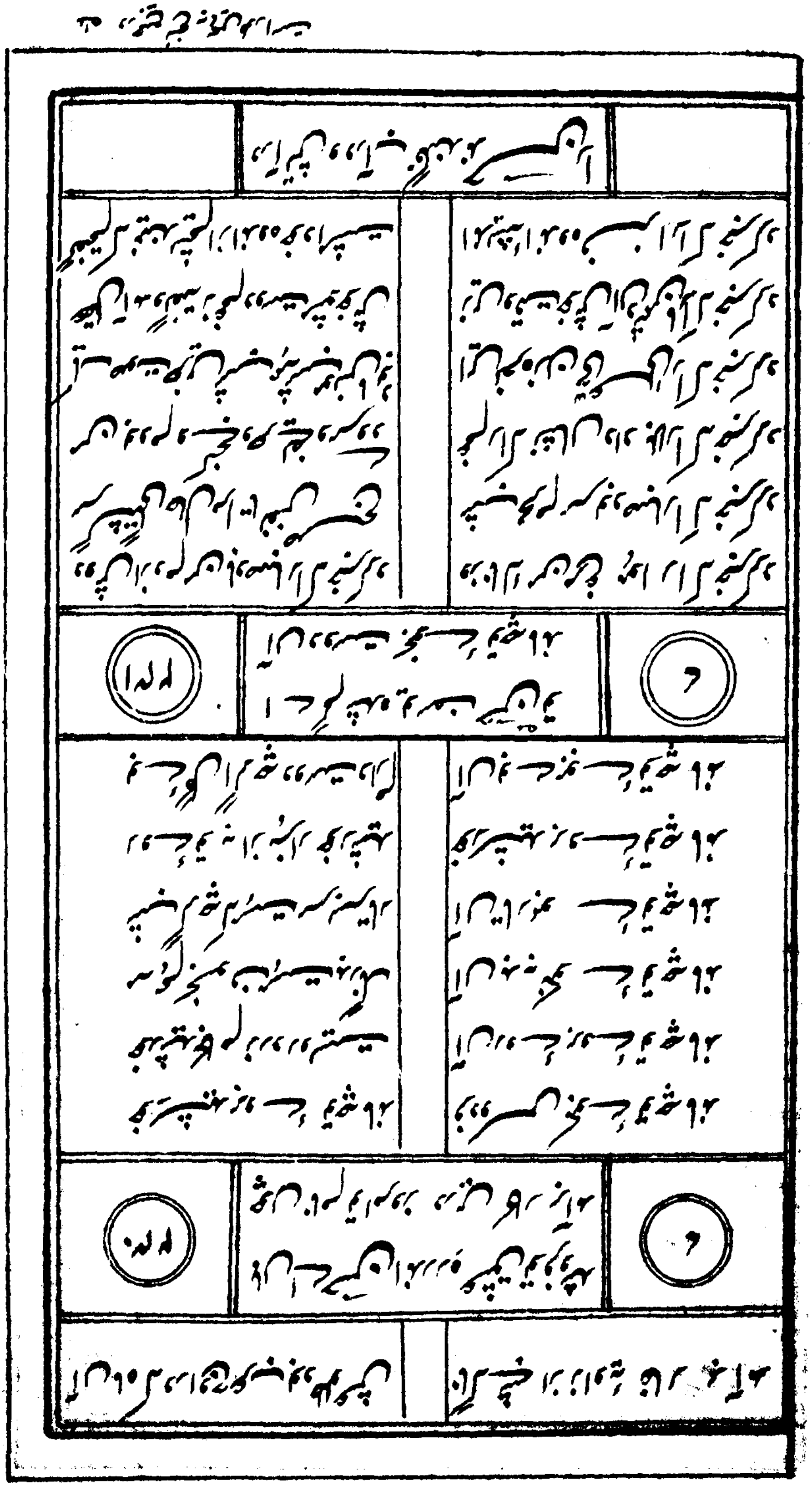
غمت را جائے جز در جان نباشد — من از جاں فارغم گر آں نباشد
غمت ہر گہ کہ می آید بیا گو — در درویش را درباں نباشد
غریبے دوش می نالید و میگفت — شب عشاق را پایاں نباشد
طبیبے را حدیث عشق گفتم — بگفت ایں درد را درماں نباشد

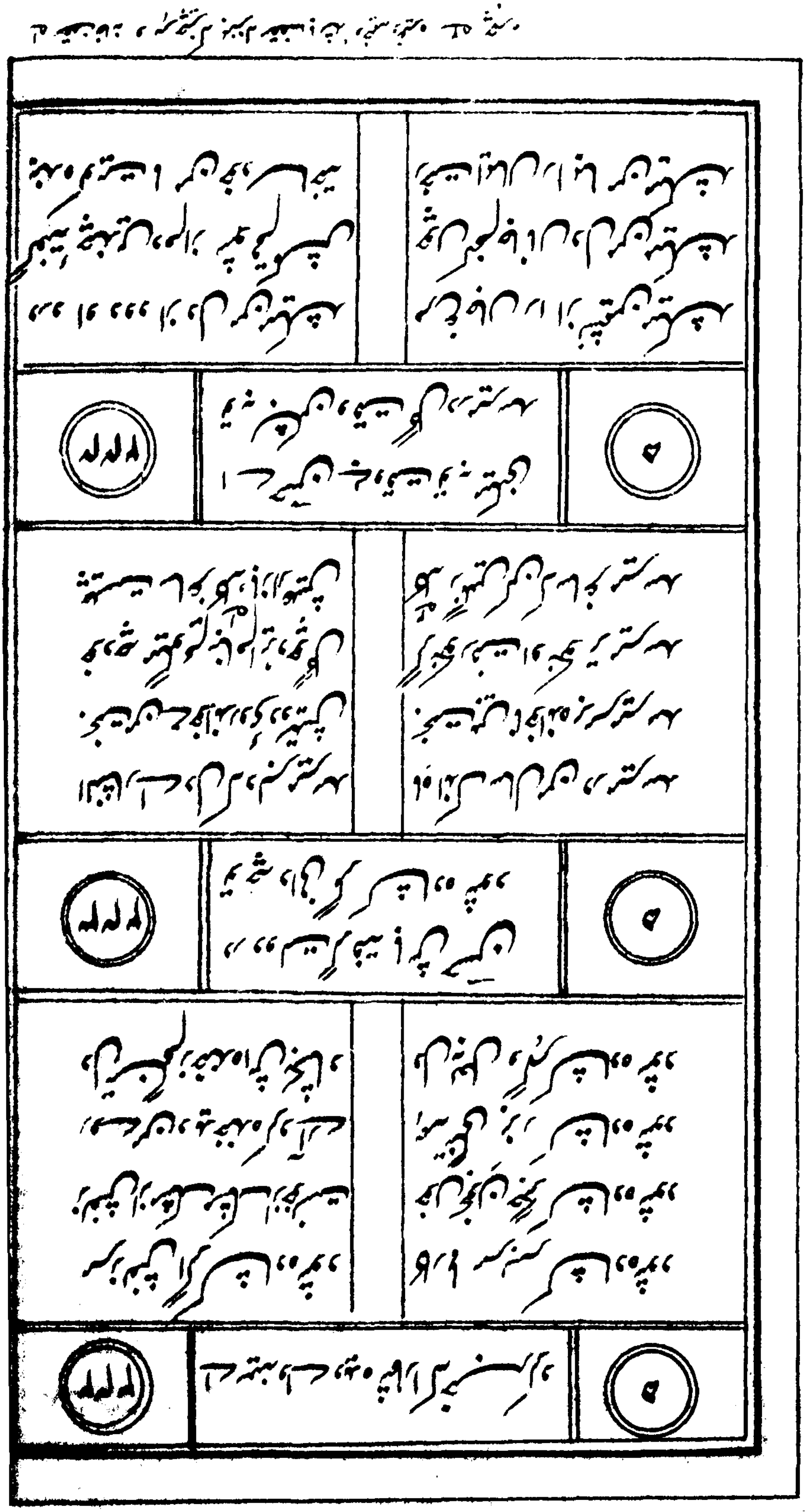
(۲۳۹)

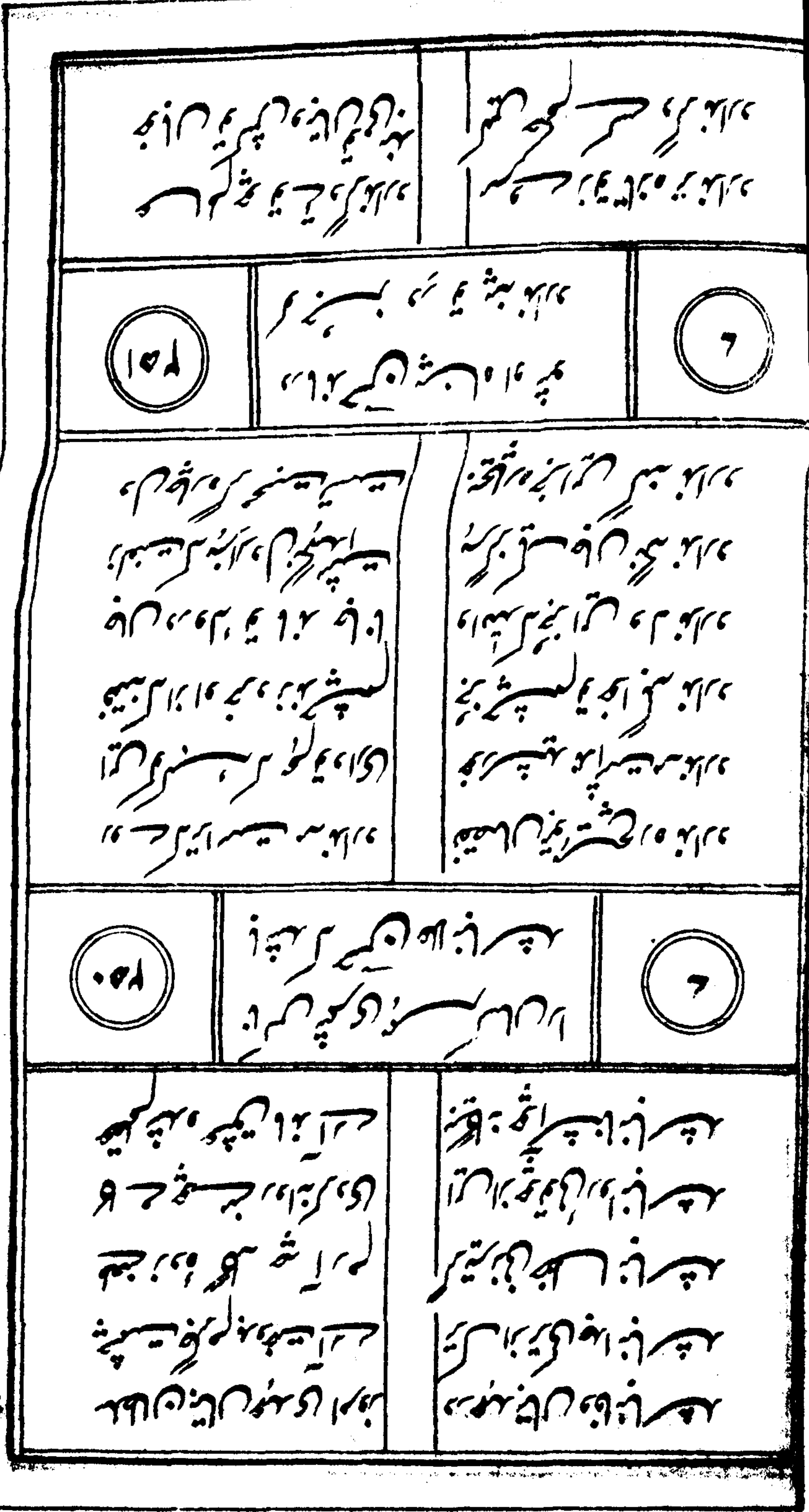
حسن وصل تو میجوید محالست
گدا ہم کاسۂ سلطاں نباشد

(۷)

تا سرو مرا سبزہ بگلزار برآمد — بس نعرہ و فریاد ز گلزار برآمد
موجے کہ زوایں دیدہ زنا دیدن رویش — در بستہ بدم آب ز دیوار برآمد
گل کاشتہ بودم کہ مگر خوش گذرد روز — بخت من بدروز ہمہ خار برآمد
در مسجد و بتخانہ چو گفتند حدیثش — فریاد ز سجاد و زنار برآمد
کس نیست کہ مژدہ بردم سوئے حریفاں — کاں مست انا الحق بسر دار برآمد






۱۵۸
۷
۷

دریائے لطافت رویت — خورشید براں گذر ندارد
چشم تو خراب کرد و شم — یا مست بدو خبر ندارد
عاشق کہ در فتاد بیروں — بیروں ز درِ تو در ندارد
تا کے گوئی کہ رخت بردار — بیہودہ مگو کہ بر ندارد

۲۵۳

درمان دل حسن بہ فرمائے
تا درد تو در جگر ندارد

۶

دل بہ بندِ زلف تو درمیرود — آتشے در بارِ عنبر میرود
تا تو چوں ماہے ز چشم رفتۂ — ہر شبم از دیدہ اختر میرود
دل ہمہ زلف تو عنبر بوئے یافت — ہم بداں بوئے صنم در میرود
پائے صبر من فرو شد لاجرم — پا یہ پا یہ عشق تو بر میرود
حسن پارینہ دہ چنداں کردۂ — کار تو امسال بہتر میرود

۲۵۳

از نم چشم و تف سینہ حسن
ہر نفس در آب و آذر میرود

۷

الوداع اے دل کہ دلبر میرود — روح بخش و روح پرور میرود
ما بساں منزل بمنزل مے کشد — خور سفت کشور بکشور میرود
در پیش و ہم سبک رو بستہ ام — او ز و ہم من شکستہ مے رود
گفتیم باب سخن بکشا برو — نے سخن در باب دیگر میر[illegible]

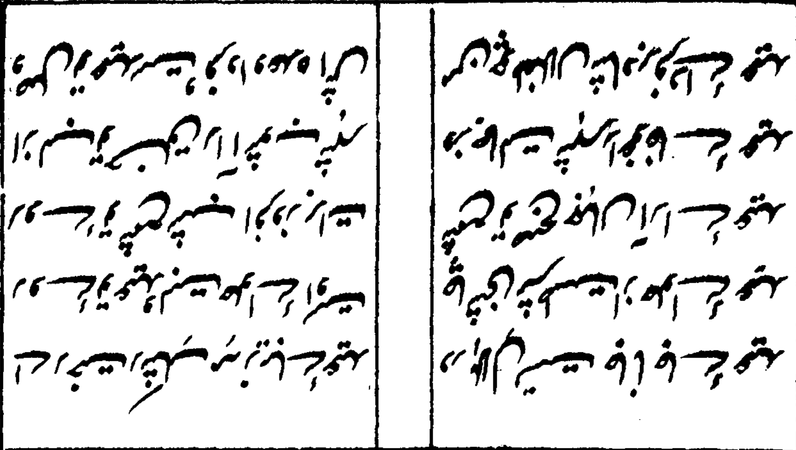
٨	[illegible]	٧٥٨

[illegible]

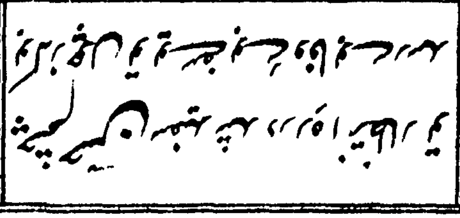
٦	[illegible]	٦٥٨

[illegible]

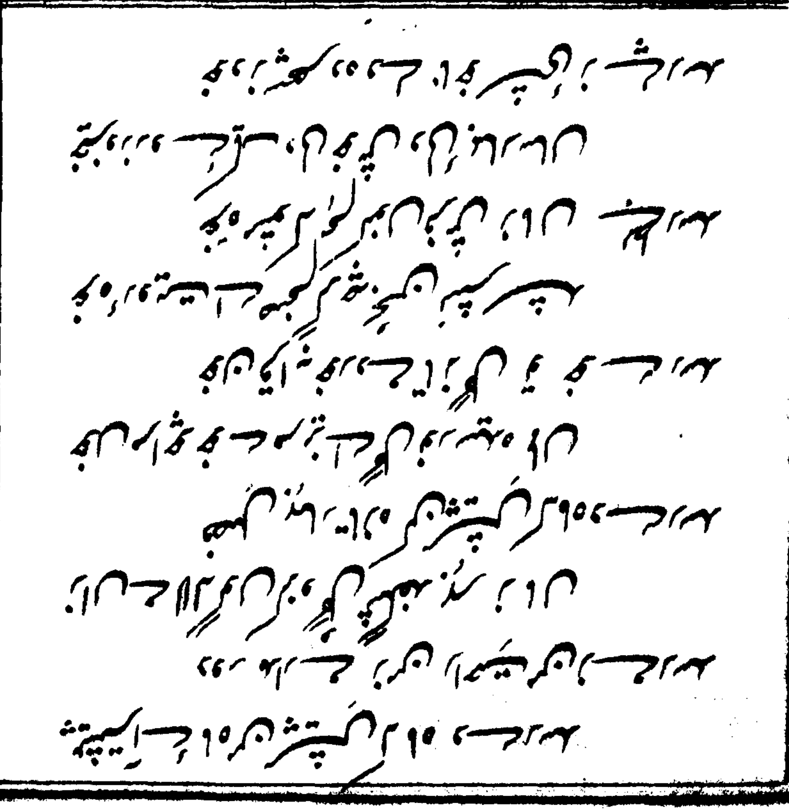
٥	[illegible]	٤٥٨



۷



۶۹۸



شیر خرما خواہی اندر عید ہست
عید بالائے ہمہ شادی بود

اشک من شیر و لبت خرمائے عید
شادیٔ دیدار تو بالائے عید

۲۶۰

امشب از طالع حسن را ساز نیست
تا طلوع روز شادی زائے عید

۵

دل پیش کش ناکردہ جاں در پیش جاناں کے رسد
مرغ سلامت رو چو من پیش سلیماں کے رسد
او بے من و من بے کسم از بے کسانِ مفلسم
آنجا رسم نے کے رسم مفلس بسلطاں کے رسد
سینہ جگر را تاب زد بر چشم راہِ خواب زد
جاں خانۂ چشمِ آب زد کاں یار مہماں کے رسد
خورشید گوئے آمدہ مہ تیر چوگانی شدہ
ابر آب در میداں زدہ تا او بمیداں کے رسد

۲۶۱

ہاں اے حسن رو دل بدہ وز ننگ و نام دل برہ
بر نامِ خوباں دل بنہ نامہ از ایشاں کے رسد

۷

مراز غائب من یک خبر کہ می آرد
چہ مہ نشانہ شد اندر سفر مسلماناں
حدیث یوسف و یعقوب مختصر کردم

دو دیدہ در قدمِ اوست ہر کہ می آرد
نشانے از مہ من در سفر کہ می آرد
ز غایبے بہ رفیقے خبر کہ می آرد

7

7

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۶) [illegible] (۹۴۴)

[illegible]

[illegible]

(۶) [illegible] (۴۴۴)

۲۶۸	هم سلامت درپناه شاهِ والا باز گرد	۷

سلے سحر آں نفس سحر نمائے تو چہ شد — صبح از راه غلط کردصفائے تو چہ شد
شب بریں کوکبہ کامد ہمہ آفاق گرفت — آنچناں خنجر آفاق کشائے تو چہ شد
پردۂ عیش مرا دست سحر گہ بنواخت — آخرائے مرغ سحر خیز نوائے تو چہ شد
اگر آواز دل پست شد از کوفتگی — اے خروس ایں ہمہ آواز چونائے تو چہ شد
دست چرخ ار بشکستند کہ سیارہ بخفت — آفتابے تو چہ می پائے و پائے تو چہ شد
سنم از تیرہ شب خویش علی اللہ زناں — اے موذں تو کجا حی علائے تو چہ شد

۲۶۹	گیرم امشب ہمہ درہائے فلک بربستند حسن آں جنبش مفتاح دعائے تو چہ شد	۷

دوش بکوئیت گذرے اوفتاد — بے خطراں را خطرے اوفتاد
باز ہوائے تو ام از جائے برد — ناگہم آنجا گذرے اوفتاد
راه قیامت سفر کوئے تست — وہ کہ قیامت سفرے اوفتاد
چشم تو ترکانہ درآمد بصید — دل نہ کہ جاں را ضررے اوفتاد
گرچہ کماں سوئے دلم داشتہ است — تیر ازاں سوے ترے اوفتاد
مست بدخواب کناں لاجرم — زخم دگر بر دگرے اوفتاد

۲۷۰	چشم نے زد حسن ازچشم زخم هم زقضا ایں قدرے اوفتاد	٦

سلہ: بفتح اول و یائے مجہول دیوار بسیار بلند و سدے کہ پیش چیزے کشند۔ برہان

[illegible]

۷	[illegible]	۱۷۸

[illegible]

۷	[illegible]	۱۷۸

[illegible]

الله

[illegible]

[illegible]

۵	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

۶	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترا زغیب رسیدست پادشاہی خوباں | حدیث بندۂ مقبل بہ پادشا کہ رساند

(۲۷۵) حدیث مفلسئ من کہ نیست حد و قیاسش
بجز شہر رسیدست شاہ را کہ رساند (۵)

ساقی مے گلگوں بدہ بوئے بہارم میرسد
یک دو قدح بر کار کن خاصہ کہ یارم میرسد
اے ابر روئے گل بشو وے گل دلِ بلبل بجو
بلبل تو صوتے نو بگو کاں نو بہارم میرسد
من سوئے قدِ او شوم با قدِ او چوگاں شوم
چوں گوئے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد
زیں پیش غم را دمبدم ہر جانِ من بودے ستم
اکنوں ازاں غمہا چہ غم چوں غمگسارم میرسد

(۲۷۶) کمنی حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم باآں وہاں
کانچہ از در شاہ جہاں امیدوارم میرسد (۹)

خوباں شب دوشینہ کمیں ساختہ بودند | مارا بکمند ہوس انداختہ بودند
نقد دل ما پاک ببردند اگرچہ | از ابروے خود بازی کژ باختہ بودند
طالع شدہ بر تخت گہ حسن چو شاہاں | چتر سیہ از طرہ برافراختہ بودند
کہ عارض شاں غارت جاں کردہ گہے زلف | بل روم و حبش ہر دو بہم تاختہ بودند

۷۲۶	[illegible]	۹
۷۷۶	[illegible]	۵

ابرے بلند خاست پس از روزگار ہا | خلقے در انتظار کہ باران شود نشد

(٢٧٩) (٧)

عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود
بسیار خواست تا کہ از ایشاں شود نشد

وعدہ کرد نگارم بوفا ہم برسد | عشق گر درد رساند دوا ہم برسد
گر بلائے رسد از فرقت او باکے نیست | از وصالش سبب دفع بلا ہم برسد
طوطیاں از شکرش کام و دہن خوش کردند | بلبلاں را ز گلش برگ و نوا ہم برسد
طرۂ یار چو گل نافۂ مشک ارزاں کرد | باش تا قافلۂ باد صبا ہم برسد
تحفۂ ہر دو جہاں بر در او می آرند | از من خستہ سلامی و دعا ہم برسد
ز آفتاب رخ او جملہ جہاں نور گرفت | نور او را کمئے نیست بما ہم برسد

(٢٨٠) (٥)

بوئے زلف خوش او رحمت عامست حسن
ہمہ کس را چو رسیدست ترا ہم برسد

صبا جنبید وقت آمد کہ بلبل از چمن پرسد | بنفشہ یاسمن شنبید سمن از یاسمن پرسد
بہارست و ہوائے خوش خوشا وقت کساں کاکنوں | یکے جوے رواں جوید یکے راہ چمن پرسد
در آمد فصل نوروز و من اندر کار خود حیراں | نہ گل از من وفا خواہد نہ مرغ از من چمن پرسد
دریں دوران بوقلموں عجب نقشے فتادست ایں | نہ من اسرار خود گویم نہ کس زاحوال من پرسد

(٢٨١) (٧)

نیائے آنچناں محرم کہ از وے یارئے آید
نہ دلدارے چناں مشفق کہ از حال حسن پرسد

سورة [illegible]	سورة [illegible]

(٧) [illegible] (١٧٨)

تو التسبيحا [illegible]

تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]

[illegible]

(٧) [illegible] (١٧٨)

تو التسبيحا [illegible]

تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]
تو التسبيحا [illegible]

[illegible]

مرا چشمیست چوں دریا و رخت دل بموج اندر	برآید رخت من سالم اگر دریا بیارامد
قرار عاشق شوریده با معشوق بس باشد	غرامتهاست بر وامق که بے عذرا بیارامد
پری رویا بدست ناز یکره زلف در جنبال	مگر زاں سلسلہ لختے دل شیدا بیارامد
نیارامد دل اندر تن اگر تو بگذری از من	محالست ایں که مرغ اندر قفس تنہا بیارامد
بتانِ عہد غوغائے در افگندند در عالم	تو سلطان و رُخ بنمائے تا غوغا بیارامد

۲۸۴

حسن را زاں لب شیریں شرف کن بدشنامے
مگر ایں صوفیٔ طامع بداں حلوا بیارامد

۷

چه روییست انکه وصف او بوہم ما نمے گنجد
کمال حسن او در حد عقل ما نمے گنجد
موافق نیست شیدا را مه نو لیک از ابروش
بجز عشق مه نو در دل شیدا نمے گنجد
دلم بسیار میخواہد که در زلفینش جا سازد
دریں خوف و رجا موئے شدست اما نمے گنجد
بگفتم جان و دین و دل بخدمت آورم گفتا
چه آری چوں کس از نامحرماں اینجا نمے گنجد
اسامیٔ سگانِ کوئے او دریک ورق دیدم
دریں دیباچۂ دولت حدیث ما نمے گنجد
ہمیشه خیمۂ آہم بصحرائے فلک بودے

ﻪ در زلفت تو

[illegible]

۴۷۲	[illegible]	۶

[illegible]

۵۷۲	[illegible]	۶

[illegible]

٦	[illegible]	٥٧٨

[illegible]

٥	[illegible]	٧٧٨

[illegible]

٦	[illegible]	٩٧٨

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲۹۴) چشمش بحسن گفت کہ خواب تو کہ بستست
خوابش بجز آں جادوے استاد نہ بندد (۷)

بازآں گل تر از چمن کیست کہ داند — ویں شمع دل از انجمن کیست کہ داند
خاتون سراپردۂ غنچہ است گل آرے — او گلرخ و غنچہ دہن کیست کہ داند
طوبی ہمہ دانند کہ از باغ بہشتست — آں سرو ظریف از چمن کیست کہ داند
خال سیہش عہد بسے طائفہ بشکست — آں غالیۂ تو بہ شکن کیست کہ داند
باد آمد و جاں تازہ شد و دیدہ بصر یافت — ایں بوئے خوش از پیرہن کیست کہ داند
طرز سخن بندہ نکو داند و از ناز — پرسد ز رقیب ایں سخن کیست کہ داند

(۲۹۵) گفتم کہ نخواہی غزلے از حسن خود
خندید و بگفت ایں حسن کیست کہ داند (۷)

دل ببردی دگر چہ خواہد شد — راضیم من بہر چہ خواہد شد
مردم چشم عالمی یک دم — جانب من نگر چہ خواہد شد
یک نظر سوئے ما نگار و ببیں — تا ازاں یک نظر چہ خواہد شد
خلقے از بادہ خواست شد بیتاب — تا لبت ہست بر چہ خواہد شد
جگرم خوں شد از کرشمۂ تو — وہ کہ خون جگر چہ خواہد شد
دل بشد جاں گریخت دیں گم شد — شدنی شد دگر چہ خواہد شد

صبر سرگشتہ یار برگشتہ

۷۸۶ | [illegible] | [illegible]

[illegible]

۷۸۶ | [illegible] | [illegible]

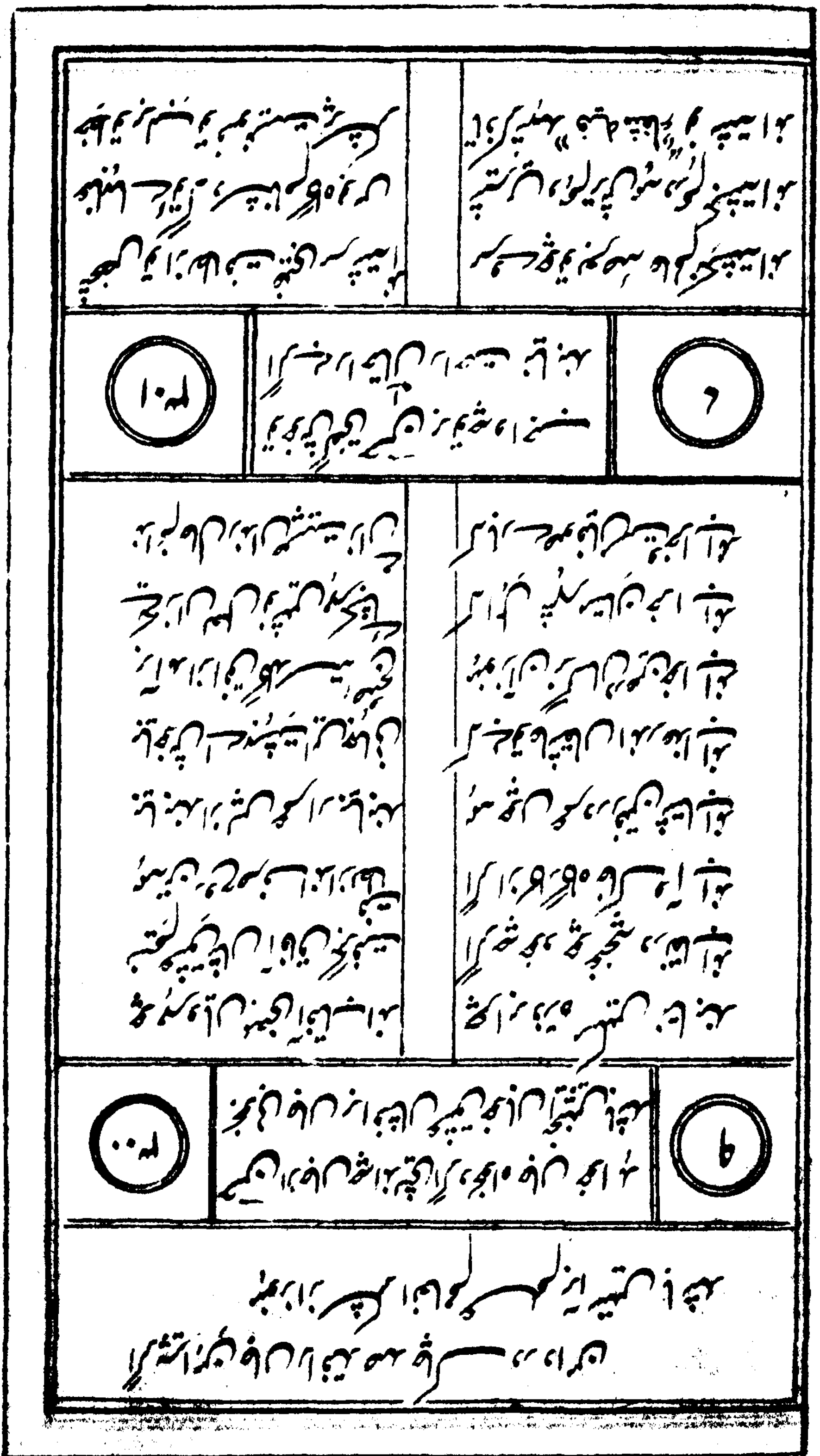
[illegible]

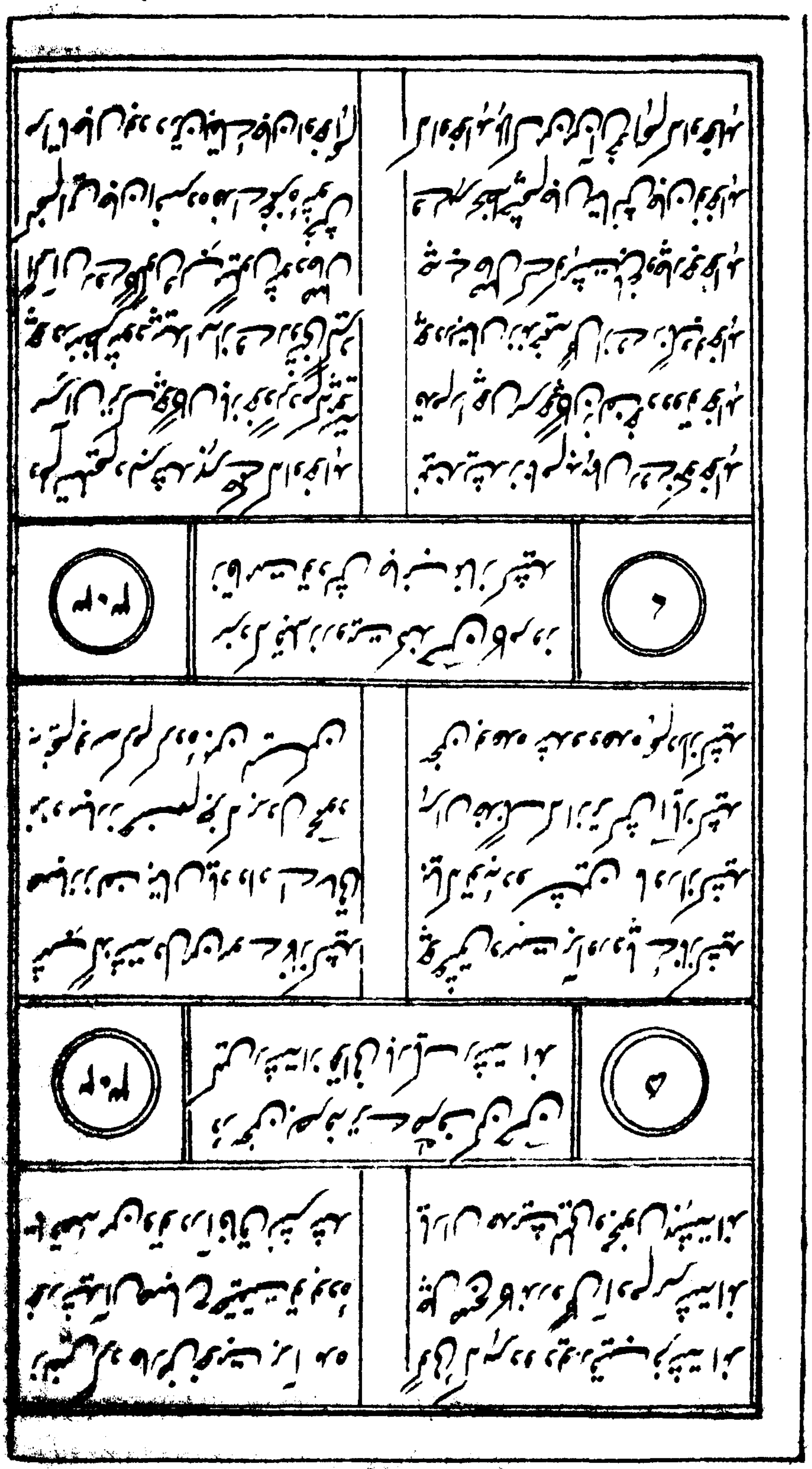
۷۸۶ | [illegible] | [illegible]

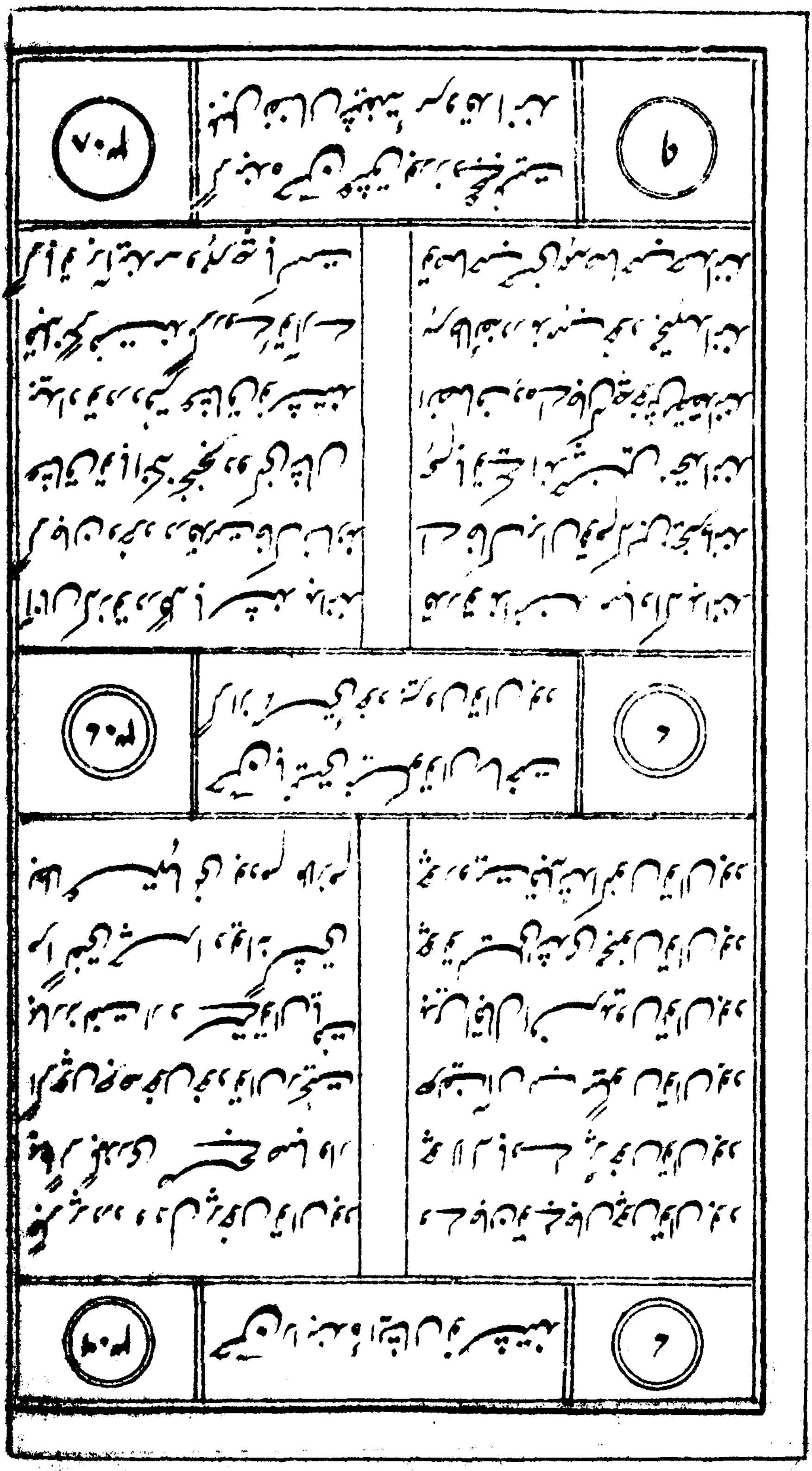
مہر و مہ از تو فال مے گیرند — نسخہ زاں خط و خال مے گیرند
صنعت حسن را سخن سازاں — ہر یک از تو مثال مے گیرند
در رہِ فتنہ و طریق فریب — جیم زلف تو دال مے گیرند
مفتیان شریعت عشقت — تو بہ گردن ضلال مے گیرند
عصمت از حال عاشقاں مطلب — عشق و عصمت محال مے گیرند
شاخ و برگ محبت و محنت — ہر دو از یک نہال مے گیرند

۲۹۹	حسن از آبروئے رفت چہ شد خونِ صوفی حلال مے گیرند	۷

گہے کاں روئے گلگوں را بنفشہ ہمنشیں باشد
خطر در ملک جاں افتد خلل در کارِ دیں باشد
سرِ من بر زمیں باشد ہمیشہ پیش مہرویاں
مگر آں روز معذورم کہ در زیرِ زمیں باشد
اگر در بند دلبندے بماند آرزو مندے
بگو جرم از مگس گیریم یا از انگبیں باشد
بباغ خود طلب اے باغباں امروز سرو ما
اگر خواہی کہ در باغ تو سرو راستیں باشد
پری رویا نسبے با بندہ بنشینی چہ میگویم
پری با دیو با سلطاں گدا کے ہمنشیں باشد







خوے کہ از روے جہاں افروز جاناں میچکد
کوکب سیارہ از خورشید رخشاں میچکد

جان شہرے تازہ شد از جرعہ جام لبش
جرعہ نتواں گفت آں چیزے کہ از جاں میچکد

سبزۂ تربیں بگرد چشمۂ نوشین او
گوئیا خضرست کز وے آب حیواں میچکد

دی بیک شست جفا خوں از رگ جانم کشاد
سوئے تیرش بیں ہنوز از خون پیکاں میچکد

خوں چکانست آں لب خونخوار جاناں چوں کنم
انچہ ایشاں را ز لب ما را ز مژگاں میچکد

ساقیا از لعل تر یک قطرہ در جانم چکاں
خاصہ کیں دم کز زمرد دُرّ و مرجاں میچکد

روے میپوشند مرغاں زیر ہر برگے زابر
منہزم گفتے مگر چیزے پریشاں میچکد

ماہ من مست آمدست ایں طرفہ کز مستئ خود
منکرست و مستیش از چشم فتاں میچکد

۳۰۹ | دیدچوں افتاک حسن برخاست گفتم برمخیز
گفت خواہم رفت رہ دورست باراں میچکد | ۷

یاری دهدم آں بت عیار که داند — یا دل دهدم ترک جگر خوار که داند
سرمایهٔ دین و خرد از غارت خوباں — هر بار نگه داشتم ایں بار که داند
اسرار خطش در شب زلفش نتواں خواند — اسرار معما بشب تار که داند
پارینه خراج مژه ام خون جگر بود — امسال چه فاضل شود از یار که داند
حال تن بیمار طبیبان زمانه — دانند درون دل بیمار که داند
افتاد بداں غمزهٔ خونیں سرو کارم — تا باز کجا میکشد ایں کار که داند

۳۱۰ — ۷

با آنکه دلش نرم نگشتست همه عمر
ایں نظم حسن در نظرش دار که داند

ترک دل آشوب من تند و رواں میرود — چوں دلم از جا برفت آه که جاں میرود
ما چو درخت خزاں خشک فرو مانده ایم — او چو گل نوبهار خنده زناں میرود
سرو سهی گفته اند او به ازاں خاستست — کبک دری دیده ام او به ازاں میرود
آب حیات منست وه که نمی ایستد — عمر عزیز منست وه چه رواں میرود
تا که دو چشمش نشد بر من مسکیں چپاں — هر نفس از چشم من چشمه رواں میرود
هر سحرے بر لبم وقت نیازے که هست — بیشتر از وردها نام فلاں میرود

۳۱۱ — ۷

مر حسن خسته را ضبط میسر نشد
هرچه درون دست آں بزباں میرود

اے چوں تو نداشته جهاں یاد — روزے نکنی ز دوستاں یاد

11

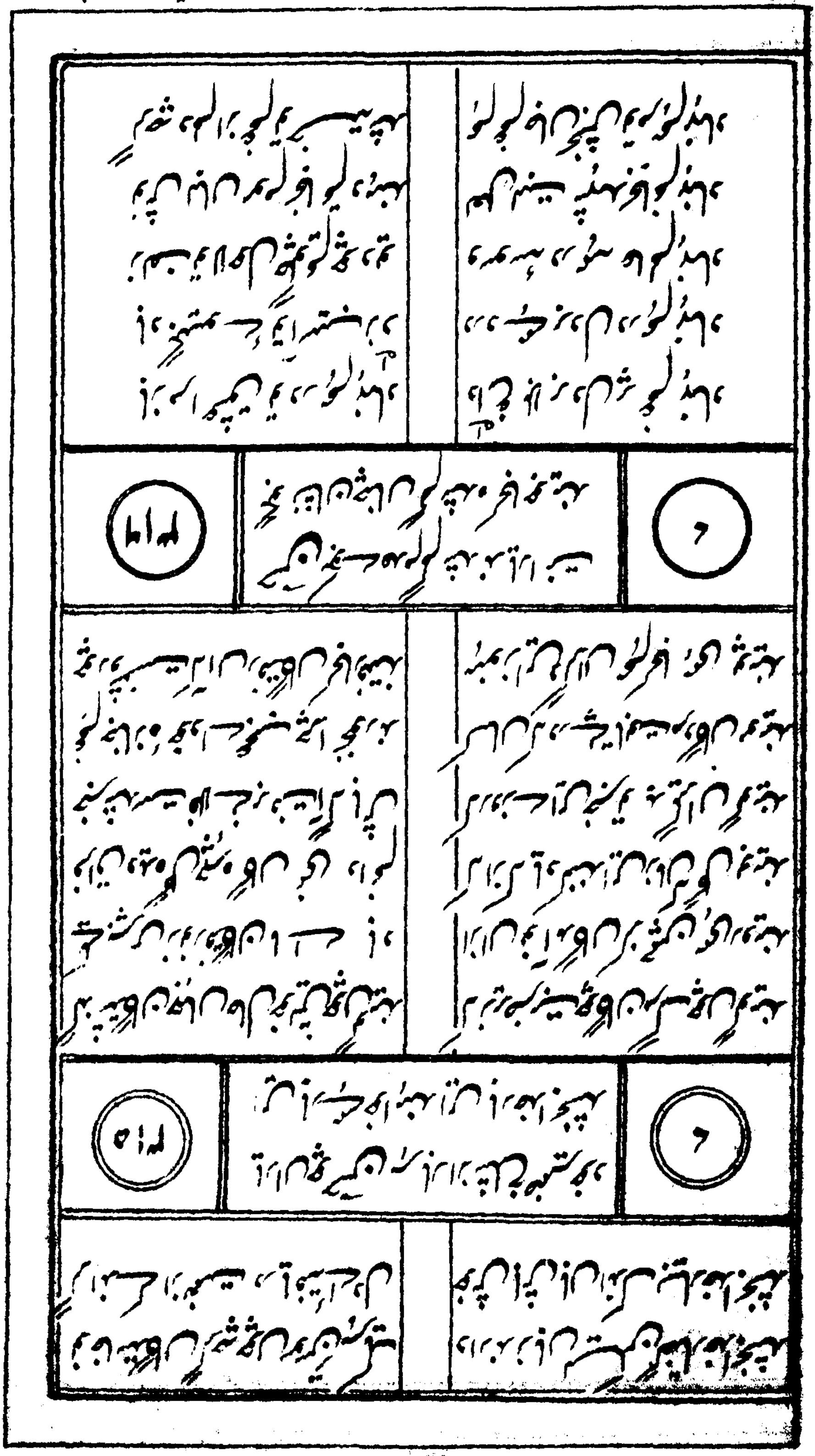
[illegible]

۲

[illegible]

۱۱

[illegible]



[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]

[illegible]

٦	[illegible]	١٥١

[illegible]

٥	[illegible]	١٥٠

[illegible]

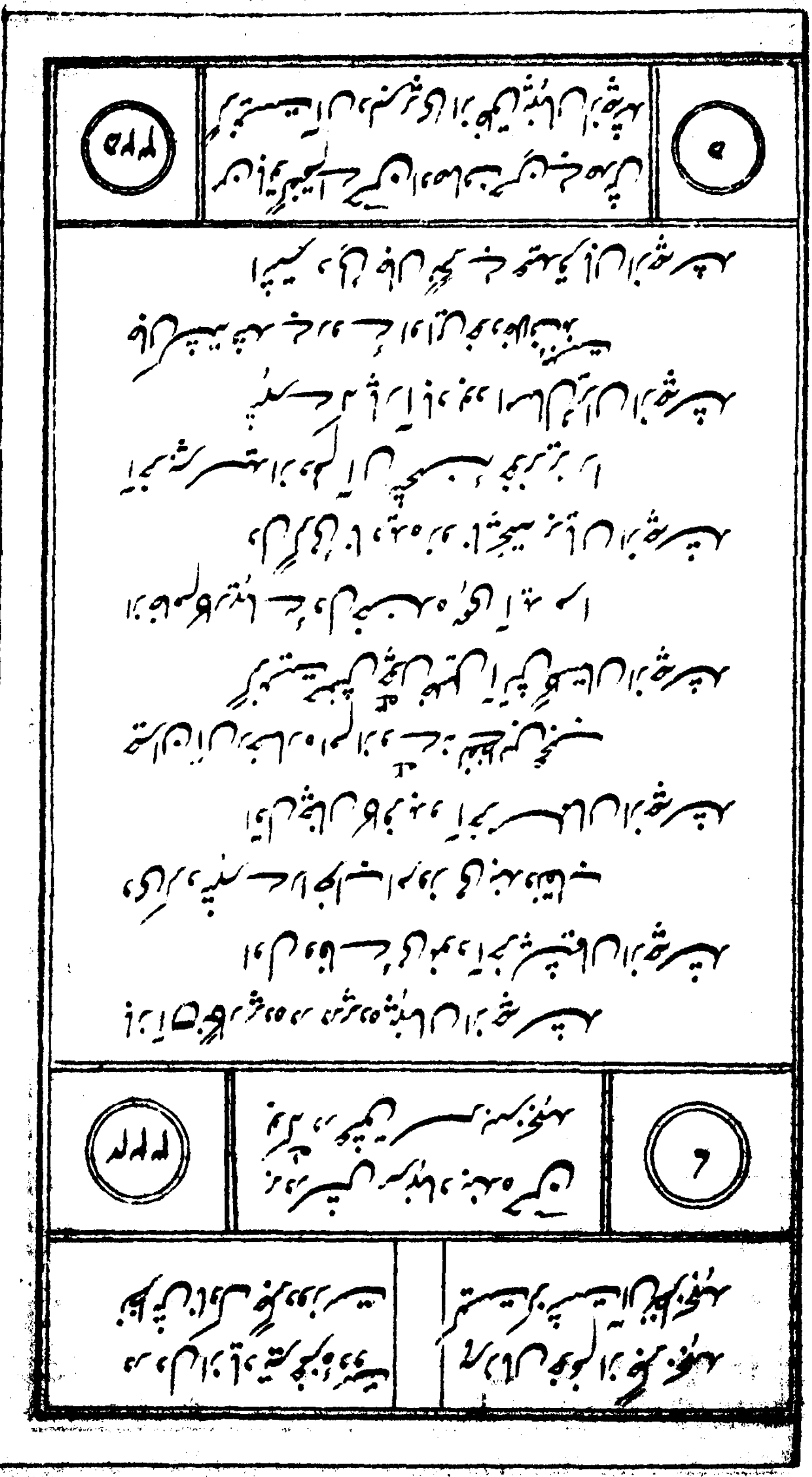
[illegible]

ططط	[illegible]	٧

[illegible]

ططط	[illegible]	٧

[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

٦	[illegible]	٧٨٨

[illegible]	[illegible]

(۲۲۹) اگر از مهر مه رویان سر سوزن فرود آید (۷)

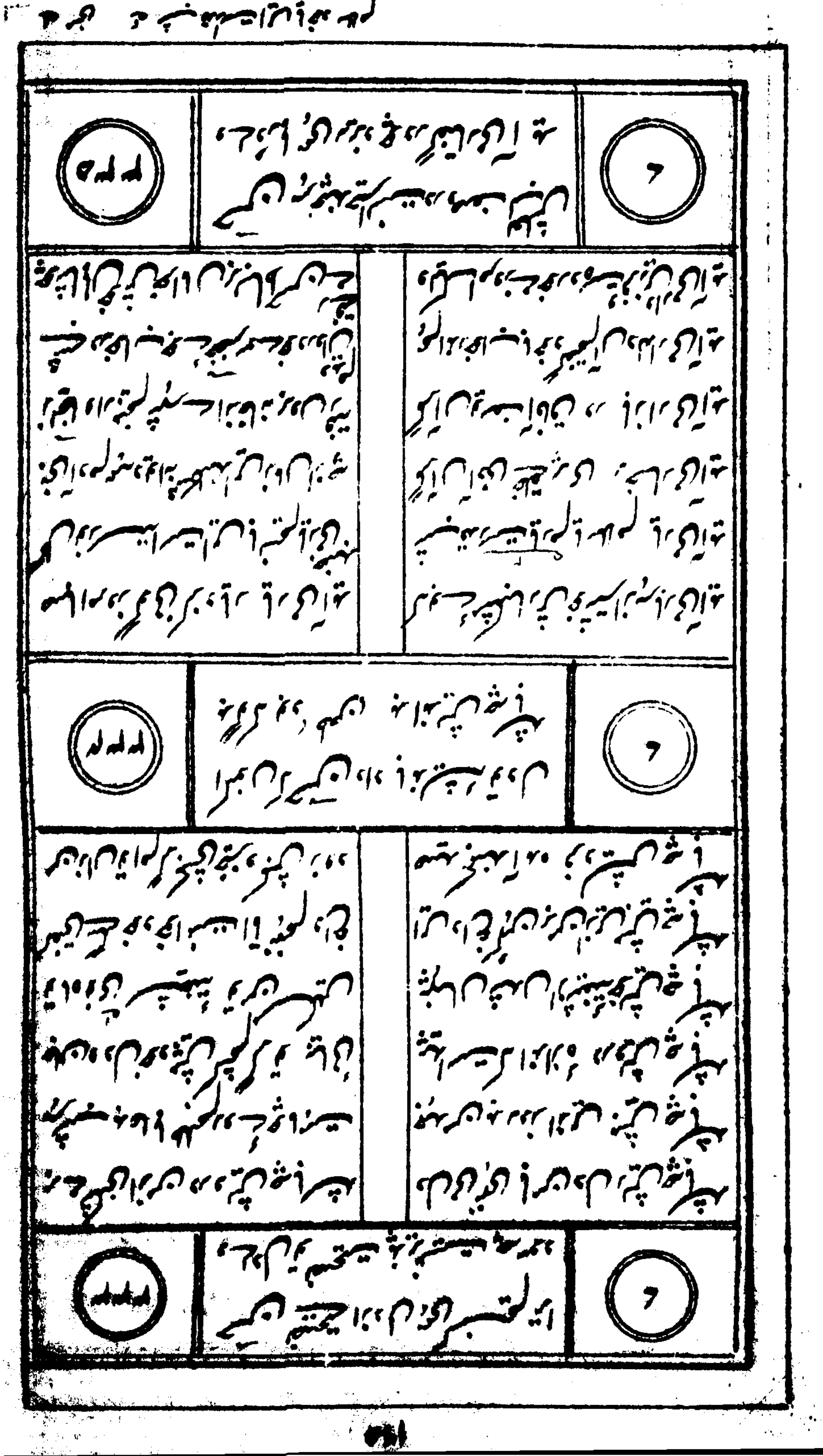
کیست کز نغمه نے زمزمه در گیرد — تا گر بار غمم از سینهٔ ما برگیرد
هر سبک روح که در جانش اثر کرد سماع — جانش از عالم تن عالم دیگر گیرد
لی سماعیست که ذوقش پسر آدم داشت — گرچه اندر سرش افتد کم افسر گیرد
چوں نوا‌ها بگه صبح زند بلبل مست — فاختهٔ هم قدرے صوت گران تر گیرد
نالهٔ مرغ سحر زار چنانست که گر — شمع را سمع بود سوختن از سر گیرد
مدعی گر نشد از ذوق بر آتش چه کند — هیزم او همه تر بود کجا در گیرد

(۲۳۰) پاے هر زنده دلے را که بجنبد در رقص
حسن از دیده رواں در دُر و گوهر گیرد (۷)

اے چو گل خاستهٔ بدبجالت مرساد — قرة العین منی عین کمالت مرساد
دیده‌ها چوں برکاب تو بسالم گویم — دست بیداد زمانه بدوالت مرساد
سال و مه باد ترا روز سعادت روزی — هیچ روزے بخلاف مه و سالت مرساد
خوبرویان جهان را شرف از تست اے ماه — یارب از دور فلک هیچ وبالت مرساد
اے چو خورشید برآورده سر از مشرق حسن — شب ما روز تو کردی که زوالت مرساد
یک نظر سوے تو عیدست همه عالم را — هیچ غشی و غباری بهلالت مرساد

(۲۳۱) گرچه از روے نکوبت حسن آفتها دید
آفت دیده بدبیں بجالت مرساد (۷)


11





۵۱۱

۶

۷۱۱

۶

شبا که محتسب دنبال ما کرد	چه درما دید از ما مست تر شد
سر ما در سر کار بتان رفت	حساب ما و ایشان سربسر شد

(۳۴۰)

دگر کردند خوبان شیوهٔ حسن
حسن ما هم سخن طرز دگر شد

(۵)

بتم سلطان خوبان شد گدایان را که می پرسد
چو او بیگانگی کرد آشنایان را که می پرسد
دل صاحب دلان خوں شد ز ناز او چو ایشان را
سزا اینست چوں ما نا سزایان را که می پرسد
بدو گفتم که خود را می نمایم چوں سگے پیشت
جوابم داد و گفتا خود نمایان را که می پرسد
دلا ایں پارسائیہاے بے حاجت بیکسونه
بعهد چشم مستش پارسایان را که می پرسد

(۳۴۱)

حسن جان رنجه کردی [illegible]
تو خود کردی و لیکن دیر پایان [illegible]

(۶)

[illegible] عاشقی پنهان [illegible]	[illegible] قرار کار [illegible]
نشان [illegible] در چهره پیدا	نکو گویند [illegible] پنهان نماند
اگر [illegible]	[illegible]

مژگان آدمی حیرانی آید | که رویش بیند و حیران نماند
ملا بر جان همی لرزند خلقی | تو با جانان بساز از جان نماند
حیات جاودان آنکه توان یافت | که جای جان بجز جانان نماند

۳۴۲

حسن سر برکشد از اوج مقصود
اگر پابستهٔ هجران نماند

۷

غم جانان اگر دامن نگیرد | فلک دنبال جان من نگیرد
چه گرد غم که ریزد بر سرم چرخ | اگر آه من ره روزن نگیرد
نخواهم با حسن سر در ره دوست | اگر بازم ز سر دشمن نگیرد
اگر پروانه نارد از خط تو | بنفشه عرصهٔ سوسن نگیرد
چو عاشق در کمند زلفش افتاد | چه منت ها که بر گردن نگیرد
بچشم [illegible] بگذرد زود | که تا خون منش دامن نگیرد

۳۴۳

حسن راخسته باید بود لابد
چو ترکی [illegible] ناوک زن نگیرد

[illegible]

[illegible] خبر یافت [illegible] آمد | هم خست گل و لاله را کسادی آمد
خطی [illegible] تو گوئی | [illegible] تماشائی [illegible]
از قد و [illegible] چشم خوش تو | نقش الف و لام و میم و صاد [illegible] آمد
عشق تو دل [illegible] سلام کرد [illegible] | [illegible] دل و جان [illegible] آمد

سهل بود نامرادیی که رسید است | چون تو رسیدی همه مراد برآمد

(۳۴۴) حرف صلاح از دل حسن مطلب ناکه
نام وی از دفتر فساد برآمد (۷)

شب مرا تا بروز خواب نبود | جز نم دیده فتح باب نبود
هر دم از چشم خود بر آتش دل | خون همی ریختم چو آب نبود
خونی از دیده نوش می کردم | در صراحی جز این شراب نبود
ماه من از می جوانی مست | هیچ میلش بدین خراب نبود
گرچه تا صبح نالها کردم | یک سوال مرا جواب نبود
تلخ کردم جهانیان را خواب | زان دعاها که مستجاب نبود

(۳۴۵) ای حسن یار گر خطایی کرد
هم شکایت از او صواب نبود (۷)

بار دگر تیر عشق بر هدف جان رسید | بار دگر شعلهٔ در دل بریان رسید
دیدهٔ بی چشم من ریخته باران خون | بر در و دیوار تو نقش نگاران رسید
گفته ای میر بار حاجت شهری بشاه | حال غریبان بگو نوبت ایشان رسید
بانگ مزن ای رقیب دم مزن ای پرده دار | منتظر رحمتیم قصه بسلطان رسید
هر که بزلفت رسد سر کند اندر سرت | گرچه کمند بلاست کاش که بتوان رسید
گفت نخواهم رسید بر تو پس از عمرها | او نرسید ای دریغ عمر بپایان رسید

گلزار بود مجلس قول مغنیان | بر قول صوفیان همه خود بود آن نبود
این کاروان گل پس سالے رسید لیک | ماہے کہ در دست درین کاروان نبود
دانسته ام که از تو به بینم شب فراق | آن روز رستخیز مرا در گمان نبود
لعل بتان جواهر عیسم نثار کرد | ورنه مرا چنین صدف درفشان نبود
مرغ ارچه عشق نامه خود خواند بامداد | دستانش را طراوت این داستان نبود

۳۴۹ — این طرز شیوه حسن ست ورنه پیش ازین | چندین شکر بعرصه هندوستان نبود — ۷

دوستان در دم قوی شد مرہمے حاصل کنید | دیده در خون غرق شد کوشش علاج دل کنید
از ملامتهائے تان هر روز دیوانه ترم | اے عجب دیوانه را خواهید تا عاقل کنید
اے رفیقان از که می پرسید تا منزل کجاست | هر کجا معشوق عاشق را همان منزل کنید
گر بمیرم در فراق آن مه محمل نشین | گاه مردن روئے این مسکین سوئے محمل کنید
هر خسے کش زیر پا شد گرد می آرم بچشم | تا چو میرم هم بدان گورے مرا کهگل کنید
پندگویان هرچه گویندم همه بے حاصل است | بارے آن چشمے که من می بینمش حاصل کنید

۳۵۰ — یار چون این سو خرامد از پئے قتل حسن | جان این مقتول خاک راه آن قاتل کنید — ۷

گر نسیمے از سر زلف تو بمغز من رسد | ببر بسر دلهائے درهم گشته را مرہم رسد
زلف و دهان تنگ [illegible] ملک سخن شود ملک مراد | گر سلیمانی [illegible] خاتم رسد

او چو تو دوست او یا از ملائک یا ز حور	بارے از نسلِ بنی آدم چو او بے کم رسد
غمزہ چشم او یارب چہ شیریں آمدست	زاں ہمی ترسم کہ دیگر چشم زخمے ہم رسد
چشم مست او بیک غمزہ جگر با دل بدوخت	تیر ترکاں گر بمستی رسد محکم رسد
از غمم غافل مباشید ارچہ اندک گفتہ ام	آتش اندک خیزد اما در ہمہ عالم رسد

۳۵۱

عالمے شاد و حسن را جائے شادی غم رسید
او چہ غم دارد حسن را گرچہ صد چوں غم رسد

۷

ایں مژدہ کہ می گوید ویں نامہ کہ می آرد	اے دل ز صبا می پرس کز گل چہ خبر دارد
پیغامیست دریں قاصد از پیش کہ می آید	فتحیست دریں نامہ تا خود بکہ می آرد
شمع نظرست آں خور تا بر کہ ہمی تابد	ابر کرمست آں مہ تا بر کہ ہمی بارد
طعنہ زندم ہر کس کو را چہ سپیری دل	گر جاں طلبد جاناں آں کیست کہ نسپارد
گفتی چہ رود چندیں خوں از جگر ریشت	خاریست دروں دل کاں ریش ہمی خارد
بے دوست اگر عاشق فردا بہ بہشت آید	نعمتکدہ رضواں آتشکدہ پندارد

۳۵۲

ماندست حسن واللہ بر قاعدہ عشقش
ور بگذرد از عالم آں قاعدہ بگذارد

۷

شب را چو صبح عید عزیزے بہار رسید	کز پائے بوس او سر ما بر سما رسید
گفتی رسید موسم حج ایں سخن بدار	ما حج چرا رویم چو کعبہ بما رسید
بودہ ست ہمچو دیدہ نرگس دو چشم من	حیرانم ایں بہار گرم از کجا رسید

ﻪ زاہد ﻪ گرداست

از خار خار غصه نهالم چو گل شگفت
دل در طرب در آمد و دوران غم گذشت

وز درد دل گلہ نکنم چون دوا رسید
ابر کرم بر آمد و کشت رجا رسید

شمعے ز لطف در دل تاریک بنده تافت
شاہے ز غیب بر سر وقت گدا رسید

(۳۵۳) — (۹)

نازش بگفتی اے حسن انجاز بے ادب
این نیک نامیست که از حق ترا رسید

آن که حسنت چون گلستان آفرید
در لبت صد ناز خندان آفرید

ناف چین در چین زلفینت نهاد
وز رخت خورشید تابان آفرید

از رخ گلرنگ تو آب حیات
وز رخ گلبوئے تو جان آفرید

ماه را در بینیت عرضه داد
باز بر ماهت گلستان آفرید

آفرین بر صنع آن صانع که او
صورت زیبا بدینسان آفرید

ماه در دوران چو تو شاہے نزاد
تا خدا بیسا و خوبان آفرید

تا همی بخشی خلائق را حیات
در لبانت آب حیوان آفرید

در لب شیرین تو چندین شکر
از برائے دردمندان آفرید

(۳۵۴) — (۵)

چون حسن را داد قدرت در سخن
زین نکوتر شعر نتوان آفرید

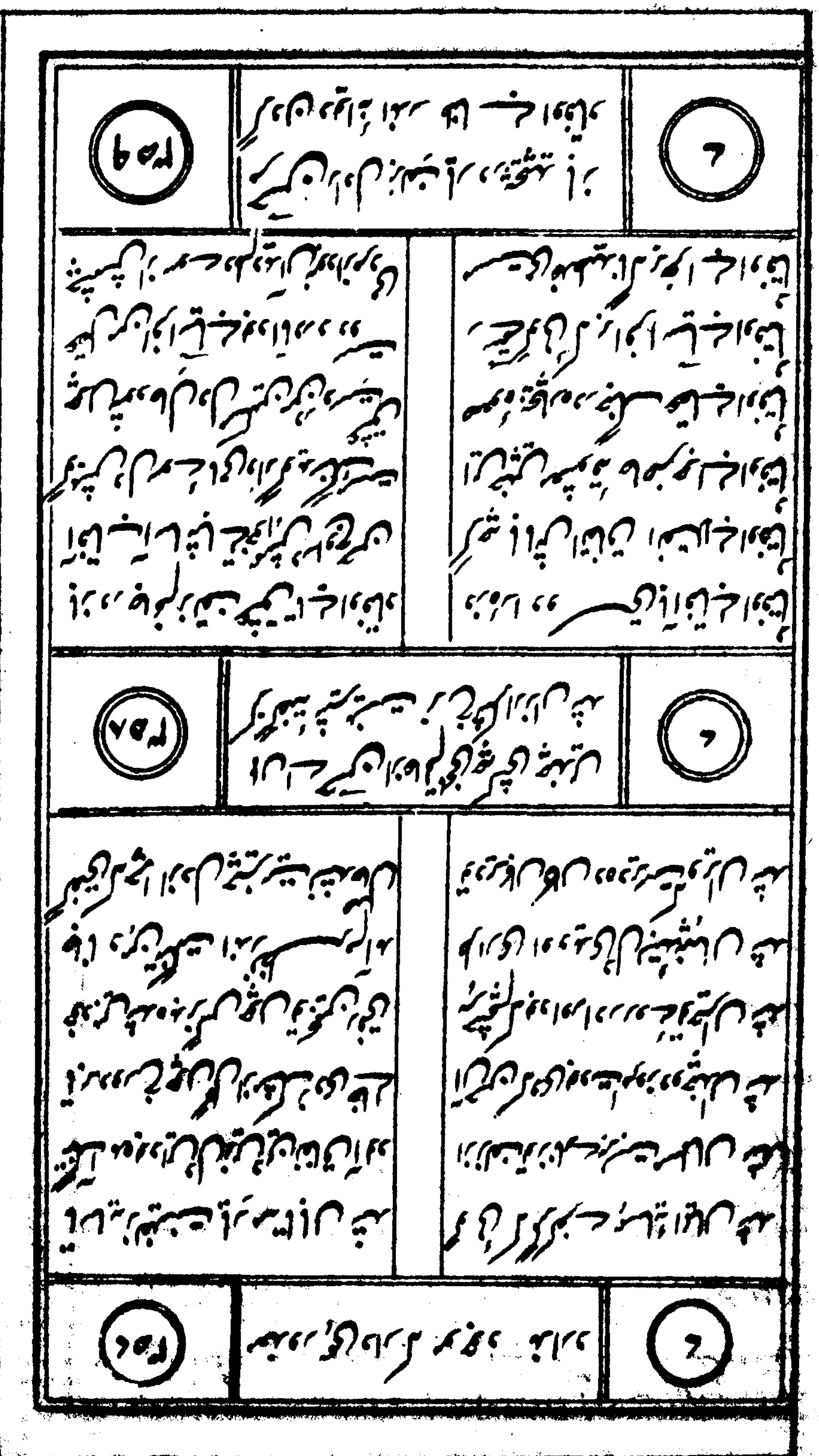
دل را که خون گرفت نگه داشتن چه سود
تخمے که زو برے نرسد کاشتن چه سود

جانا چو سیل عشق تو دلها خراب کرد
ما را بنائے عشق بر افراشتن چه سود

۱؎ در بعض نسخ این شعر هم بنظر رسیده۔ ع سلطان علاے دولت و دنیا آنکه در جهان از شاهے چو او نیامده تا پادشا رسید۔
۲؎ دل خون گرفته ماز نگه۔

۶ ۱۴۸

۷ ۱۴۹



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

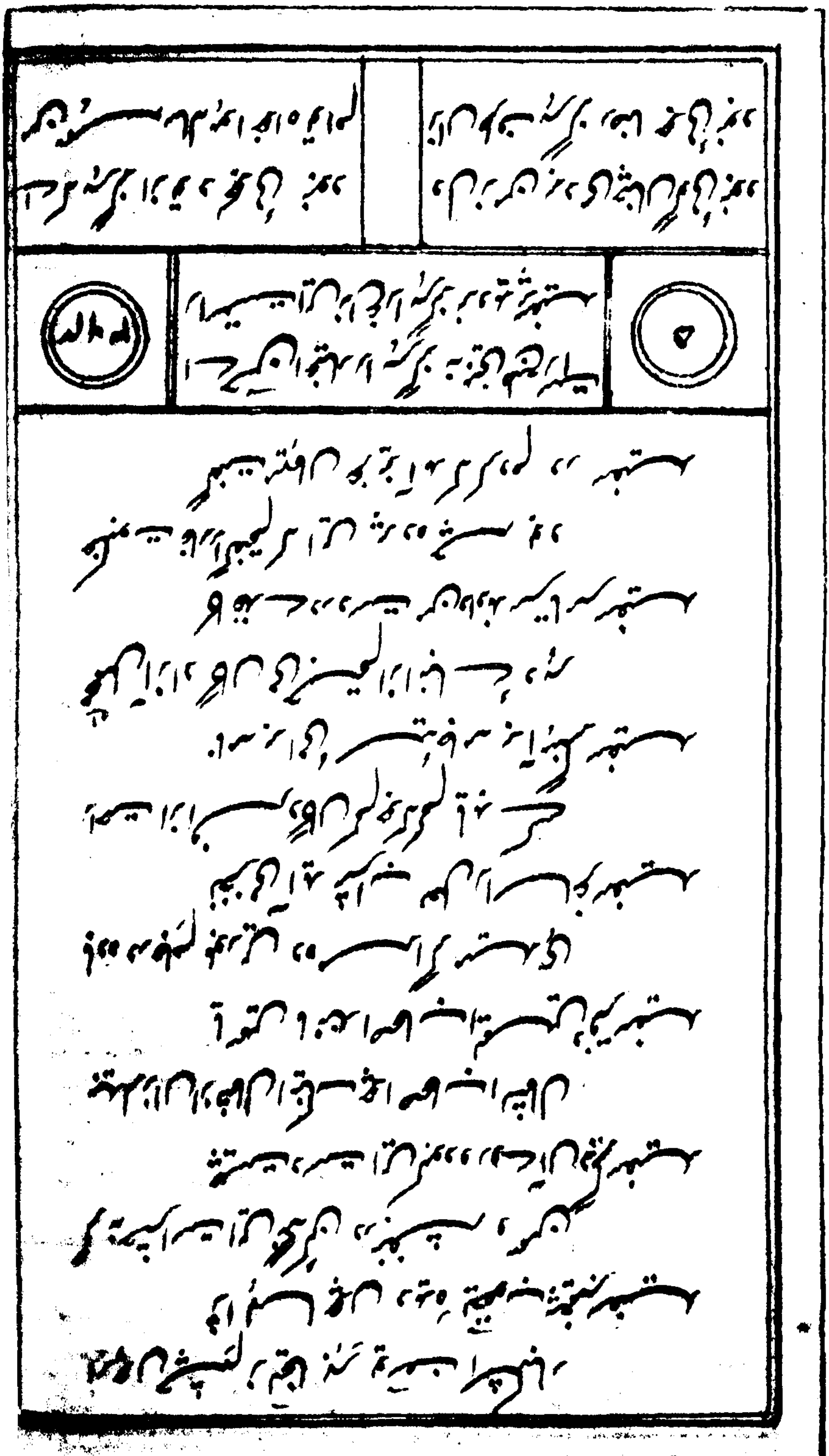
[illegible]

ططط	[illegible]	ط

[illegible]	[illegible]

ططط	[illegible]	و

[illegible]	[illegible]



۶

(۲)

۶۴۶

۵

۷۴۶

۶

۱۶۴

۵

۰۶۴

[illegible]

خط ساغر کجا که بگرفت
زیں سپید و سیہ چہ سود مرا
نیست ہچوں قرابہ مجموعہ
بشکن ایں شیشہائے کاغذپوش
بہ ازیں دارو ئے خموشی نیست

دل من از کتابت اشعار
در قدح زیر لعل گوہر بار
قلم و کاغذ از میاں بردار
بوریا پوش شیشہ پیش آر
دفع در دے کہ دیدم از گفتار

۳۷۵	گر حسن را دریں حدیثے ہست بادہ دہ ال حدیث باد انکار	۵

نے فلک با من موافق طبع می آید نہ یار
بر زمانہ دل نہم با یار سازم چارہ چیست
من چہ دانستم کہ زلف یار پابندم شود
یار رفت و شد جوانی در پیش یکبارگی

نے دل من با من مسکیں ہمی آید نہ یار
نے زمانہ بر من بیچارہ بخشاید نہ یار
ویں گرہ یکبارگی بجت بخشاید نہ یار
اے دریغا نے جوانی بازمی آید نہ یار

۳۷۶	صبر فرمایند یاراں ہم صلاحیت ولے نے حسن ایں پند ہا را کار فرماید نہ یار	۷

مکن بر عاشقان زار خود زور
بروں افلاس داریم و دروں ضعف
بتشریف شفا امید دارد
اگر میریم بر یاد تو میریم

سلیماں را چہ فخر از کشتن مور
نہ زر ما را دریں تدبیر نہ زور
جہانے از لباس عافیت عور
پشیمانی نشاید برد در گور

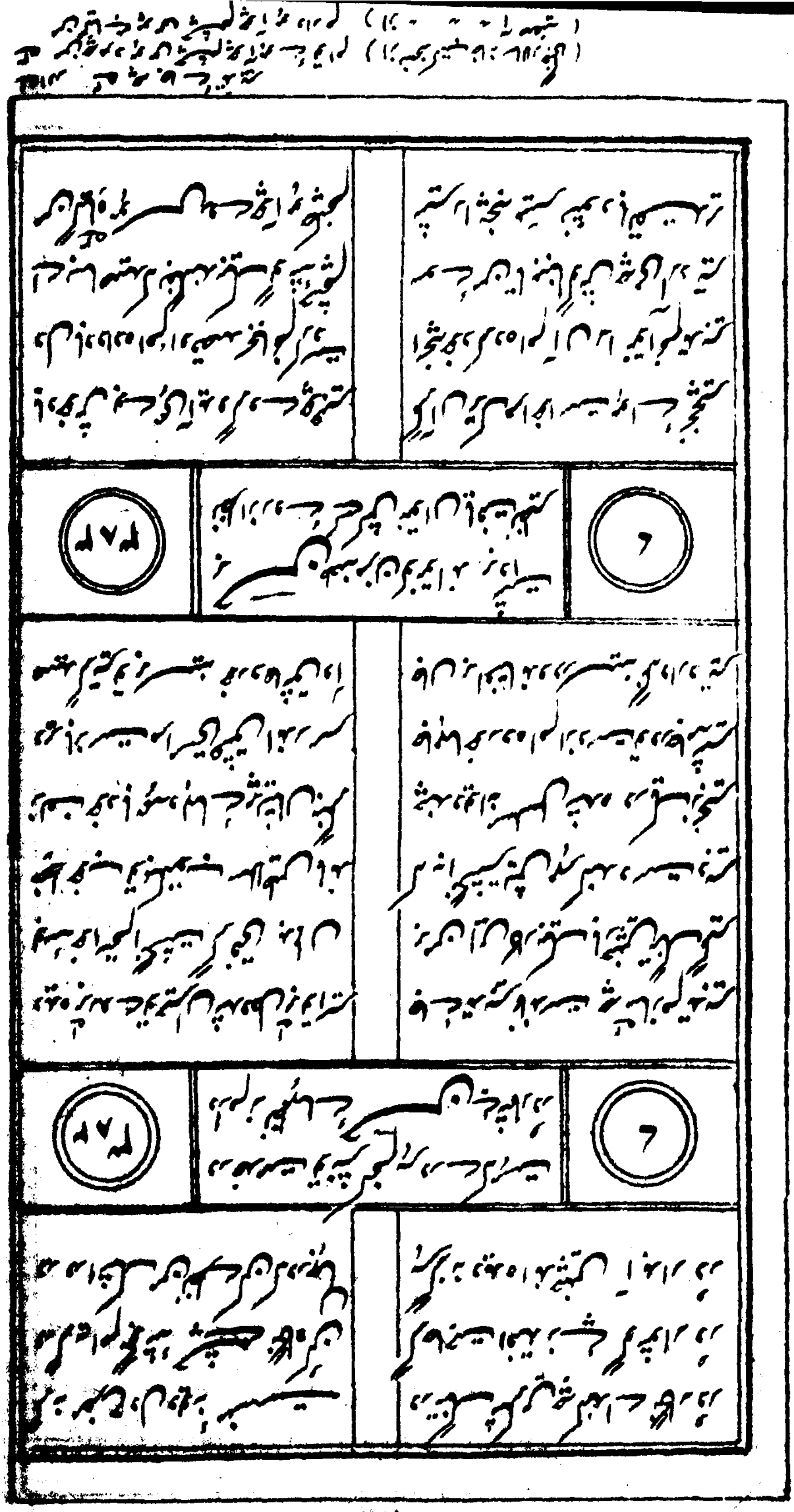
۲

۱۲۷

۵

۱۲۲

[illegible]



ای که گفتی دل تنگ تو بتو بخشیدم | بیش با طایفهٔ تنگ دلاں تنگ مگیر
سیر خوباں دل بخشیده ز من باز مخواه | زانکه بخشیده دگر می نرود خانهٔ میر

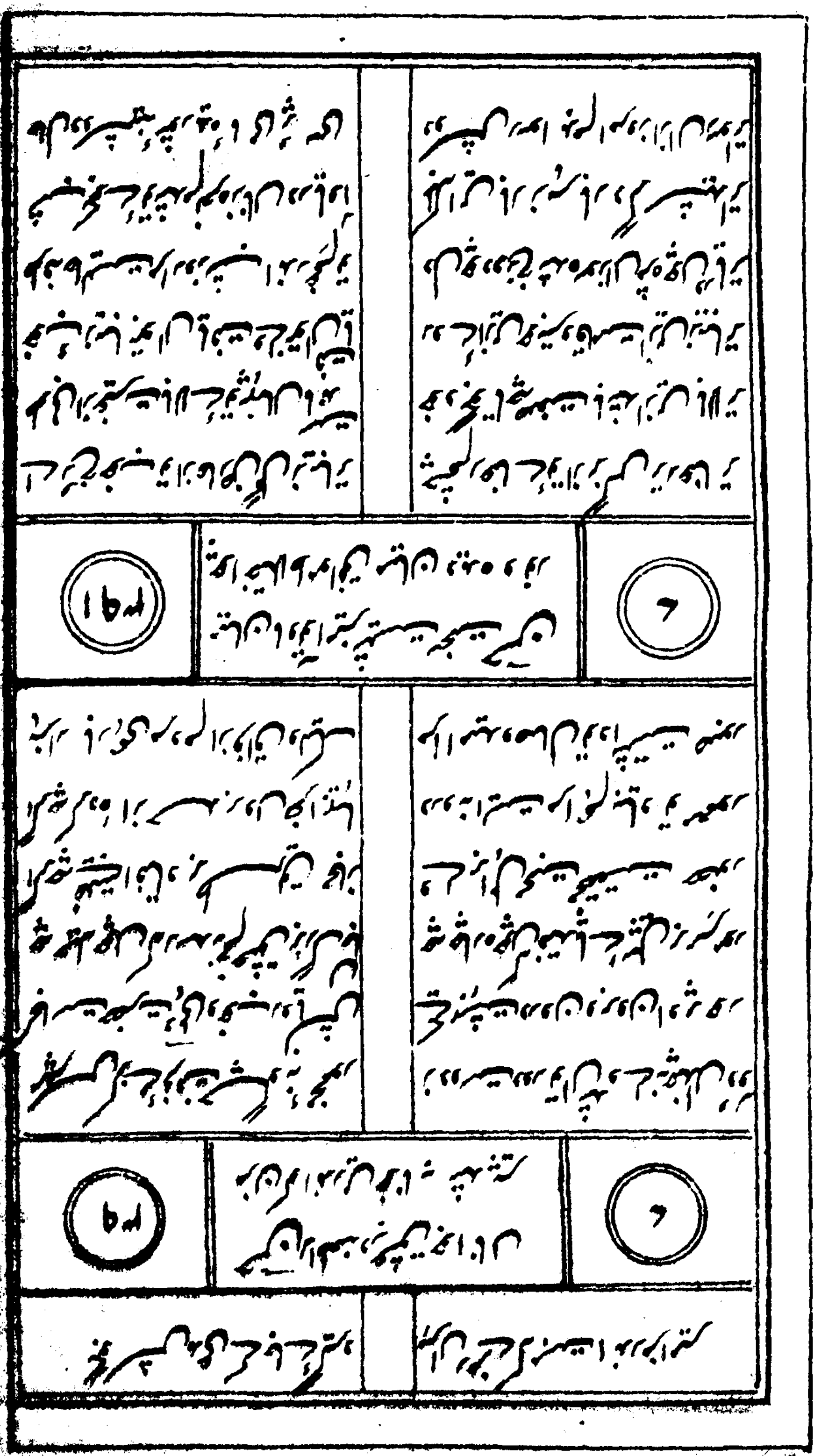
٣٨٤ — پیر شد بندهٔ حسن گرچه ز عالم برود
نرود عشق چو تو سرو رواں از دل پیر — ٧

گفتم مرا مستے بده نامد ز جاناں ایں قدر | خیزم بوسم پاے او هم نیست یاراں ایں قدر
گوید جا ز انجمنه بر جاناں اگر پیش آیدت | هیهات تحفه چوں برم در پیش جاناں ایں قدر
گر یا بدیں دیده نهد عالم بدست غم دهد | صد ملک را منت بود بر دیدهٔ جاں ایں قدر
روحی که یابد روح من از بسکه نسیم کوئے او | والله که نتواں یافتن از هشت بستاں ایں قدر
تا چرخ بر شد آهِ من کے بود صبر اینچنیں | اشکم گذشت از بحر هم کے بود طوفاں ایں قدر
در کافرستان غمم جاں میدهد هر دشمنے | ده گر مسلمانی کند آں نامسلماں ایں قدر

٣٨٥ — وقتے یکے از طالباں کرد ایں ردیف از من طلب
من نظم کردم چوں حسن بر حکم فرماں ایں قدر — ٧

تا دیده ام رخسار او از برگ گل سیراب تر | بے خواب هچوں نرگسم چشمے از او بے خواب تر
دارد دلے گردنده زانست اند و صدها | یکبارگی قلب شد چشمش از و قلاب تر
گرچه فلک در قصد من هر روز قصابی کند | آں غمزهٔ خونریز بیں صد بار از قصاب تر
ناگاه ماه چارده دیداں رخ تاباں او | زاں رشک می پرسی چه شد هر شبے بیتاب تر
رنگ تر آں نازنیں واں سرو قد رستنیں | چوں سبزهٔ سیراب بیں از سبزه هم سیراب تر




۱۵۴
۲
۵۴
۲

اے خال ہندو پیکرت از ترک غارتسا کتر
نامد ز ہندوستان گہے ترکے ز تو چالاکتر
در کشتن بیچارگان بے باک می بینم لبت
وان چشم اندک شرم تو بسیار زان بیباکتر
می گفت امشب بلبلم یارب کہ داند در جہان
من از تو اندہ گیں ترم یا تو ز من غمناکتر
گفتی کہ از ہر چشمۂ آلودۂ دامان دل
واللہ کزیں تہمت منم از آب دریا پاکتر

۳۹۵

باشد کہ روزے یا شبے طوفے کنی سوئے حسن
تا در رہت خاکے شود از خاک غبرا خاکتر

۵

خال تو و حال من ہر دو سیہ ہیچو قیر
قد من و ابرویت ہیچو کمان کژ بود
فرق تو و جسم من ہر دو چو ماہ نوست
قہر تو و صبر من تلخ چو زہر آمدست

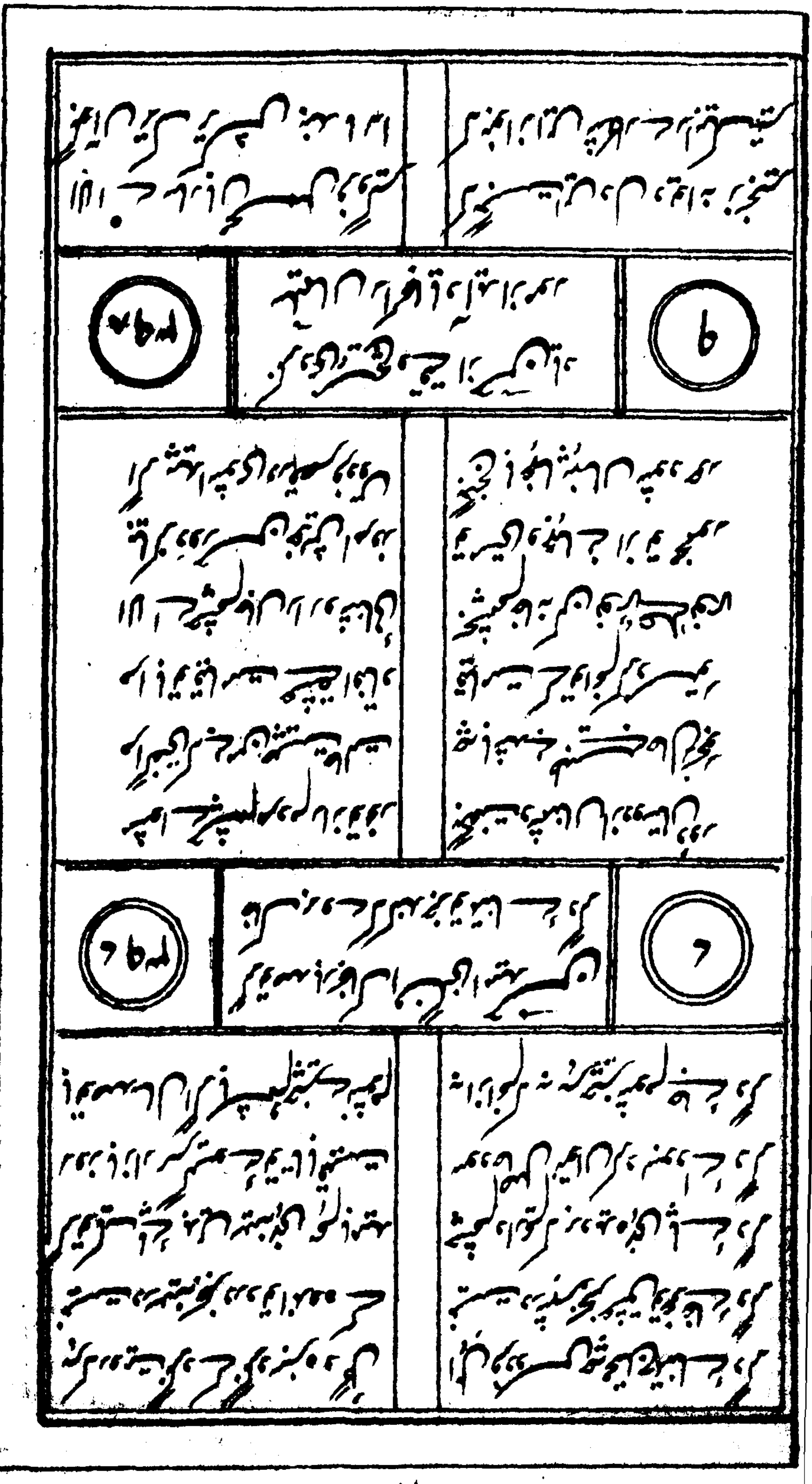
ذہن من و روئے تو ہر دو چو ماہ منیر
قد تو و قول من راست بود ہیچو تیر
موئے تو و روز من ہر دو چو شب گشت تیر
وصل تو و کام من ہیچ چو امید پیر

۳۹۶

لطف تو عشق من ہیچو فرح جان فزا
حسن تو شعر حسن ہر دو روان دلپذیر

۷

مشو از جائے کہ از تو شدم جائے دگر
بندہ روئے توام تا نکنی رائے دگر



جاناں بیرود جاں ہم بروگو — بگو برما چنیں رفتست تقدیر

بادہ بخشید خواہم زندگانی — اگر در مرگ خواہد بود تقصیر

لب او بوسہ دادم دوش درخواب — تواں دانست و نتواں کرد تعبیر

شکست آں میر خوباں عرصۂ دل — فراہم از کہ خواہد گشت از میر

مرا از شان آں آیت بگویند — برائے خود نیارم کرد تفسیر

بجز خوں خوردنم دیگر غذا نیست — تو گوئی دایہ خونم داد با شیر

(۳۹۹)

حسن دنبال آں سرو رواں رو
ولیکن در جوانی کے رسد پیر

(۵)

ردیف (ز)

جانم ہر آں بلا کہ ز عشق آیدش فراز — از جاں قبول کرد و نکرد از تو احتراز

گفتی کہ سجدہ میکنی آں روئے را عجب — ہر سو کہ قبلہ یافتم آں سو کنم نماز

دل از درت گریختہ ہر سو کہ میرود — زنجیریان زلف تواش آورند باز

دیرست تا بغارت دلہاست زلف تو — کس دزد را نداد چنیں رشتۂ دراز

(۴۰۰)

بارے بگویم ایں غم دل پیش نرگست
با آنکہ نزد مست نشاید کشاد راز

(۶)

انبے دیرے رسیدی دیری آئی ہنوز — سر فدائے پائے تو چندیں چمی پائی ہنوز

مدتے در انتظار مقدمت بود ست جان ｜ جان مسکیں برلب آمد تو نمی آئی ہنوز
یوسف من گرچہ چشمم گشت بے رویت سفید ｜ دارم از بوئے خوشت امید بینائی ہنوز
چندبے زنجیر زلف خود پریشاں داریم ｜ یا من دیوانہ را باقیست رسوائی ہنوز
نے ترا از جملہ عالم در دل من جاے بود ｜ عالمے گشتی و در معنی ہمانجائی ہنوز
نغمہ ہجر تو حلق عشرتم را تلخ کرد ｜ عیش این بیچارہ شیریں کن کہ حلوائی ہنوز

(۳۰۱)

دل شدہ از دست و جاں پادر رکابست اے عجب
درچنیں حالت حسن را صبر فرمائی ہنوز

(۷)

مئے دوشینہ در سرست ہنوز ｜ مست خواہم شدن ہم اول روز
من چہ گویم جہان معنی را ｜ ساقیم صورت جہاں افروز
اے کہ مغرور سیروی زنہار ｜ یار ہم مہربانست ہم کیں توز
نیست ایں راہ راہ رعنایاں ｜ برواے خواجہ بندگی آموز
جستجویش بگفتگو نشود ｜ خار از پاکش دہن بردوز
برسرآتشم نہد چو سپند ｜ نیز فرماں ہمی رسد کہ مسوز

(۳۰۲)

اے حسن ہنر خود بروں دادی
مئے دوشینہ در سرست ہنوز

(۵)

کجاست ہیچ تو اندر دو چشم فتاں ناز ｜ ہزار حسن در و صد ہزار چنداں ناز
اگر ز ناز جفائے کند چہ شاید کرد ｜ کشید نیست ز دیدہ جفا و از جاں ناز

[illegible]

لہ، لہ	[illegible]	۲

[illegible]

لہ، لہ	[illegible]	۲

[illegible]

باغ را خانهٔ گیر گر بتوان   کاب راه‌رو در هواست هنوز

(۳۰۵)   حسن از صورت خزان بگذر   دور معنی بهار راست هنوز   (۷)

امروز آسمان چو در دل کشاد باز   خورشید وش کشاد دلم بامداد باز

آینده رسید رونده تر از صبا   کوری دشمنان خبر دوست داد باز

الحق صبا روی که دمش از مبارکی   هر دل که تنگ بود چو غنچه کشاد باز

یارم که بست با من روزی حساب عهد   عهدی گذشت و میکندان بیاد باز

برخاسته است باز خلافش ز مردمان   این اتفاق هر دمیش چون فتاد باز

الحمد لله از غرضی بود در ضمیر   بکشاد قفل آن بکلید مراد باز

(۳۰۶)   در باغ خرمی شده بلبل صفت حسن   سودا بسان داغ بگوشه نهاد باز   (۷)

دل ز جا رفت که دلدار نمی آید باز   غم فزون گشت که غمخوار نمی آید باز

دل ز هجرانش همی باز کند بند از بند   بر که بندیم که دلدار نمی آید باز

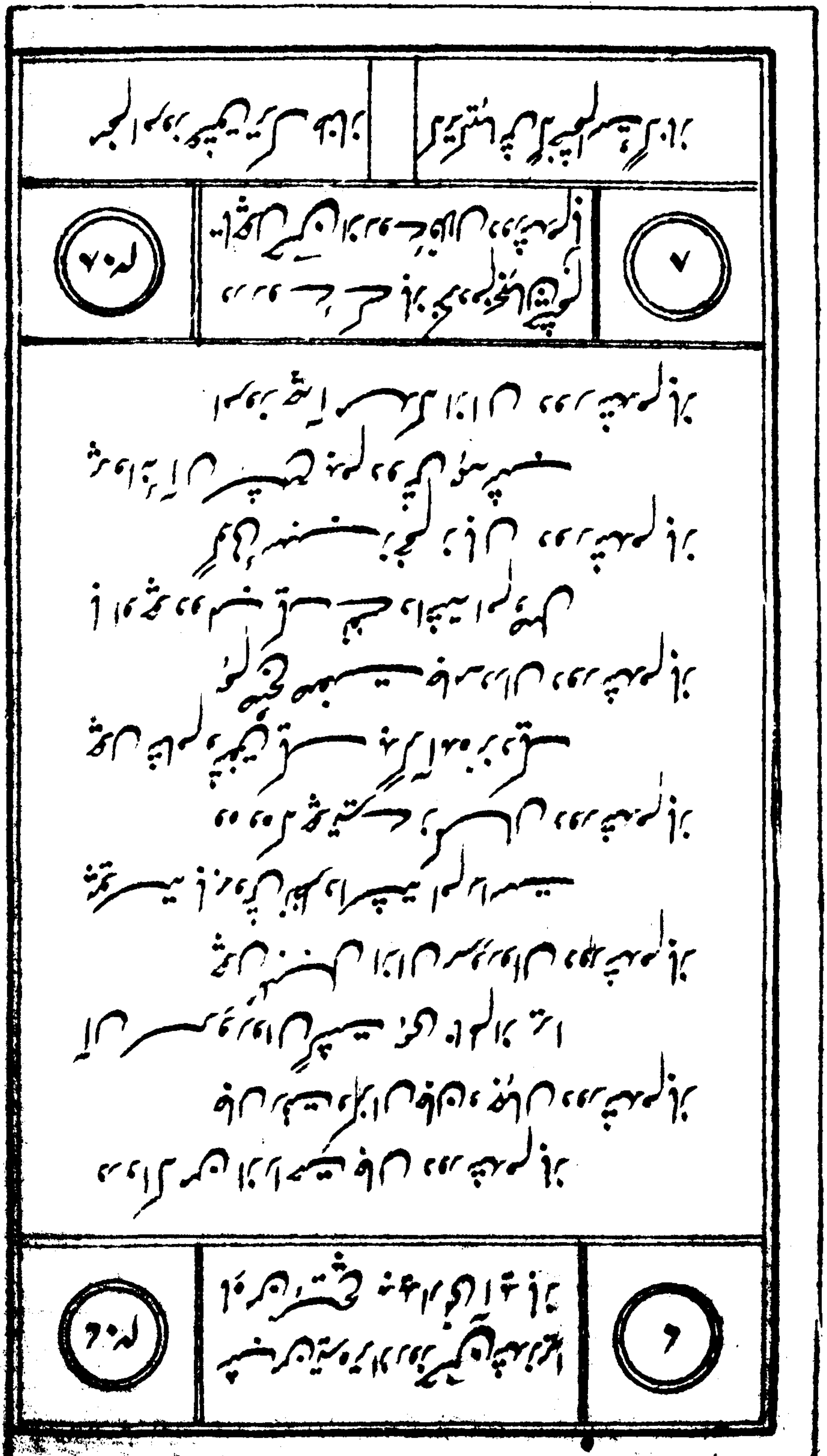
یعلم الله که مرا یار چو جان بود عزیز   وه که جان میرود و یار نمی آید باز

چون برفتی به منق باز گزار افتادی   چه فتادست که این بار نمی آید باز

یار هر چند سفر کرد چو گل باز آمد   چیست امسال که چون پار نمی آید باز

پری از من بشد اکنون من و دیوانگی   صبر بیهودهٔ من کار نمی آید باز

۱ یک روز عهد بست فراموش کرده بود۔



هزار از ما بپنداز دبیک تیر | هزارش همچنین بادش یک انداز
من از هر رگ نوای زخمهٔ او | شنیدم محتسب گو می شکن ساز
بیاکس کو چو شمع از عشق ان لب | همی سوزد میسر نیستش کاز
کمن اے دل بزلف او تعلق | نشاید بود صرعی را رسن باز
چه خواهی اے حکیم از من درین کار | تو کارِ خود بکام خود بپرداز
به پندارے که داری زہد مغرورش | ترا گر ما به خوش میدارد آواز

۴۰۹

حسن را گفتی از فردا میندیش
تو از انجام ترسی او از آغاز

۶

اے پیوستہ بود ابروے تو با ماکژ
وعدۂ چشم تو چوں زلف تو سرتاپا کژ
الف قد تو از قد الف راستر ست
ابرویت راست چو دو زلف تو دو طغرا کژ
اے قدِ خوب تو چوں دین مسلماناں راست
طرهٔ کافر تو ہمچو خطِ ترسا کژ
دل چو برگشت ز من من ہم ازو برگشتم
تیغ کژ را نتواں ساخت نیام الا کژ
بنشیں یار منی حکم گرانمایہ مکن
کعبتین کہ نشست است بتختِ ما کژ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٦	[illegible]	١١٨

[illegible]

[illegible]

٦	[illegible]	١٠

جام دیگر کش که هشیاری هنوز
اے چو باده در کشیدی خونِ من
هم ازاں مے در قدح داری هنوز
شهرے از انعام عامت تازه شد
از غریباں یاد می ناری هنوز

۴۱۲	از وفا دردِ سرت گشته حسن تو نگشته از جفا کاری هنوز	۷

باز پیکانِ غمزه کردی تیز	ترک باشد نه اینچنیں خونریز
یا برآویز جمله عالم را	یا یکے پرده فرو آویز
عشق تو برکشید دستِ ستم	هر کرا پائے هست گو بگریز
تا چو لیلےٰ شدی تو ماهِ عرب	منِ مجنوں خوشم براهِ حجیز
اے دل ار چشم می زنی زبلا	دیده بر دوز زیں بلا انگیز
ترک شیریں سوار کو که کشم	سر چو فرهاد در سُمِ شبدیز

۴۱۳	حسن آمیختست با دردش زاں سخنهاے اوست درد آمیز	۷

چو گل را میسر شد اسباب ناز	بیا ساقی اسباب شادی بساز
جگر خوردنِ جانم از حد گذشت	بیاراں جگر پرورِ دلنواز

بخلوت نشیناں خبر دہ کہ ہست — درمیکدہ چوں در توبہ باز
بے مہر بنہ بسم را ازانک — حریفاں طولند قصہ دراز
امام محلہ گلہ می کند — بت اندر دلم چوں گذارم نماز
نگویم غم سینہ با دل بے — نگویند با مست دیوانہ راز

(۴۱۴) نیازے کہ در عشق دارد حسن — کہ داند بجز حضرت بے نیاز (۷)

ردیف (س)

اے چہرۂ گلرنگ تو گلزار ہمہ کس — مقصود دلم از گل و گلزار توئی بس
خط گرد عذار تو شبے گیر معنبر — خوے کز رخ خوب تو چکد ماء شمس
کنج طلبم با تو پری رو چہ کنم من — آں طاق سلیمانی و ایوان مقرنس
درویش ترا جوید نے جنت فردوس — بیمار شفا خواہد و نے بستر اطلس
ساقی حسن ازاں جام بروں آر و بمن دہ — تا کور کنم دیدۂ اندوہ بداں خس
در خانۂ پنجاہ مرا عمر جہاں رفت — چوں تیر کہ از شست جہد رو نکند پس

(۴۱۵) از پائے در آمد حسن دست کہ گیرد — جز فضل خداوند تعالی و تقدس (۹)

اے ہمہ شب یاد تو ام ہم نفس — نامدہ با یاد تو ام یاد کس

خواستت کرد دریں سینه جائے	رفتی و از سینه نرفت این هوس
جاں در تو یافت کم تن گرفت	مرغ هوایت چه کند این قفس
گم شده من مانده ام از کارواں	قافله سالار بجنباں جرس
تا بجفا دست برآورده	پائے نمی آرے ازیں باز پس
یک نفسے مانده ز ما طرفه آنک	با تو ازیں در نتواں زد نفس
از تو بغیرے چه شکایت کنم	اے تو ز فریاد به فریاد رس
پیش تو هر فصل که خوانم خطاست	اصل همه نظم نظامست بس

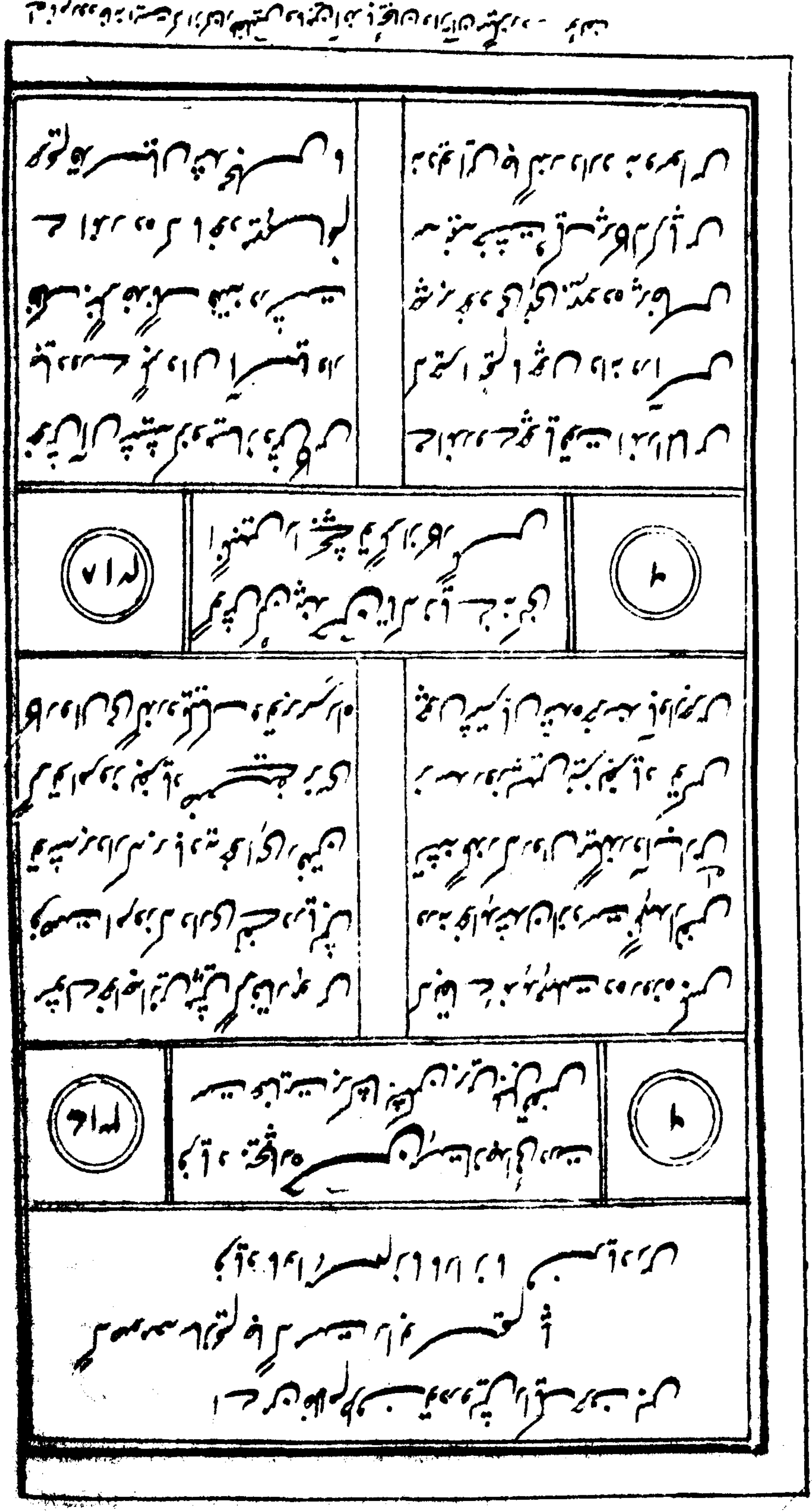
۴۱۶

گفتیم از من بگذر اے حسن
چوں گذرد از شکرستاں مگس

۷

خواهم که بوسم پائے تو چندانکه یابم دست رس
اے صبح دولت یکدمے با دوستاں شو هم نفس
باز آ و بنشیں یکزماں تا بنگرد نظارگی[1]
جمشید هم خوان گدا سیمرغ مهمان مگس
از ما جو برگیری قدم گردد وجود ما عدم
ما ذره و تو آفتاب اے تو همه ما هیچ کس
اے خسرو خوباں بر اں عیشے بشیرینی که من
رفتم چو فرهاد از جهاں دست تهی سر پر هوس
از طرف گوی گه گهے عین بلا شد چشم من

[1] بنشیں بر ما یکزماں تا بنگرم نظارگی



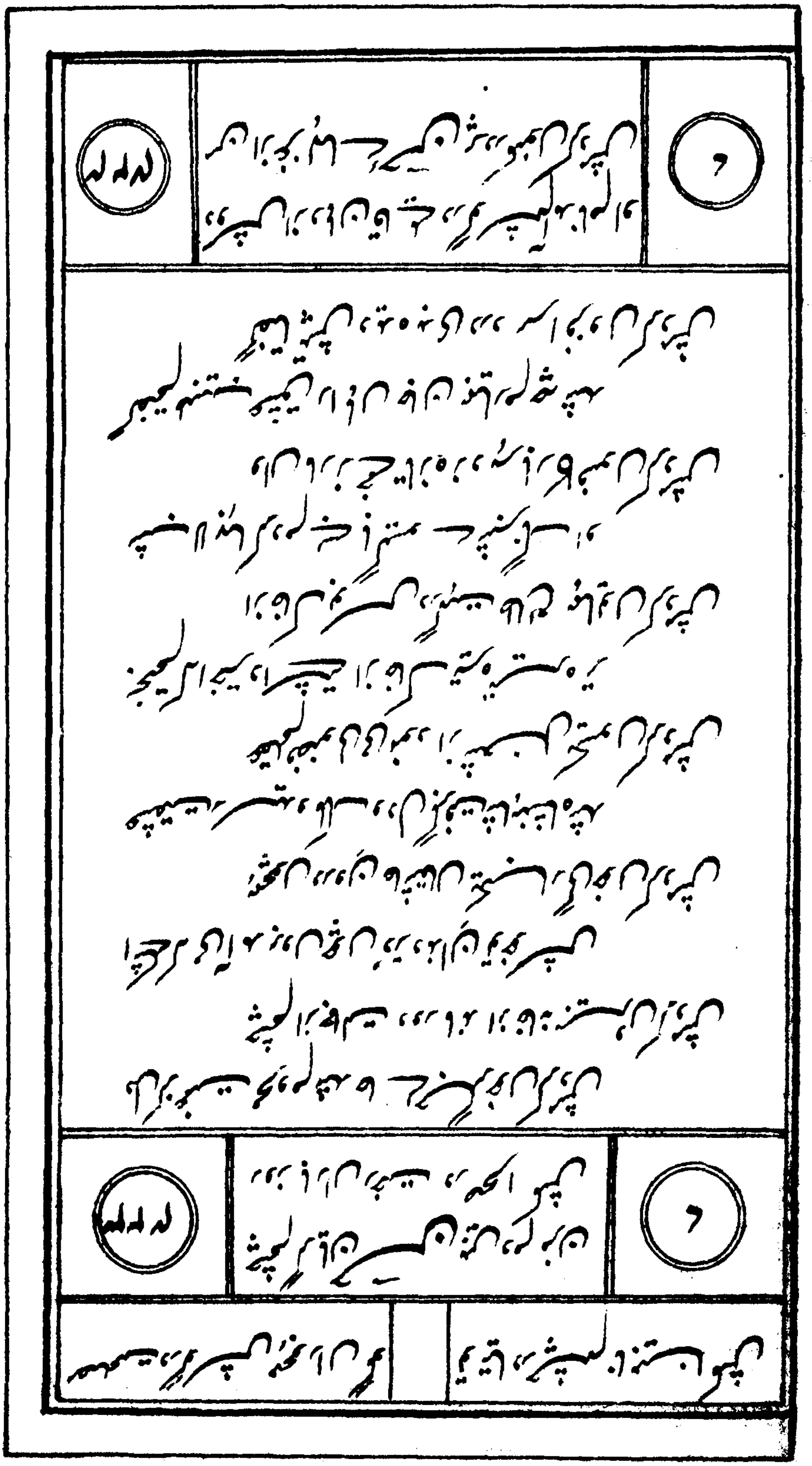

۷
۶

۸۸۸

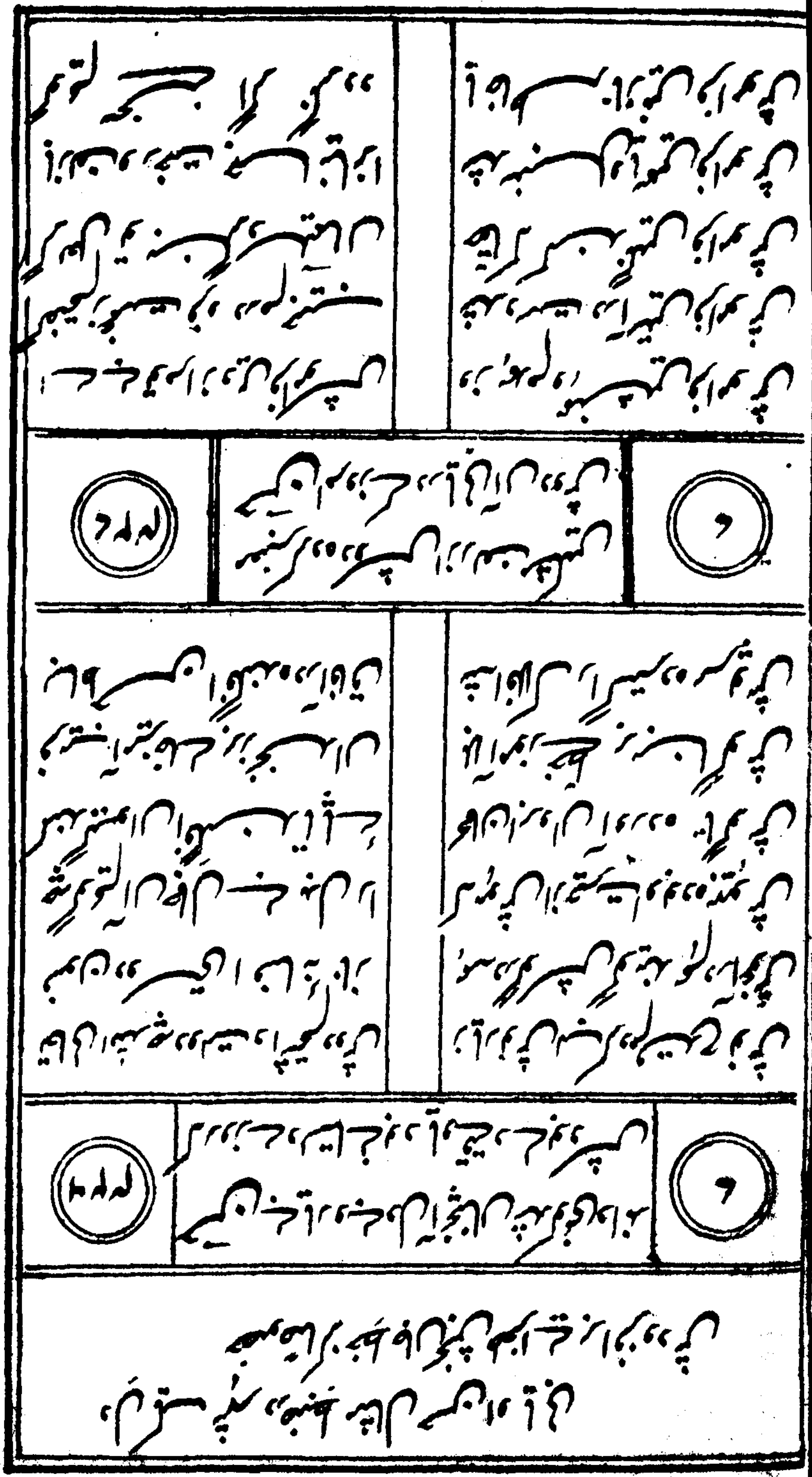
۲

۱۸۸

۲



۶



یاد آر کہ ہرگزم نکردی … یکبارگی اینچنیں فراموش

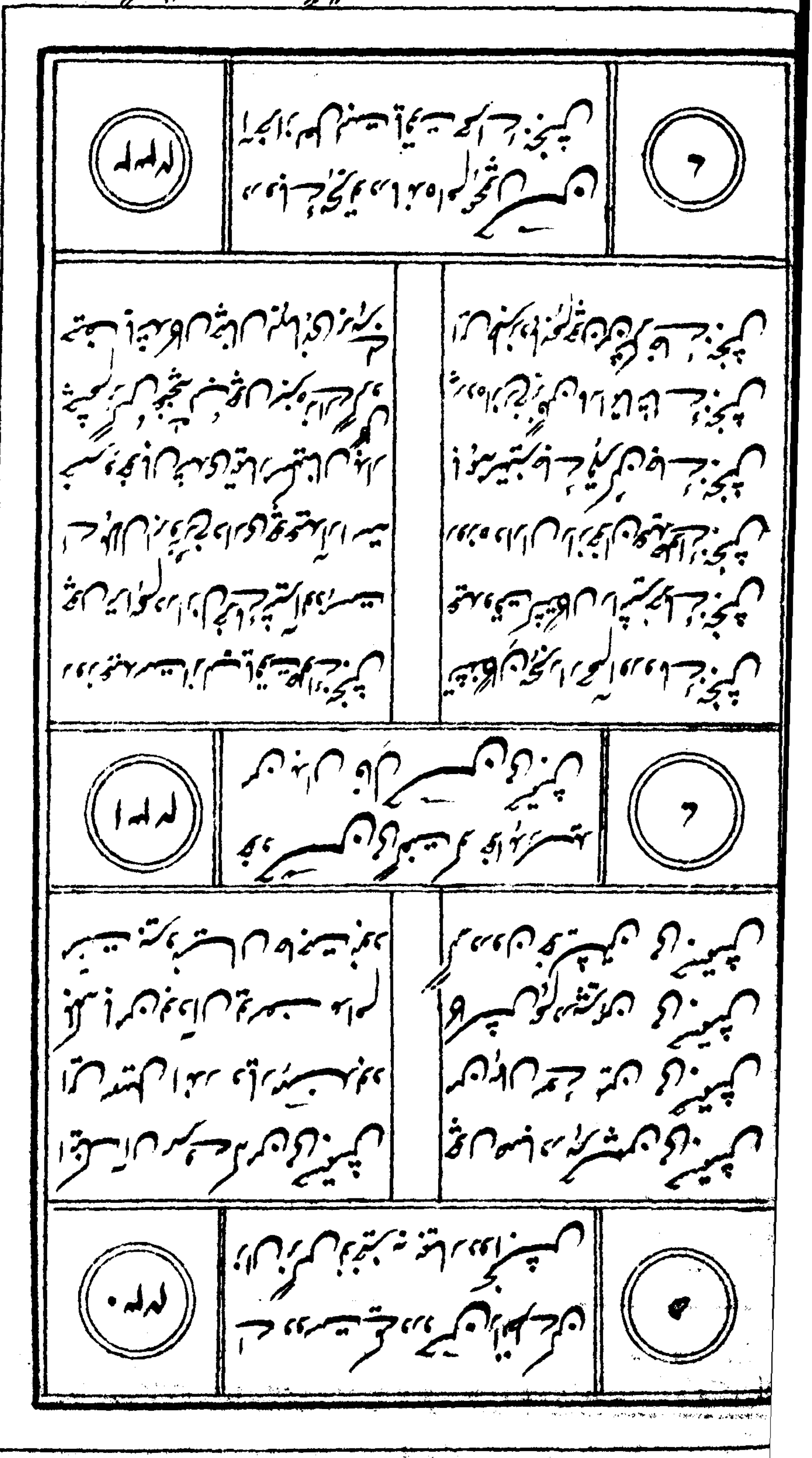
(۴۲۸) در حسرت حسن تو حسن را … دل گم شدہ عقل و دیں فراموش (۷)

دل از غم زار شد گو ہچناں باش … زمن بیزار شد گو ہچناں باش
در آمد عشق و دست حکم بکشاد … خرد بیکار شد گو ہچناں باش
ولے کاندک دلیل محتش بود … زسر بیمار شد گو ہچناں باش
مقامے کز ریاحیں فرش گل بود … بساطِ خار شد گو ہچناں باش
بنائے زہد و بنیاد ورع را … خلل بسیار شد گو ہچناں باش
ہماں خانہ کہ دیرِ طاعتم بود … درِ خمار شد گو ہچناں باش

(۴۲۹) بعشقم طعن می کردند خلقے … حسن ہم یار شد گو ہچناں باش (۷)

جانا ز سرِ زلف نسیمے بصبا بخش … جانے تو ازاں عالم ارواح بما بخش
بکشائے رخ فرخ و درج دہن تنگ … مہرے بغریباں کن و تہرے بگدا بخش
تشریف وفا از تو طمع می تواں داشت … بر عادت دیرینہ ہماں نقد جفا بخش
می گفت مرا عشق کہ جاں راکمرے بند … وانگاہ براں کج کلہ وجست قبا بخش
ناگاہ شبے خفتم و دیدم سر خود را … اے بخت براں خواب کہ داری تو مرا بخش
ایں عشق یکے واقعہ بود خدائی … اے عقل تو دم درکش و ما را بخدا بخش

۱؎ روے ۲؎ جاں را بہ کمر بند



زلفت کہ باد بر رخ رخشاں رساندش | ابرے بود کہ برمہ تاباں رساندش
دل پیش دلرو از سر زلفت شبے دراز | آں طاقت از کجا کہ بپایاں رساندش
عاشق امید بر خط سبز تو داشتست | تا آں خضر بچشمۂ حیواں رساندش
دیوانۂ کہ بر پر مورلیش دست نیست | یکبوسہ ات بمہر سلیماں رساندش
بستم بآہ خود دل خاکی خویش را | ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش
بر دست دل دہم پس ازیں قصۂ حسن | باشد ببارگاہ الغخاں رساندش

۴۳۳

اعظم معز دولت و دیں آنکہ روزگار
ہر آرزو کہ او طلبد آں رساندش

۵

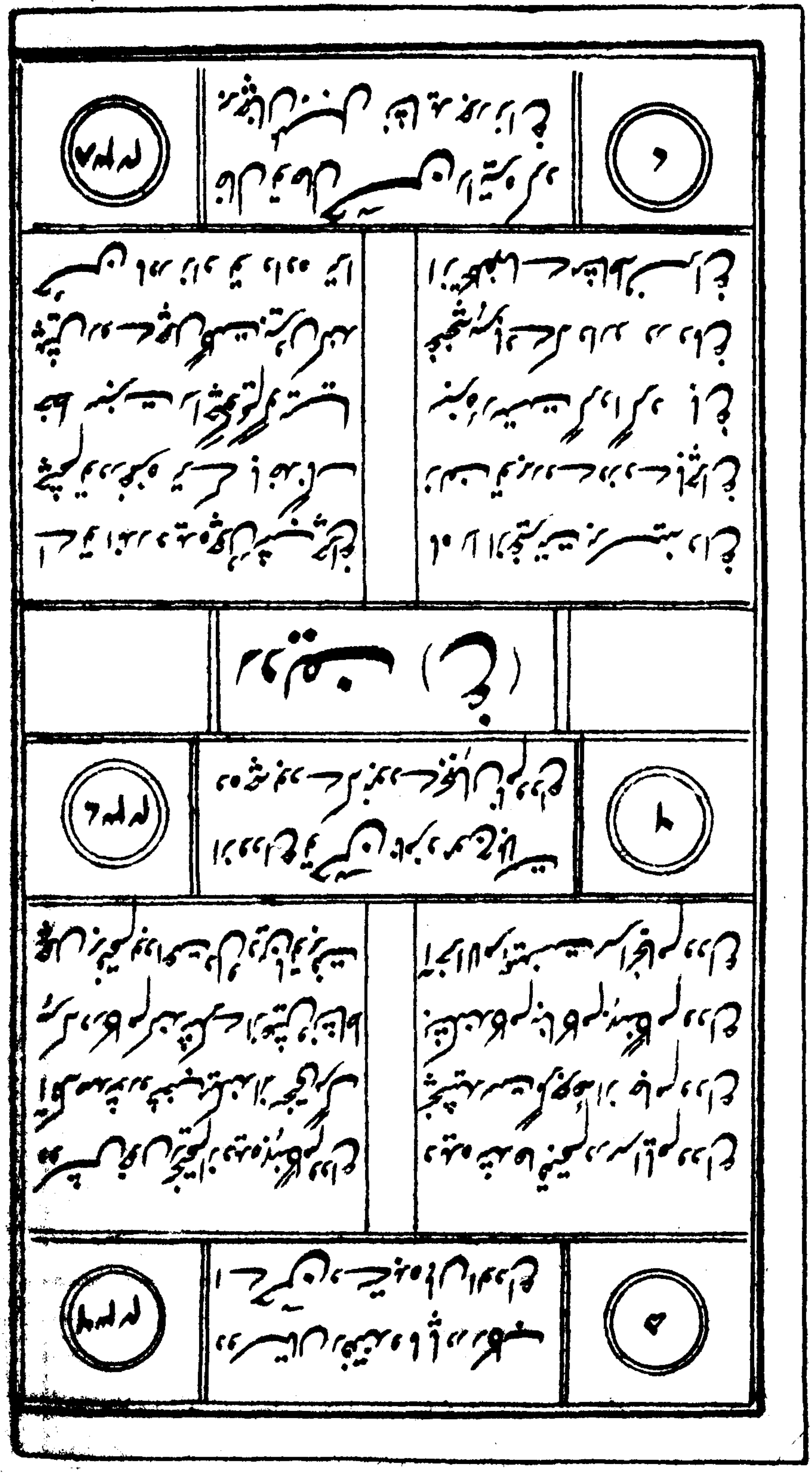
چہ اندازی سوئے دشمن بساں تیرم از ترکش
کماں وار از پے قرباں بسوئے خویشم اندر کش
مرا گویند ترکش کن کہ آں دلدار بدکیش است
چگونہ ترک جاں گیرم نمیگیرد دلم ترکش
بلائے عشقت اے دلبر بلائے محنتم افگند
چو من در لائے ہجرانم زلائے محنتم برکش
خطت را گر خطا گفتم کہ مشک نافہ چینست
غلط گفتم خطا کردم خطے گرد خطا در کش

۴۳۴

حسن گر عشق میورزی چرا سر میکشی بارے
لوائے عشق جاناں را ز بام عرش برتر کش

۷





۶

[illegible]

[illegible]

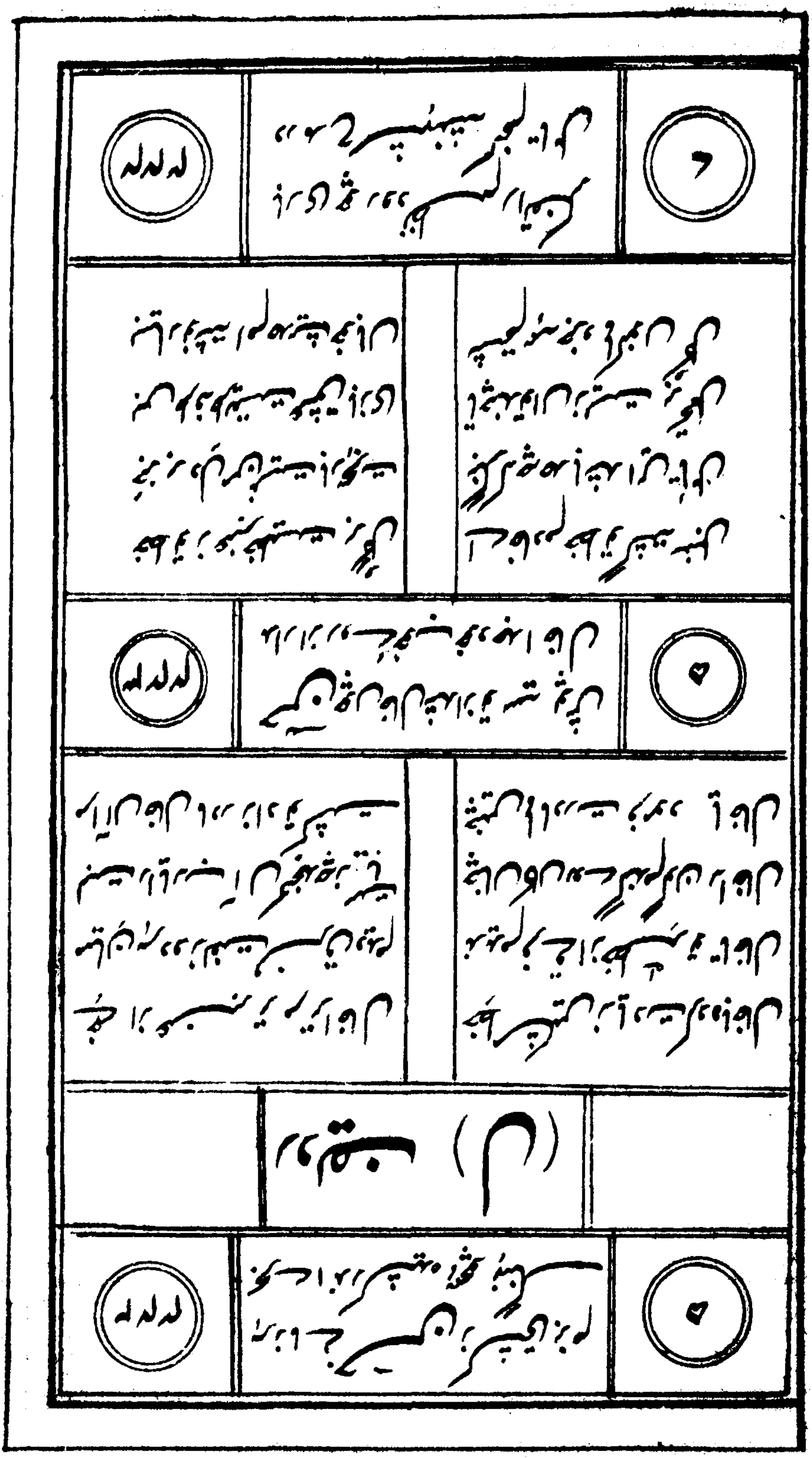
۵

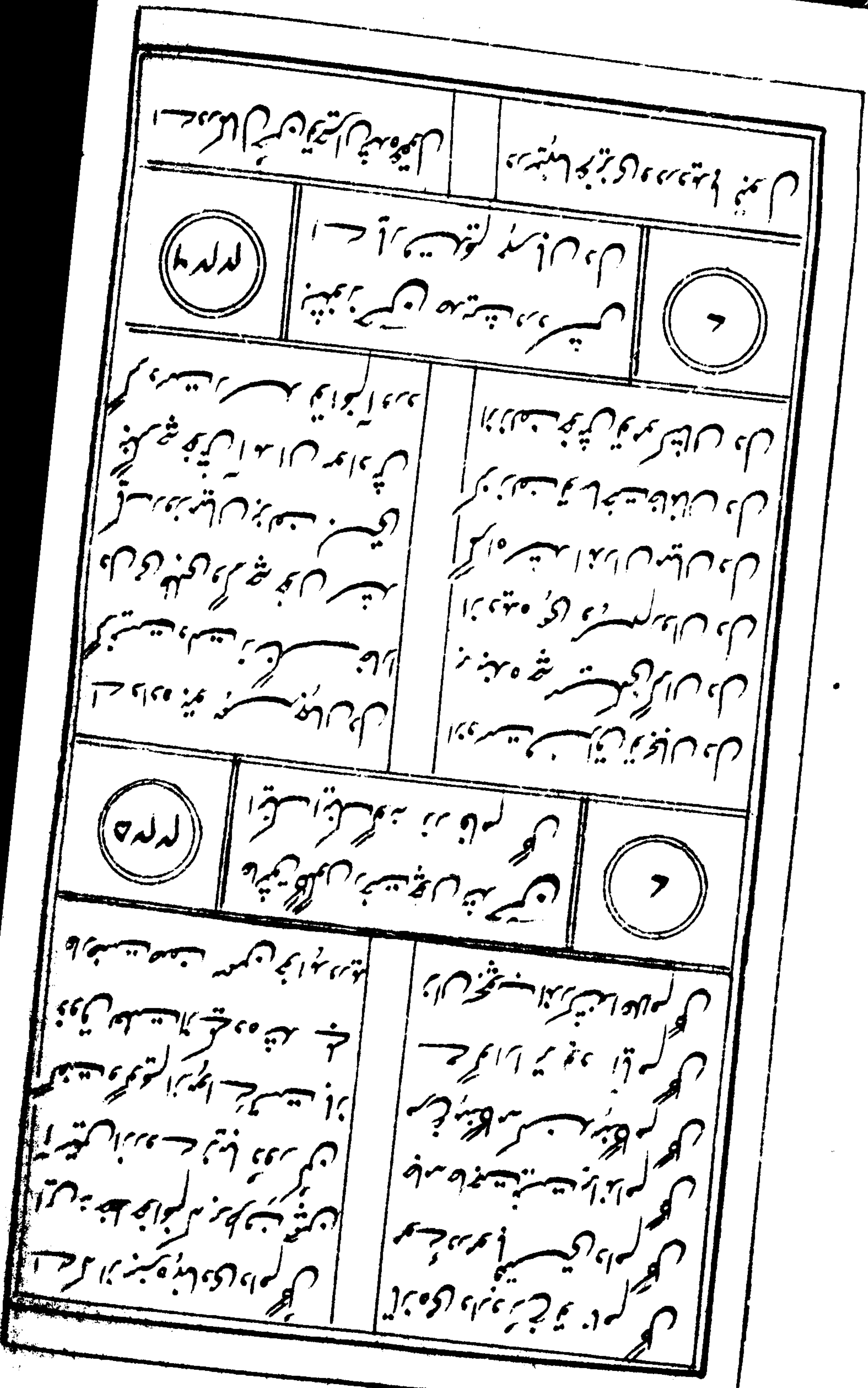
[illegible]

[illegible]



۱۴۴
ط







گرجوابے ننویسم کرمت بسیارست	فضل کن هرچه ترا در نظر آید ز فضول
من خود از شوق تو پیچیده سرم چون نامه	تن نالان چو قلم از کشش عشق ملول
روئے خود ساخته ام صفحه بجائے کاغذ	عذر قرطاس بود نزد کریمان مقبول
قلم از نوک مژه کرده سیاهی از چشم	همه شب شرح غمت را بکتابت مشغول

(۳۵۳) گفتیم حال حسن چیست ز اقبال غمت
کار بر حسب مرادست غرضها محصول (۹)

بارها گفتم بخواهم گفت وصف آن جمال
نے خیال است این نیاید حسن او اندر خیال
ماه خوبانست و در هر خانه کو منزل کند
هیچ اندیشه نباشد با چنان سر از وبال
مهر اگر یک روز مهر خود بنام او زند
کس نه بیند بیش ملک نیمروزش را زوال
عاشقان را ضربت معشوق در کار آورد
گوی را بر زخم چوگان ها ببینم حال
این چه پیدا دست کاندر مجلس ما میرود
دل معنی نزد دو طنبور یابد
لیلی اندر قافله بس تندی راند شتر
کاروانی در جهل حیران و مجنون در جهان

[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]	[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]	[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

۱۸۱

۶

۱۸۰

۶

لب تو باز زباں بند کردہ بود مرا
دو عید رفت جہاں چہ بود من رفتم

رخت اگرچہ گلے بود از چمن بہ بود
من ار چہ بلبل بعد ازیں چمن رفتم

چو لالہ و گل خنداں نہاد عشقم خار
کہ سوختہ دل و آلودہ پیرہن رفتم

مراد چوں سخن خود رواں ہمی کردی
رواست اینک من ہم براں سخن رفتم

(۴۶۲)

رواج شہر تو از بودن حسن بودست
حسن چو رفت من اندر پے حسن رفتم

(۵)

قرار و عہد تو ایں بود من ندانستم
نوید مہر تو کیں بود من ندانستم

ہمہ سخن چو دل خویش سخت می گوئی
دل تو سخت چنیں بود من ندانستم

چو دل بدادم و جاں لا الہ الا اللہ
جزائے ایں ہمہ ایں بود من ندانستم

گمان وصل ترا خواستم کشید و لے
فراق تو بکمیں بود من ندانستم

دل ایں قیام ترا در گماں ہمی دانست
گماں نبود یقیں بود من ندانستم

دم وفات ز دم ہمچو صبح صادق آہ
دمے کہ باز پسیں بود من ندانستم

(۴۶۳)

حسن کہ دل بتو بخشید و نقش ہم بردی
بلے دل تو بدیں بود من ندانستم

(۷)

اے گل بیا کہ از چو توئے دور ماندہ ایم
بے روے گل فشانت گلابے فشاندہ ایم

تا باز چوں بہشت شدست از تو گلستاں
ما از گل بہشتی خود دور ماندہ ایم

در موسمے کہ سنگ ز لالہ نشاں گرفت
داغے چو لالہ بر رخ خونیں نشاندہ ایم

رندان برسم خویش چمن خانه ساخته اند — ما در سفر که رسم نبود است مانده ایم
[illegible] دفتر پارینه باز کرد — ما هیچ حرف از ورق آن نخوانده ایم
سر بر زده چو سبزه ز میدان بیاد دوست — رخش دل از در همه بیرون جهانده ایم

(۳۶۴) (۷)

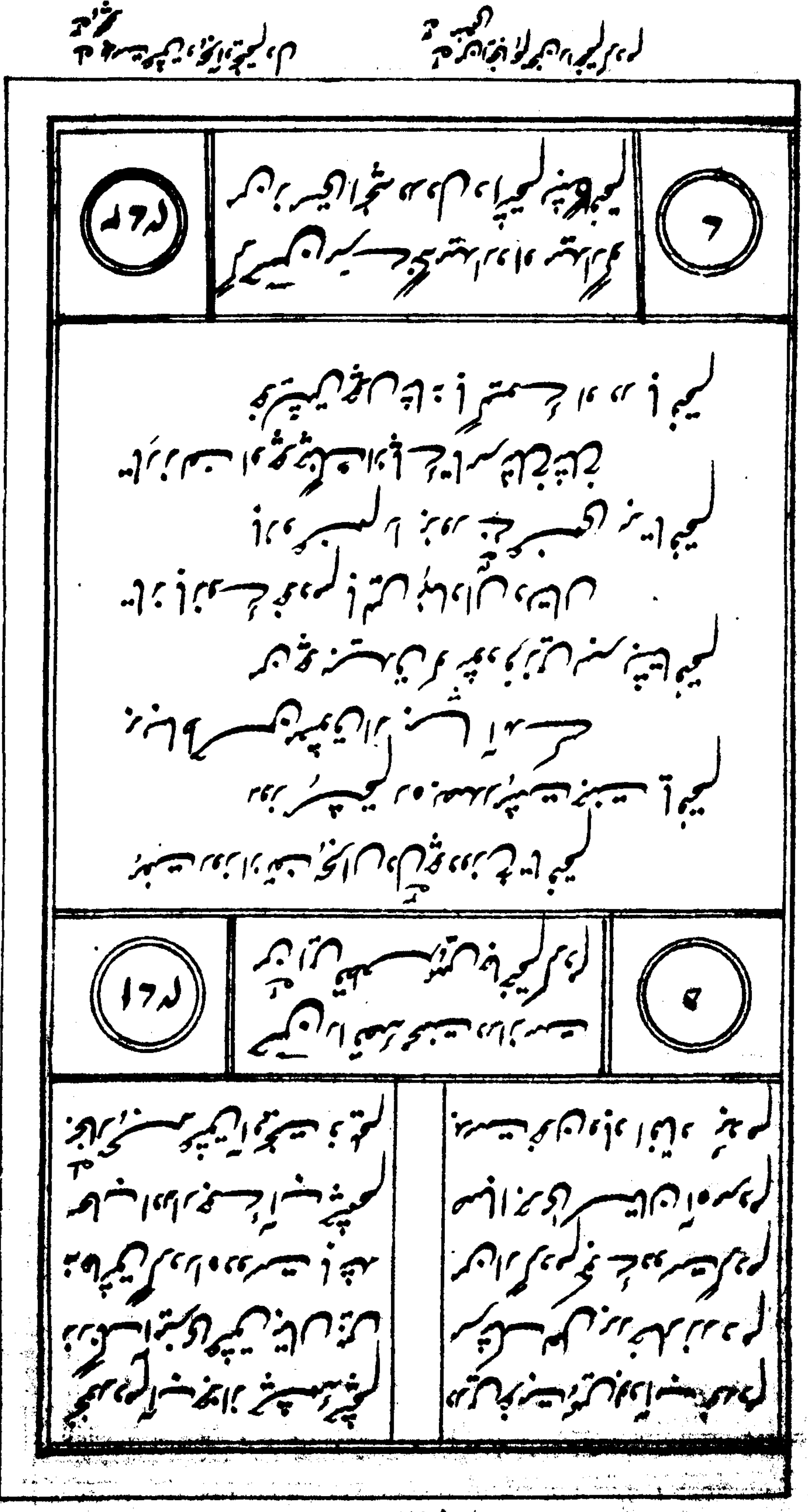
زد گرچه پرستشی نرسد ما حسن صفت
هردم بدست باد سلامے رسانده ایم

از من چه گنه آمدت یاد نمی آیم — در بند فراق تو آزاد نمی آیم
گر تو ز در یاری بیداد کنی میکن — من بر در تو بارے بے داد نمی آیم
اندر ره عشق تو خون جگرم داد است — انصاف که از خانه بے زاد نمی آیم
تا تو دهن از پرسش چون غنچه فروبستی — شب نیست که در کویت چون باد نمی آیم
تشریف سلام تو در دست نشد حاصل — دل کوفته کردستی تا یاد نمی آیم
با خسته تنے درهم می آمدے گه گه — آں لاشه هم از محنت افتاد نمی آیم

(۳۶۵) (۷)

گفتی چه حسن بر من چون شاد نمی آئی
من غمزدهٔ عشقم چون شاد نمی آیم

ما بجانان زنده می باشیم از جان فارغیم — خاک کویش یافتیم از آب حیوان فارغیم
جان فدائے دوست شد از دشمنان باکے نماند — از که اندیشیم چون ز اندیشهٔ جان فارغیم
دوست میدانیم پس کعبه چه باشد در چه — ما قلندر پیشه ایم از کفر و ایمان فارغیم
گر نوازش کلبه گله داری برو از ما امیر — کز عطائے پادشاه و منع دربان فارغیم



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

7

[illegible]



ط
و

[illegible] بنے حاجت خود کعبه می روند
سلطان علائے دولت و دیں کعبهٔ منست
دست مبارکش بسخا گنج گوهر ست

من هم هوس کنم که آیا کجا روم
ایں جا سرے همی نهم آنجا کجا روم
گنج گهر گذاشته دریا کجا روم

۴۷۶

گوید حسن که من در جاناں گرفته ام
آساں ز آستانهٔ والا کجا روم

۷

مے کجا تا شکر آب جگرش گردانم
رنگ مے همچو جگر راحت جانست ولے
عقل کز غیب خبرا دهدم میداند
جام شادی همه بر روئے الغخان امروز
هر کسے خدمتے آرد من مفلس چه کنم
بامیدے که اگر بر سر من پائے نهد

از یکے دست خورم وز دگرش گردانم
بخورم راحت جان و جگرش گردانم
که بیک جرعهٔ مے بیخبرش گردانم
بهترش نوش کنم بیشترش گردانم
دیدهٔ خویش فدائے نظرش گردانم
سر خود را بجبل خاک درش گردانم

۴۷۷

یک غلامیست حسن نام و درونے ناخوش
گر قبول از تو فتد گرد سرش گردانم

۷

ما مستی عشق تازه کردیم
اکنوں که تو خط خود نمودی
هرگه که تو در شکار باشی
اے مه که سر تو سبز بادا

زاں جرعه که از لب تو خوردیم
ما نامهٔ زهد در نوردیم
ما در قدم سگانت گردیم
دریاب که آفتاب زردیم

نے تو در طلب شکار گردی

تو طبل نشاط خود فرو کوب
مستی چه کنی بسے نماند است

ما نوبت خود تمام کردیم
کز دور غمت خراب گردیم

(۴۷۸)

تو شاد بمال که ما حسن وار
دور از در تو اسیر در دیم

(۷)

گر تو برانی به تیغ از تو سپر نفگنم
بد نکنم دل ز تو در بخلاف توام
غم نخورم ور مرا جائے بدوزخ کنند
گر نفسے از جور تو دم زده باشم چو نے
راست چو چنگم کز رگ راست نهادم بعشق
چوں تو زنی غمزه تقوی من ضائع است

در بخذنگم زنی دست تو بوسه دهم
موئے بر آید ز پوست پوست ز تن بر کنم
سلسلها را چه باک طوق تو در گردنم
باد بروزِ جزا چنگ تو در دامنم
ناله بروں آمده از رگ و رگ در تنم
تیر تو تیز است سخت بگذرد از جوشنم

(۴۷۹)

عشق بتے داشتم آں صنم اینک توئی
قصد حسن داشتی آں حسن اینک منم

(۵)

بکشائے در رحمت تا خاک درت گردم
پروانه منم امشب بر شمع رخ خوبت
از مار سر زلفت گر ایمنے باشد
تا جاں بودم در تن باشم سگ کوئے تو

ایں بندگیم خوش کن تابنده ترت گردم
پروانهٔ مطلق ده تا گرد سرت گردم
چوں مور کمر بسته گرد شکرت گردم
ور خاک شوم روزے هم خاک درت گردم

جاں بر تو فدا کردن باید ز حسن آموخت

[illegible]

٦	[illegible]	١٧٨

[illegible]

٦	[illegible]	١٧

[illegible]

٥	[illegible]	٧٠

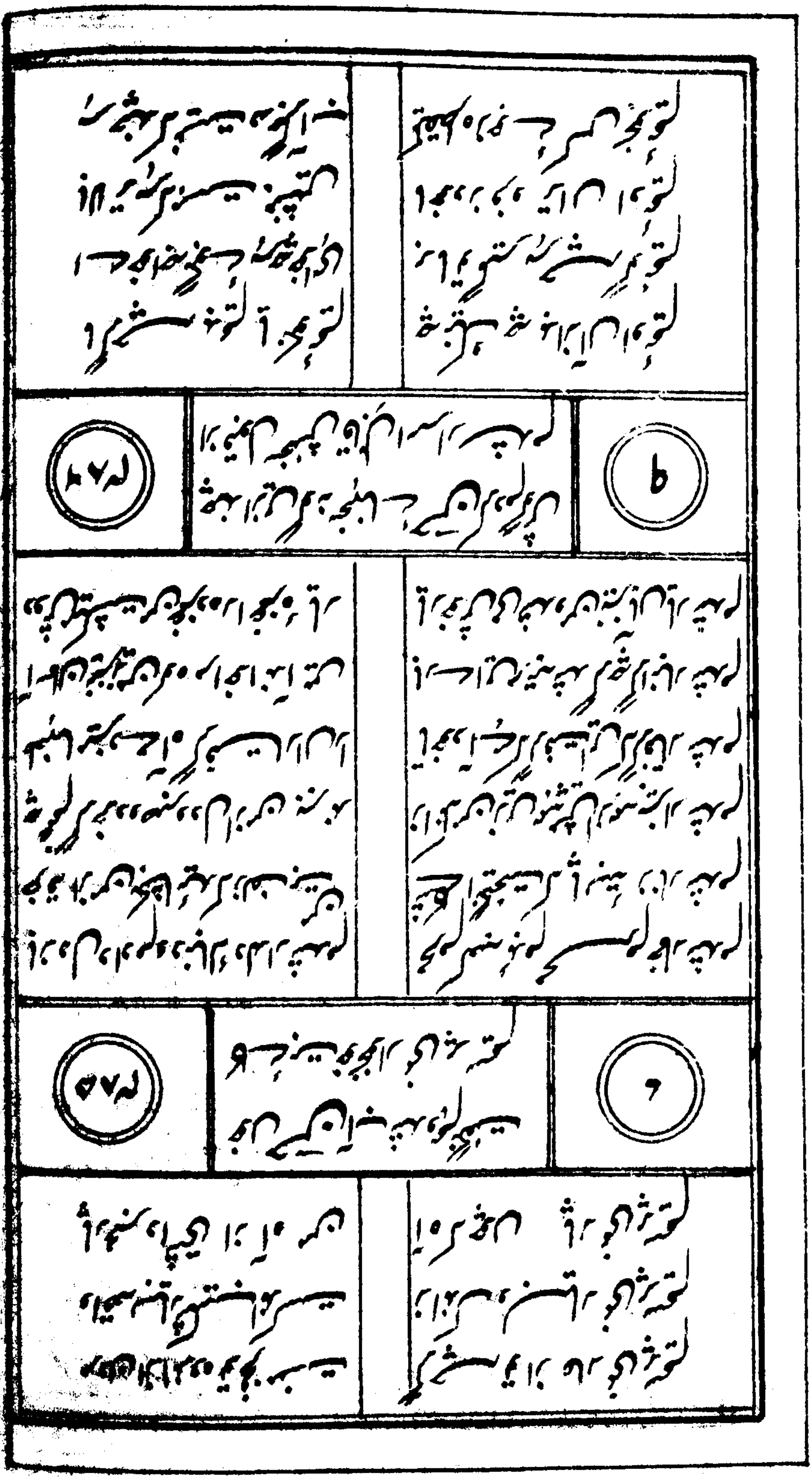
عشقت بافلانے میباختم بلا شد | تخمے کہ در خطر گہ میکاشتم درودم
بر ہر وفا کہ کردم بیدادہا کشیدم | بر ہر دعا کہ گفتم دشنامہا شنیدم
حال دلم چہ پرسی در اشتیاق زلفت | جاں سوختہ چو عودم سودائے بوئے عودم
سودات یحتمل اے جاں سرمایہ ہم زیاں شد | سودم ہمیں کہ عمرے سر بر در تو سودم
خط بر رخ تو گوئی کز سینہ پر آتش | شبہا کہ آہ کردم بر مہ رسید دودم

(۴۸۳) گفتی حسن زخوباں باز آیم اندک اندک
ہرگز تو باز نائی بسیارت آزمودم (۷)

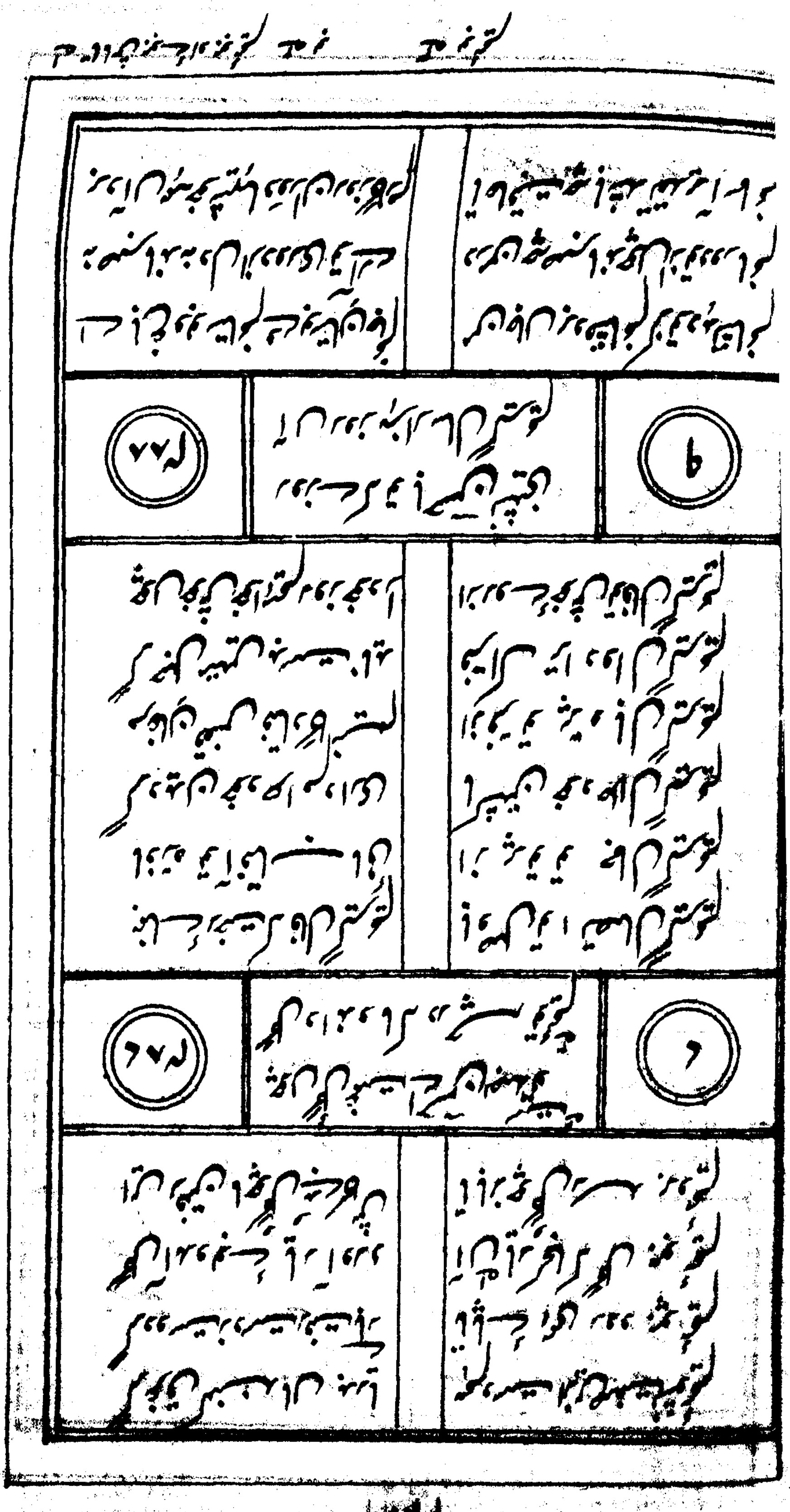
حدیث اشتیاقت چوں نویسم | زہر چہ افزوں تر ست افزوں نویسم
دلم آتش ہمی ریزد مژہ آب | نمیدانم کہ نامہ چوں نویسم
بوصف اشک خود از دیدۂ تر | سخنہا چوں دُرِ مکنوں نویسم
اگر دانم کہ خواہد خواند لیلے | چہ زاریہا کہ از مجنوں نویسم
درون خاطر خود جائے فرما | حدیثے کز صفت بیروں نویسم
سیاہیہا ہمہ از چشم من ریخت | مگر ایں ماجرا از خوں نویسم

(۴۸۴) غزلہائے حسن بر تو چنانست
کہ سوئے ساحراں افسوں نویسم (۶)

چیست کہ یکبار نمی پرسیم | زیں غم و تیمار نمی پرسیم
یار ہمانست کہ پرسد زیار | چوں کنم اے یار نمی پرسیم



ط
٢٧هـ
٧
٥٧هـ





شاهان همه رخت خاصه خواهند
ما اقمشهٔ کمینه داریم
ای ابر مکن هوای ژاله
ما خانهٔ آبگینه داریم
والله که بباج می نیرزد
این جنس که در سفینه داریم
با این همه نیستی که دیدی
از هستی غم دفینه داریم
ای خواجه بمعرفت چه نازی
این دُر نه از آن خزینه داریم
گر خلوت تو درون کعبه است
ما عرش درون سینه داریم

(۴۹۱) (۶)

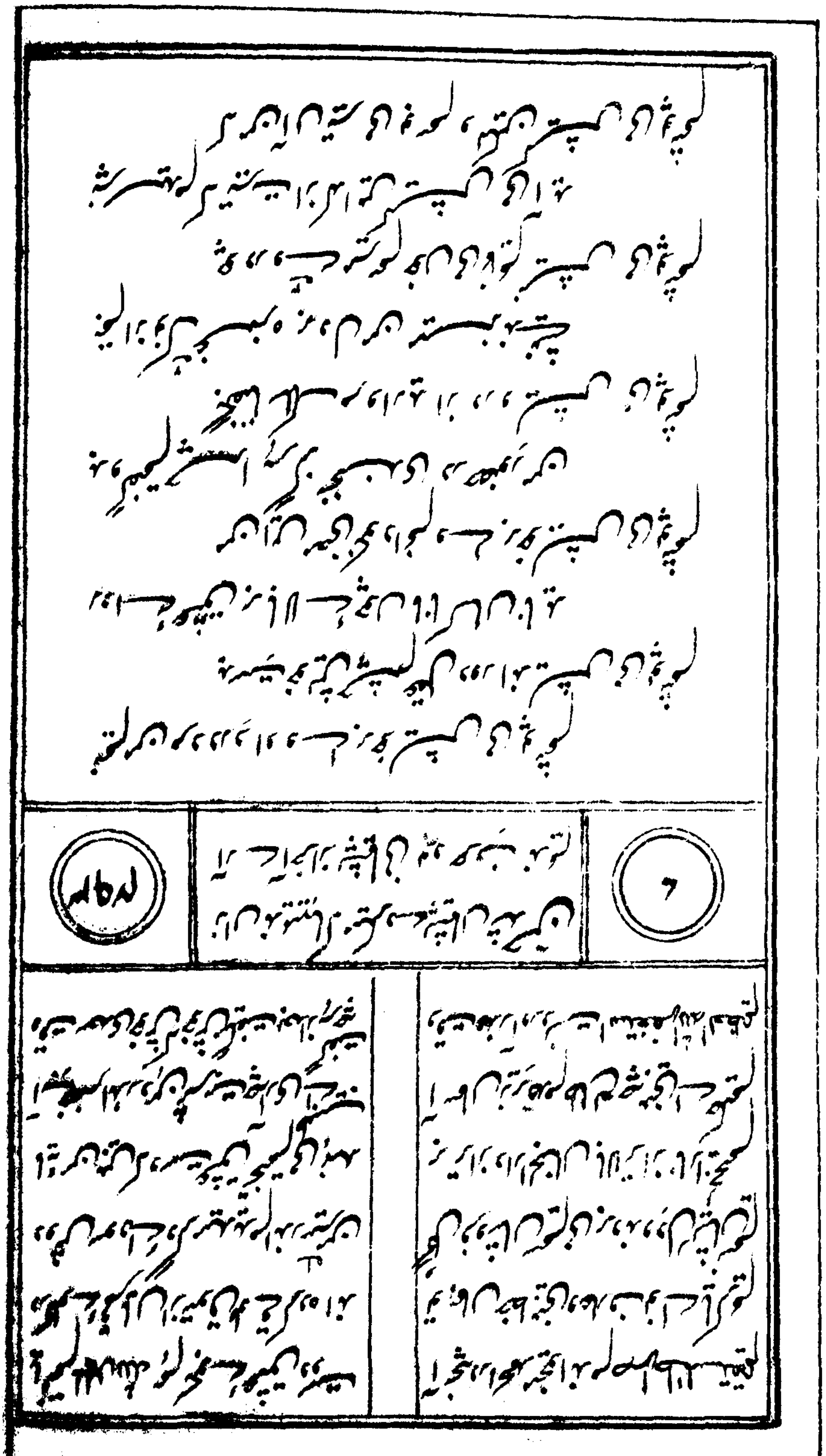
هان ای حسن از قرابهٔ خویش
می ده که خمار دی نداریم

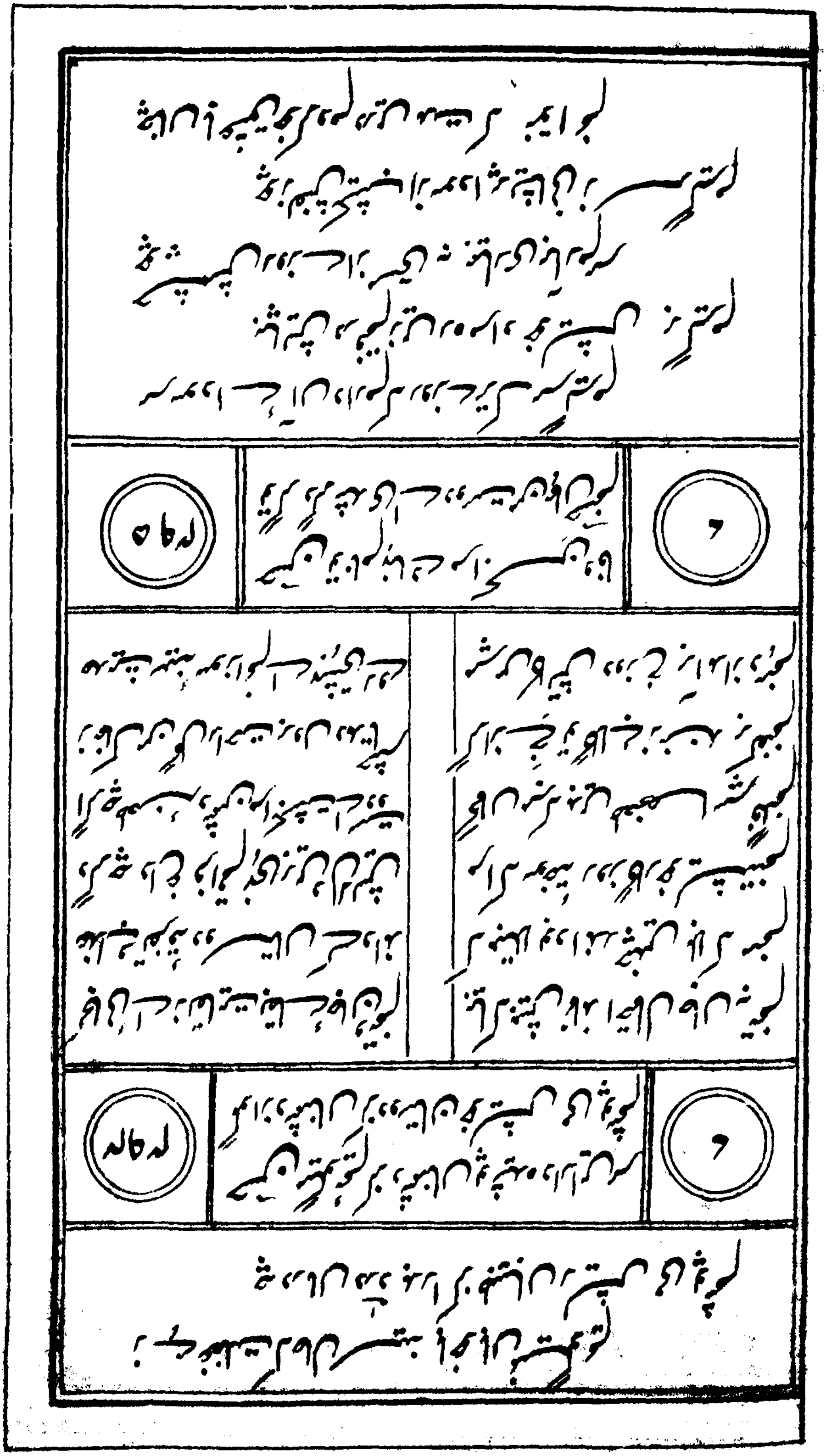
فراق روی تو بسیار شد چه چاره کنم
مگر لباس حیاتی که هست پاره کنم
شبی که همچو مه از اوج حسن جلوه کنی
اگر رضا دهی از دور یک نظاره کنم
اگر وصال ترا حکم بر ستاره کنند
من از مژه همه آفاق پر ستاره کنم
گرفتم اینکه به بندم دهان ز نالیدن
طپیدن دل بیچاره را چه چاره کنم
نمی توانم دل بر جدائی تو نهاد
مگر دلی چو دل تو ز سنگ خاره کنم

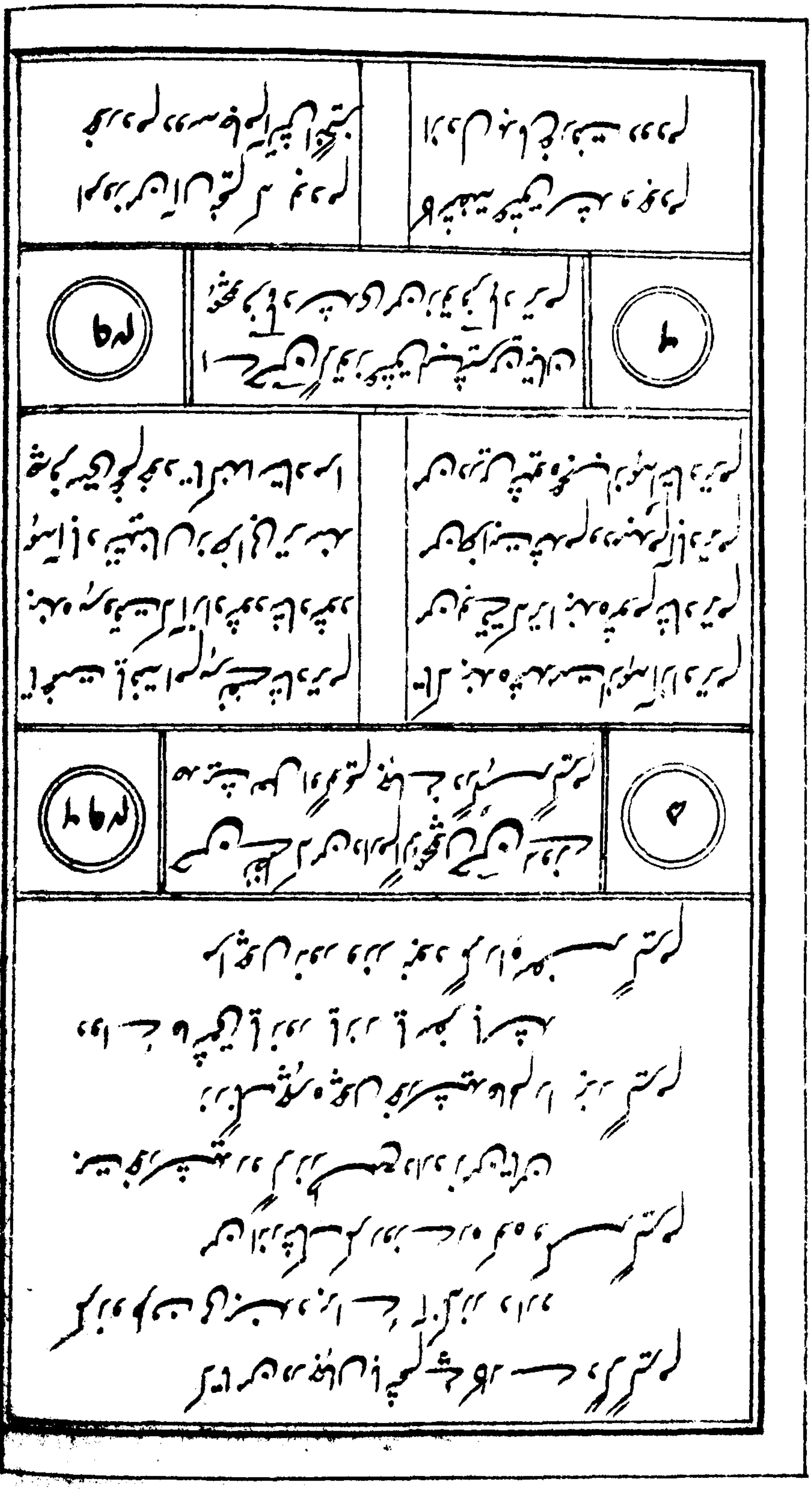
(۴۹۲) (۹)

نیافته چو حسن بار بر درت یکبار
چه بو الفضولم کین آرزو دوباره کنم

دل به دلبر عاقبت تسلیم کردم ای سلیم
تا برون دادم علم از عالم امید و بیم
در کلاه همت درویش تا یک ترک هست
ترک جنت خوشترست و هرچه در جنت نعیم


7





[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۶	[illegible]	[illegible]

[illegible]

۶	[illegible]	[illegible]

[illegible]

من آں شکاری عشقم کہ از کمینگہ خلوت
چو چشم باز کشودم نظر بروئے تو بستم
رسید موج معشوق و ہوشش رفت ز عقلم
گذشت کوکبہ شاہ و قصہ ماند بدستم
خرد ز صحبت جانم قدم بروں زد و گفتہ
تو دانی و غم جاناں من از مخاطرہ جستم
چہ پرسے از غم مجنوں ببیں کہ حال دگر شد
چہ پوشی آں لب میگوں ز من کہ توبہ شکستم

٥٠٠	حسن زرد تو گوید کہ کارخانہ تقوی اگر خراب شد از من بہ من مگیر کہ مستم	٥

خلق بر امید مقصود ست من باری نیم
ہر یک از نوزادگان بو البشیر [illegible]
صبح خیزے جان بہ روز از غم جاناں تلد
گر کسے ہمدست او شد تا بوسد آستینش

ور کسے از بخت خوشنود ست من بارے نیم
عاقبت بر حرف مقصود ست من بارے نیم
تا اگر آں روز مسعود ست من بارے نیم
آں گل سوریست یا خود ست من بارے نیم

٥٠١	گفتیم دوشینہ ہمزانوے یار خود بدی آں تو بودی یا حسن بود ست من بارے نیم	٧

وہ ندانم تا بداں معشوق زیبا کے رسم | دل ز دستم شد بآں دلبند [illegible] کے رسم

[illegible]

۱۰۵	[illegible]	۲

[illegible]

۱۰۵	[illegible]	۲

[illegible]

از بهر ضبط مملکت حسن ساختم / از غمزه دور باش و ز گیسو نشانه هم
گفتم کناره گیر بگفتا بشرط آنک / از دل کناره گیری و از جاں کرانه هم
بگرفتم آں میانِ چو نیشکرش کنار / ایں ذوق داشتم شکرے زاں میانه هم
هاں اے حکیم طالع مسعود من ببیں / عیش مدام و لب طرب جاودانه هم

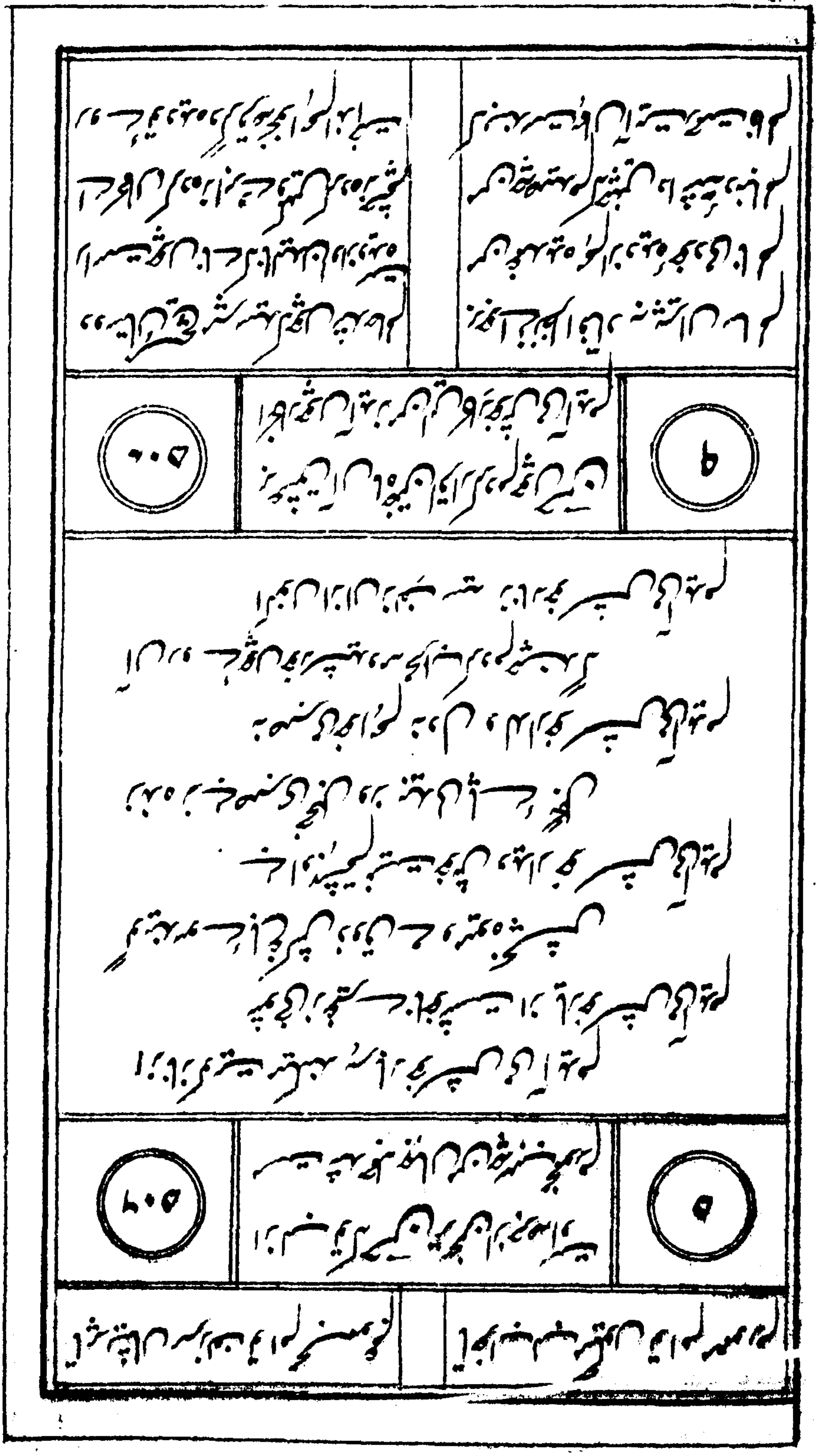
٥٠۴	احسنت اے حسن غزلے خوب ساختی / زهره ؎ نسازد ایں غزل و ایں ترانه هم	٦

از دست دل بجانم و از جور یار هم / صبر از درون سینه برون شد قرار هم
دی یار کرده بود بمن روئے و بخت نیز / امروز بخت پشت بمن داد و یار هم
یک روز نیم شاد که بودم ز روزگار / آں روز از جهاں شد و آں روزگار هم
میخواستم بروں کشم از پائے خسته خار / سوزن دریں جراحت گم گشت و خار هم
جاناں یکے دو لعل شکر بار بر کشائے / کیں دیده درفشاں شد و یاقوت بار هم

٥٠٥	در دو غمے که داشت حسن در فراق تو / کز اشتیاق مردم و از انتظار هم	٦

چه نسبت ایں که من از شمع شکر لب دورم / شمع جاں می ندهد نور ز جاناں دورم
گر قصورے بود از ناز خوش او فردا / ز قصورم خوشیِ باشد نے از حورم
شوخ چشما ز بتاں گوشه گرفتم یکچند / گوشه چشم تو نگذاشت [illegible] مستورم
گرچه فرماں تو اینست که من نزدیکم / ورنه من از طرف [illegible]

؎ زهره بسازد ایں غزل را ترانه هم



[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴	[illegible] [illegible]	۶۰۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴	[illegible] [illegible]	۷۰۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مرا گفتند گفت دل مکن کردم سزا دیدم
ثباتِ صبری پند اشتم در خود غلط کردم

نشان دوستی میدیدم اندر وے خطا دیدم
سگِ کویش بشست آں خوں کہ چشمم ریخت بر دامن

زمردم مردمی نامد ز سگ بارے وفا دیدم
شب اندر موج خوں بودم خیالش دستگیرم شد

بحمد اللہ دراں غرقاب روئے آشنا دیدم
ندید ایں چشم من جز در سرِ زلفِ بلا شورش

ازیں چشم بلا جوئیں ہمہ عمر ایں بلا دیدم

۵۱۰	حکیم ار پند خواہی گفت میگو ہر کرا خواہی ولیکن از حسن بگذر کہ اورا مبتلا دیدم	۷

نہ دل بدید نہ دلبر نہ زر بدست نہ زورم
چو مرد عشق زنخدانش بودہ ام مسکین
نخواستم کہ دگر پے روم بمجلس مستاں
بزلف چوں حبش و نہ ار چیں چو بدیدم
پری رخا تو سلیماں دستگاہ مرادی
ز زلف خویش نسیمے بمن رساں کہ مردن

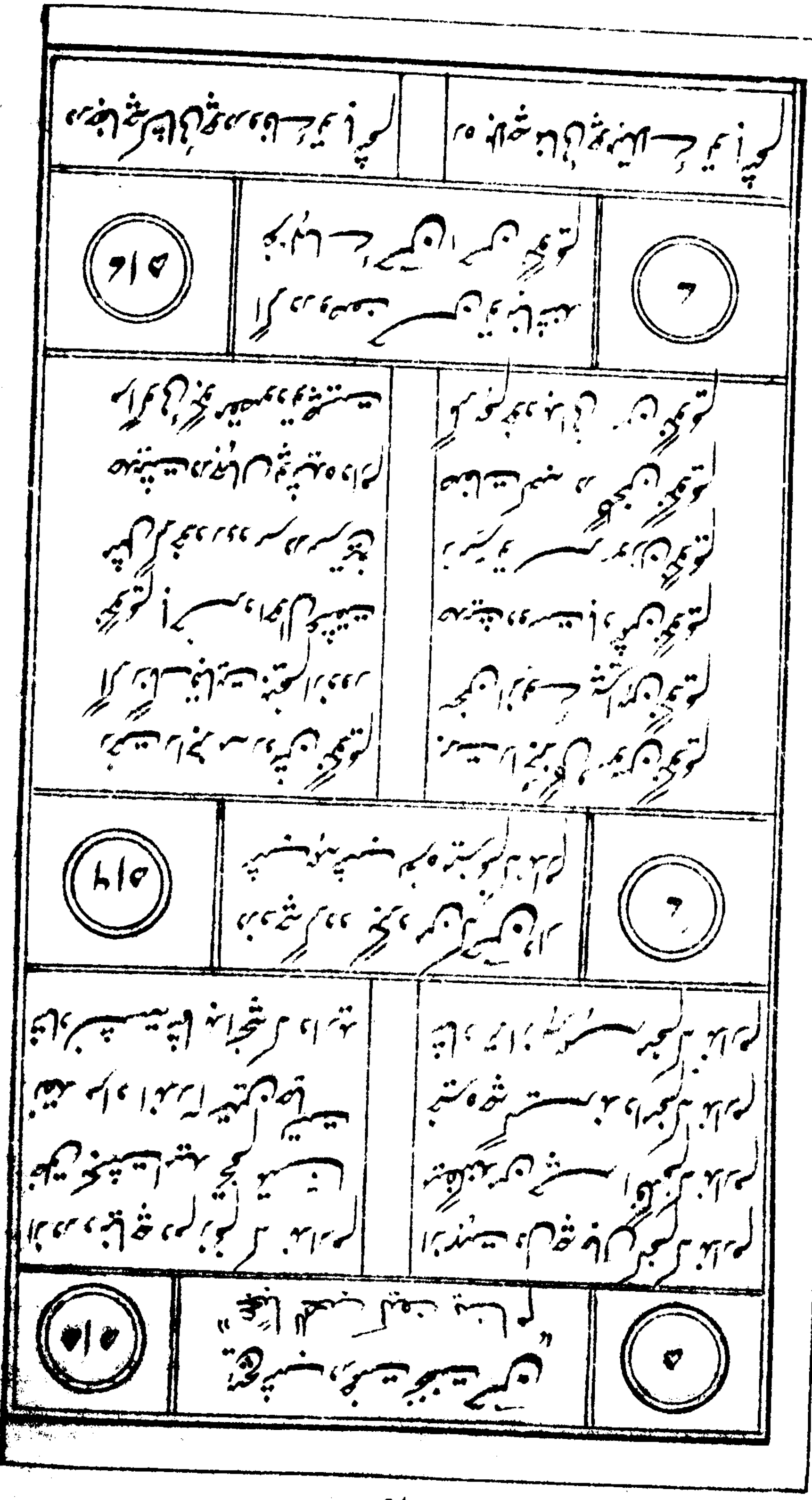
رہا کنید کہ بختے چو بخت خویش بشورم
بچہ فگند در آخر دلالت دل کورم
کمند گیسوئے ساقی کشید و برد بزورم
گہ از حبش گہے از چیں رسید غارت غورم
بزیر پائے رعونت فرو ممال چو مورم
کہ آں فرشتۂ رحمت بست مونس گورم

حسن چہ گفت کہ اے سر بجیب ناز کشیدہ

[illegible]

۱۱

۱۵



[illegible]

۲ | [illegible] | ۶۱۵

[illegible]

۲ | [illegible] | ۷۱۵

[illegible]



٦
١٤٥
٥
١٥٠

جان را چہ بقا باشد سرِ خود چہ محل دارد — یا ایں بہ تو می آرم یا آں بتو می بخشم
گفتی بہشت اندر ایواں بود و منظر — تو منظر خود بنما ایواں بتو می بخشم
لعل لب خود بنما تا ہر نفس از دیدہ — لؤلؤ بہ تو میریزم مرجاں بتو می بخشم
چوں باد خزاں گرچہ تند آمدہ بر من — من ہستی خود چوں گل خنداں بتو می بخشم
گر نہ علمائے دیں گویند کہ کفر ست ایں — بسیار کست گوید ایماں بتو می بخشم

۵۲۲ — گفتی غزلے بنویس از نظم حسن بر من — گر تو سرِ ایں داری دیواں بتو می بخشم — ۶

چوں نیم شب نمودی روئے چو صبحگاہم — ایں را چہ شکر گویم و آنرا چہ عذر خواہم
گو غول راہ میزن من ہمعنانِ خضرم — گو باد شمع میکش من ہمنشین ماہم
گر خانہ می نشینی ایں دیدہ خانۂ تست — در عزم راہ داری من بندہ خاک راہم
شانہ بخواہ و موے را فرقے براستی کن — من بر سرِ عزیزت یک موئے کج نخواہم
تو شاہ تخت و بختی من چوں پیادہ مشیت — گر در نہیب پیلم گہ در پناہ شاہم

۵۲۳ — گر با حسن درائی از توبہ تو گریزد — ور قصد من کنی ہم از توبہ تو پناہم — ۷

اگر از گردش اختر چو شب تاریک شد روزم — ولے در عالم عشق آفتاب عالم افروزم
فضائے فصل را بازم سرودِ صدق را سازم — بنائے عشق را رازم شب عشاق را روزم
مرا بر خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد — بداں فیروزہ در صف صفائے عشق فیروزم

خانۂ آب و گلم درماندہ از باران اشک
مست بنیادم بہ ہر بارندگی ویراں ترم
تا بدیدم چند گہ آں صورت جاں بخش تو
صورت دیوار دیدی من ازاں بے جاں ترم

(٥٢٦) (٧)

اے حسن گفتی کہ من حیرانم از دوری دوست
اے کہ بے او زندہ مانم من ازاں حیراں ترم

مہر منہ بر کراں ما زمیاں میرویم
در بجہاں خوش نہ ما زجہاں میرویم

شمع محبت توئی شحنۂ بازار عشق
گر تو نہ بخشی رواج ما زدکاں میرویم

کعبہ نشاں یافتہ بندہ گمراہ گم
خلق براں در رود ما بنشاں میرویم

با شتر سرخ مو قافلہ خوش میرود
ما بگلیم سیہ خوشتر ازاں میرویم

راہ رواں رفتہ اند در رہ تو مردوار
ما بطریق امید در پے شاں میرویم

مدعیاں گر شدند منکر رقص و سماع
ما بسماع الست رقص کناں میرویم

(٥٢٧) (٥)

در ہمہ جا چوں حسن جز تو نخواہیم دوست
گر تو نۂ درمیاں ما زمیاں میرویم

امروز چہ افتاد کہ روئے تو ندیدم
طاقت برسید و بلقایت نرسیدم

گوشے سوئے در داشتہ ہوشے سوئے قاصد
باشد خبرے بشنوم از تو نشنیدم

ہر راز کہ گفتم بتکبر نہ کشادی
ہر ناز کہ کردی بارادت بکشیدم

[illegible]	[illegible]

ط	[illegible]	۰۲۵

[illegible]	[illegible]

لم	[illegible]	۶۲۵

[illegible]	[illegible]

ی	[illegible]	۷۲۵

[illegible]	[illegible]

[illegible]

(١٣٥) [illegible] (٥)

[illegible]

(۵۳۳) ولے ایں درد دل پیشش که میگوید بگوئیدم (۷)

منم یارب نشسته پیش تو یا خواب می بینم
تو خود گلزار سیرابی ز چه از چشمهٔ حیواں
ولے کز شوق آں لبہا دمیحا نہا میزد
جہانے بادهٔ ناب از لب میگوں نوشیده
دو چشم کعبتین تو بکار فتنه غلطیده
دو ابرو[2] چوں کمانست مژه تیر و نظر ناوک

تو مہمان منے کامشب[1] شب مہتاب می بینم
بحمد الله پس از دیرے ترا سیراب می بینم
کنوں از طاق ابروے تو در محراب می بینم
چو دور من رسید آں باده را خوناب می بینم
نخواهم باخت با ایشاں لے قلاب می بینم
نخواهی کشت عاشق را همه اسباب می بینم

(۵۳۳) همی بینم حسن را من بزیر پایت افگنده
الٰهی بخت او بیدار شد یا خواب می بینم (۷)

آں دوست کز دل و جاں من دوستدار اویم
با غم چه میفرستی سر دم چه می نمائی
گر از خودم بر آند هر دم بنا امیدی
هستم بنزد خلقے دیں دار و پاک مذهب
گرد سرش فشانم جان عزیز خود را
گفتی چو کشته گشتی از چیست شادی تو

مستست نرگس او من در خمار اویم
با کس قرار نتواں چوں بیقرار اویم
تا یکدست در من امیدوار اویم
لیک از هوائے زلفش زنار دار اویم
جان و سر عزیزش هم شرمسار اویم
کشته شدن چه بینی آخر شکار اویم

(۵۳۴) سهلست رفتن دل در عشق روئے زیبا
گر سر رود حسن را من بنده یار اویم (۷)

[1] ز تو روشن شد امشب خانه یا مهتاب می بینم
[2] تو ابرو چوں کماں داری۔

چه سعادتست یارب که بخدمتت رسیدم — دل نامراد خود را بمراد خویش دیدم

غم عشق و سر سینه همه پیش تو کشادم — دل و جان و دین و تقوی همه پیش تو کشیدم

بکش آتش دل من بحضور خویش یکره — که چو آب دیدهٔ خود به هزار سود دیدم

تو دری و من گهرها ز برائے تو فشاندم — تو مهی و من منازل ز برائے تو بریدم

ببرم هزار منزل به هوائے خوبیٔ تو — که هزار بار هستی به ازانکه می شنیدم

خوشم ار نرفت بر من بخوشی شبے و روزے — که بست روئے و مویت شب قدر و روز عیدم

(۵۳۵) حسن انجمن مخالف همه دشمن اند با من — مگر از دعائے تست این که بدوستان رسیدم (۶)

سحرگاه در گلستان بوده ایم — بیاد رخ دلستان بوده ایم

در اوصاف رخسار گلرنگ یار — چو سوسن همه تن زبان بوده ایم

صبا نرم و گل تازه و سبزه تر — همه روز در ذوق آن بوده ایم

مے چند خوردیم بر یاد شاں — که یک چند همراز شاں بوده ایم

بشمشاد گفتیم جوانی مکن — که ما نیز روزے جوان بوده ایم

(۵۳۶) حسن وار آن وقت را گو بیا — پس از دیر ها میهمان بوده ایم (۷)

عمریست که در سینه سودائے فلاں دارم — یک شهر خبر دارند من از که نهاں دارم

بیچاره دلم خوں شد این دل نتواں داں — ور حکم کند والله از دیده رواں دارم

[illegible]

۷۴۵

[illegible]

۵

[illegible]

۶۴۵

[illegible]

۶

[illegible]

لاف بودست که فال دل من نیک آمد — زیر و بالا شدن فال نمیدانستم
غمزهٔ شوخ تو چوں غارت دلها میکرد — ترک می دیدم و قتال نمیدانستم
گفتمے غمزهٔ قتال تو مادرزاد است — ایں بلاے دگر از خال نمیدانستم
در هواے تو بتا پر زدنم وقتے بود — کاں زماں نام پر و بال نمیدانستم

۵۴۴ — م

گرچه در کار حسن لعل تو تقصیرے داشت
تا بدیں غایتش اهمال نمیدانستم

تنم در گوے بازی شد من اینجا عشق می بازم
غریبم چوں کنم از دور با نظاره می سازم
سرے دارم فدایش اے رقیباں هاں چه میگوئید
اجازت هست تا ایں گوے با چوگانش در بازم
چو شمعم گر بسوزد من بجاں مجلس برافروزم
وگر سر خواهد از گردن ز سر گردن برافرازم
بمن گر تیز بیند زاوج حسن خود روا باشد
که من چوں موم پیش چشمهٔ خورشید بگدازم
اگر فردا نه بینم در بهشت آن چشم را والله
ز کوثر گر کسے آبم دهد در کوثر اندازم
سه ساله مے کند هفتاد ساله راز را پیدا
بیا ساقی و بر تر ده که تا پیدا شود رازم

۵۴۵	حسن صد باری گوید که چون مستان راه او مرا گر جستجو باشد بگفت و گو نپردازم	۵

چو گل خوش بشگفم گر در دل تو یاد می آیم
وگر زآن نیست بلبل وار در فریاد می آیم
وگر آزادگان را بنده سازی هم بجانِ تو
که اول من ز آزادی خود آزاد می آیم
کشیدی گرچه در سلک سگانم هم خوشم والله
که بارے گر گہے وقت شکارت یاد می آیم
چو خاکم گرچه هر روزے بروں می افگنی از در
هم از راهِ هوا داری رواں چوں باد می آیم

۵۴۶	نبود امکاں که یابم چوں حسن بوسیدن پایت چو اکنونؔ دادهٔ ره از رخت دلشاد می آیم	۷

مرا عمریست کاندر جان غم جانانِ خود دارم
یکے جان دگر گوئی درون جان خود دارم
بعشقش کرده ام اقرار و دل تصدیق میگوید
من این تصدیق و این اقرار از ایمان خود دارم
ز عاشق سُرخروئی خواست عشق او بحمدالله

لہ چو اکنوں پرده دار رحمت ره دادی آیم

من ایں دولت نخست از چشم خوں افشان خود دارم
ز چشم خونِ دل بیروں فتاد اے میر مہ رویاں
نظر کن بر خرابے کز دہ ویران خود دارم
تو اے ہمسایہ زیں آتش گرفتن از چہ می ترسی
کہ من سوزے کہ دارم از دل بریان خود دارم
فسوں گو ہر چہ میخوانی کہ زہر از من فرود آید
کہ من ایں تیر زہر آلود افسوں خوان خود دارم

۵۴۷ | حسن از تو بر نجسم گر کنی درمان دردِ من
کہ من شادم براں دردے کہ از درمان خود دارم | ۵

اگر گل رفت گو رو من گلستانے دگر دارم
خلاف باغہا من باغ و بستانے دگر دارم
گلستانے چہ خواہم کرد کز یاد رخِ دلبر
بروں ایں گلستانہا گلستانے دگر دارم
کنم ایں جان رسمی را فدائے جان[۱] دلبنداں
مرا از مرگ ہیچے نیست من جانے دگر دارم
بیک کشتی کہ نوح انگیخت کے ماند جہاں سالم
کہ زیرِ ہر مژہ چوں نوح طوفانے دگر دارم

حسن تو ایں جاناں ترک کافر کیش خود داری

۱ جان ۲ جاناں ۳ عشق ۴ بے دوست

[illegible]

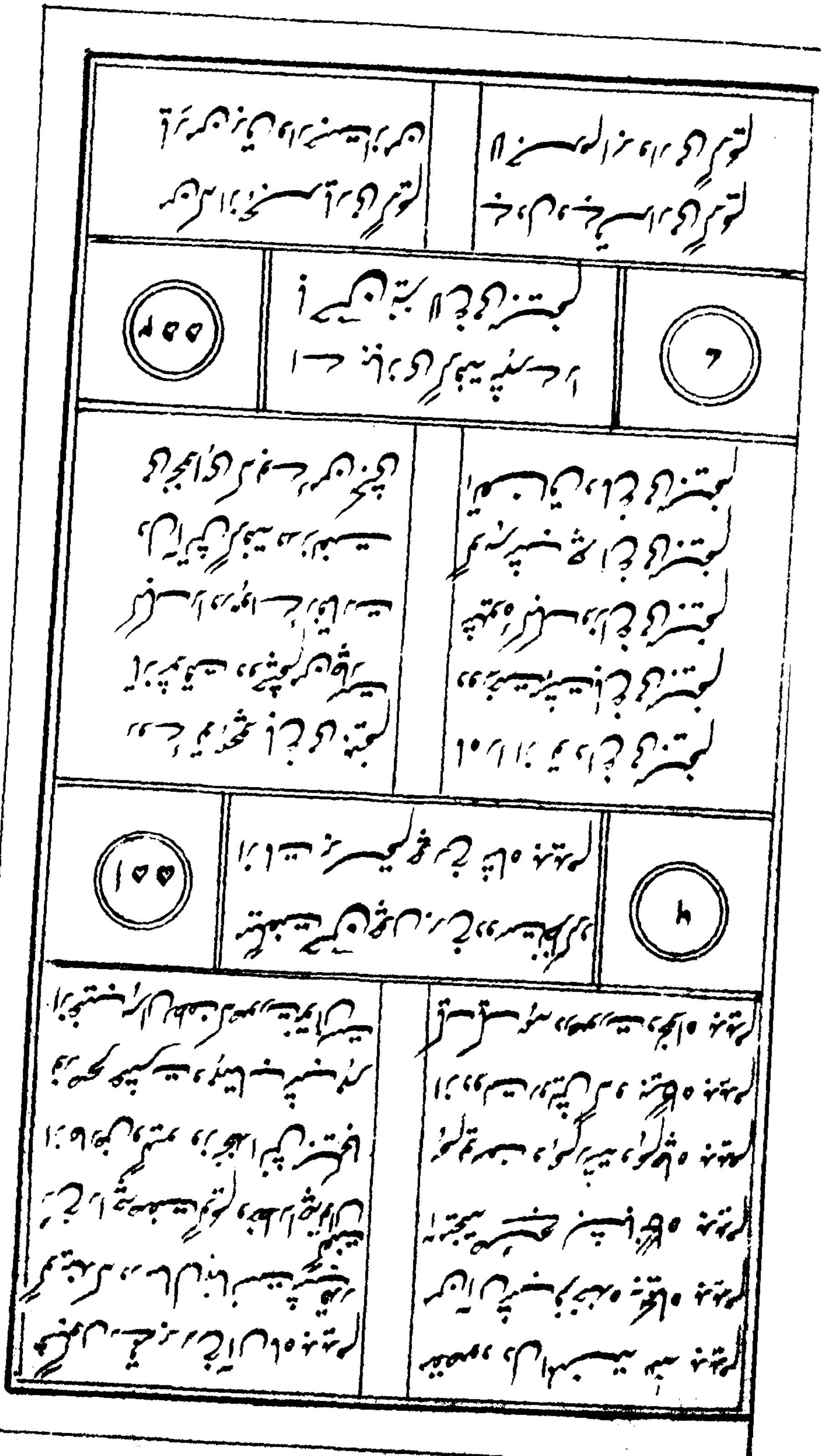
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



۶

۱۲۵

۶

۱۲۶

[illegible]

[illegible]

۲ — [illegible] — ۱۵۵

[illegible]

[illegible]

۷ — [illegible] — ۱۴۴

[illegible]

[illegible]

٥	[illegible]	٦٥٥

[illegible]

[illegible]

٦	[illegible]	۶٥٥

[illegible]

[illegible]

٥	[illegible]	٥٥٥

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

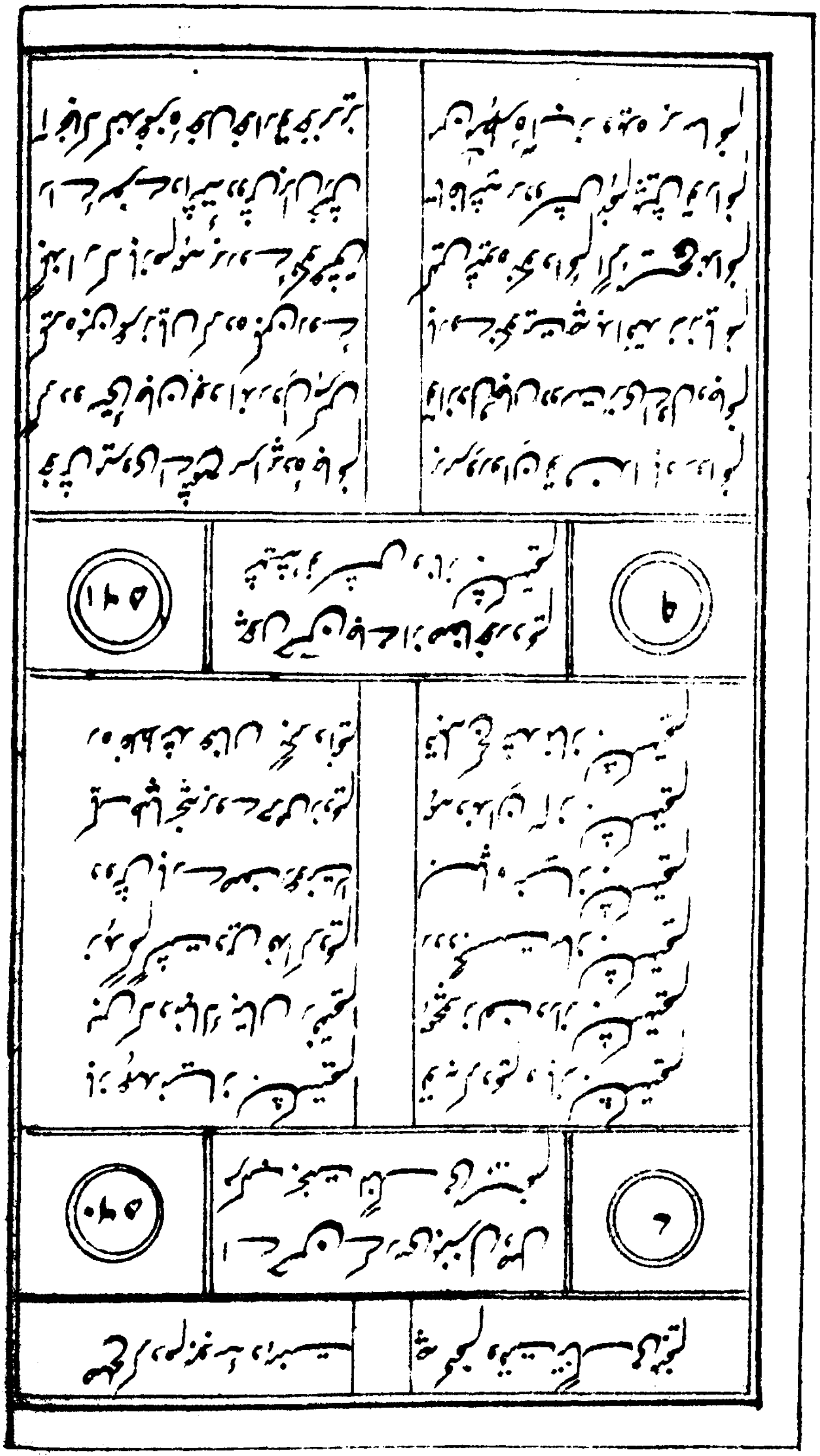
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



۵۸۵

۶

۵۸۶

۷

توازتعلیم تیرخویش خونم را رواں کردی
منم شاگرد اشک خود کہ در رفتن رواں رفتم

چگویم راست چوں ابر بہاری در ہوائے تو
خروشے صعب وبادے سرد وچشمے درفشاں رفتم

جگر پر درد و رُخ پر گرد وجاں در تاب وتن در تب
چہ پرسی ہیچناں زارم کہ دیدی ہیچناں رفتم

خطا گفتم چو بر خط وفائے تو نہادم سر
زخار وخاکداں جستم بباغ وبوستاں رفتم

۵۶۶ | بیاد طلعت خوبے تو دیدم فال روشن را
مرا فال حسن رو داد من بارے براں رفتم | ۵

بکن اے شوق درمانے کہ از شوخیت درماندم
عفا اللہ گر غبارے بود من از دیدہ بفشاندم

سوادِ زلف تو فرمانِ ضبط است از پئے دلہا
چہ پنہاں داریش از من کہ تا پایاں فروخواندم

خیالت در سخن بامن گہرمی سفت یک صبحے
زہے دُرہائے ناسفتہ کہ من در پایش افشاندم

باشک خویش گفتم روئے مردم بیں مرد گفتا
دلم خوں کردہ خونِ جگرمی ریز من راندم

[illegible]

[illegible]

٦

[illegible]

٧٢٥

[illegible]

٥

[illegible]

٦٢٤

[illegible]

۱۷۵	[illegible]	٥

[illegible]

۱۷۶	[illegible]	٦

[illegible]

[illegible]

٤٧٥

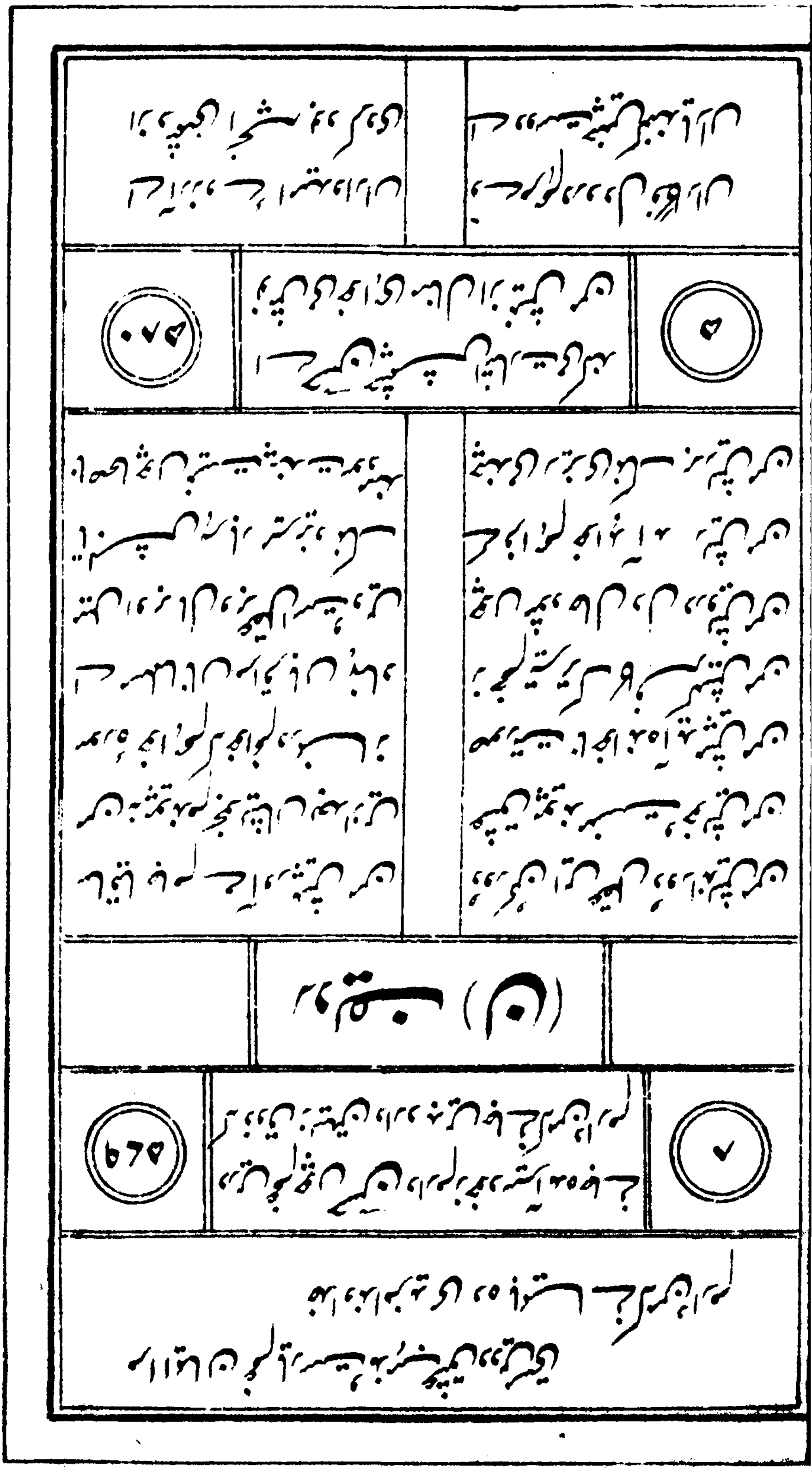
٢

٥٧٥

٦

۶		۷۶۴

۴		۶۶۴



۶

۱۷۵

۶

۱۷۵

خاک چرا نی شوم خاک برین وفای من	لاف وفای تو زنم بس قدم سگانت را

۵۸۳

اینست خطا که چون حسن بوسه زدم در ترا
پیش کمال عفو تو سهل بود خطای من

۶

دل گرفتار سلسله مویان	منم امروز و عشق مهرویان
لقبم شد سر سخن گویان	تا نهادم بپای خوبان سر
آدمی گرده پری رویان	من سگ آستانهٔ عشقم
دل و جانم فدای دلجویان	گرچه بر رخ ز خون دل جویست
هست پیش رکاب شه پویان	کوی صد زخم پیش خورد هنوز
خار نامحرم از زمین رویان	باگل ار خلوتی کنم گردد

۵۸۴

پا بدریای غم نهاد حسن
دست از آب دیدگان[2] شویان

۷

بتان سلطان ملک حسن و ما در سلک درویشان
دلا دامن فراهم کن کجا ما و کجا ایشان
شوم از کنج درویشی پی نظاره شان بیرون
مگر بیرون ز نظاره نیاید قسم درویشان
ندانم تا چه خواهد آن دلارام جگر خواره
ازین تشنه[1] جگر پالودگان چند دلریشان

۱ گشت ۲ دیده‌ها

درآمد عشق و علم برد و ناوردش پشیمانی
پشیمانی کے آید گرگ را از غارت میشاں
کسے کاں ترک ترکش بند را دل داد نندیشد
کش از بد مذہباں گیرند یا از کیش بدکیشاں
اگر تو با غم لیلی برغبت خویشے داری
چو مجنوں فرد باید شد ہم از خویش و ہم از خویشاں

٥٨٥	حسن در پائے خوباں سر بحمد اللہ فدا کردی نکو اندیشہ کردی علی الرغم بد اندیشاں	٧

اے در ہوس رویت گل چاک زدہ داماں
سرگشتہ بسے گشتم بہر سر و سامانے
اے خشک فرو ماندہ عقل از در دیدارت
اے خواجہ مرد چندیں پے بر پے عشاقش
تا بود چنیں بود ست ایں خستہ دل مسکیں
بر وجہ نکورویاں ندہند برات تو

بر یاد لبت خلقے خوں از جگر آشاماں
سر در سر کارت شد نے سر شد نہ ساماں
کے در تو رسد ہرگز ایں دیدۂ تر داماں
کاں قوم بلا سوزند شوریدہ سرانجاماں
عاشق صفتاں حاجز خوباں ہمہ خودکاماں
تا نام تو در ناید در دفتر بدناماں

٥٨٦	بازار حسن گرمست از آتش عشق تو ایں دود کجا خیزد از طائفہ خاماں	٧

سرشک لعل مرا بیں بگو عقیق ترست ایں

٦٧٥

٦



۱۶۵

۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]	[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] — [illegible]
[illegible]
[illegible] — [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]	[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] — [illegible]
[illegible]
[illegible] — [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]	[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اے دل تو صلا در دہ گرمے ندہد امکاں | اے جاں تو جگر خوں کن گرمے نکند تمکیں
یارست قبولے جاں تا کیست قبول او | یا سینت دل قرآں تا چیست لٰیٰسیں
فرہاد کہ شیریں را گشتست بجاں طالب | تمخست ہمہ چیزش جز دوستیٔ شیریں

۵۹۶ مسکیں حسن ست از وے سر دفتر مسکیناں
یکشب نشد او ساکن در مسکن ایں مسکیں ۷

اے ملک ہمہ ہستی گرد سر درویشاں | سرہائے سراں زیبد خاک قدم ایشاں
خاک قدم ہر یک در دیدۂ روشن کش | اندیشۂ نیکست ایں کوری بداندیشاں
دست ہمہ عالم را ہیہات کہ گرد آرد | چوں موج زند ناگہ خون دل درویشاں
گفتی کہ چرا نبود پیوند بخویشانت | خویشی چہ محل دارد در عالم بیخویشاں
در کیش نکو نامان[۱] من راست ترازتیرم | چوں تیر بروں جستہ از صحبت بدکیشاں
تو زم دلی یارا از سخت دلاں بگذر | با گرگ خطا باشد گرگ آشتی میشاں

۵۹۷ بسیار خطا کردی باز آے حسن اکنوں
روئے بزمیں آور درویشی درویشاں ۷

اے دیدہ بما یکے نظر کن | از موج دو چشم ما حذر کن
گرد رخ خود بکش خط تر | گلزار حیات تازہ تر کن
دُرے کہ بگوش تست رخشاں | آں زہرہ اتابک قمر کن
اے جوی بہشت و چشمۂ خضر | یک روز بسوئے ما گذر کن

۱؎ چناں مداں

اے باد بلب رسیده جانم — آں جانِ عزیز را خبر کن
تا کے غم جاں خوری حسن خیز — دل خوں شد و حیله دگر کن

(۵۹۸)
معشوق مزاج چوں دگر کرد
تو نیز علاج خود دگر کن
(۵)

اے برده روئے خوب تو صبر و قرار من — وے گشته همچو زلف تو آشفته کار من
دریاب کز فراق تو جانم بلب رسید — اے راحت رواں و خداوندگار من
طوفاں شدست گرد من از آب دیدگاں — اے نوح وقت من نظرے کن بکار من
وقتست گر بعین عنایت نظر کنی — کاندر غم تو سوختم اے غمگسار من

(۵۹۹)
امشب دگر چگونه بروز آورد حسن
کامد نماز شام و نیامد نگار من
(۷)

آں سرو را که دیدی رفت از برم خراماں — بے او بدن نه طاقت با او شدن نه ساماں
زیں خاک ره اگرچه دامن همی کشد او — من خاک راه او را در میکشم بداماں
مجلس بمجلس اول چوں شمع بُد ستاده — منزل بمنزل اکنوں چوں ماه شد خراماں
رفتارش از طراوت چوں ماه صبحگاهی — رخسارش از نکوئی چوں یادنیکناماں
عود از همه صفتها هست از دو زلف او خوش — از رشکش ار نسوزد باشد یکے ز خاماں
ور از قبول پرسی خود بهترین عیدست — اقبال بردر او از کمتریں غلاماں

وصفش حسن کند کو اندر سخن تمامست

٦٠٠	وصفی کہ ہست بیروں از وصف ناتماماں	٥

اے آفتاب نیکواں آخر شبم را روز کن — شام امید خلق را صبح جہاں افروز کن
اے صبح دولت بار من گرمی بری از مہر بر — اے شمع جانہا کار من گر میکنی از سوز کن
اے از شب گیسوئے تو ہر شب مرا قدرے دگر — پردہ ز رخ یکسو فگن روزم مرا نوروز کن
گفتی بمہماں آمدن روزے شوم روزی تو — اے روز من بے تو چو شب آں روز را امروز کن

٦٠١	مرغ ہوائے تو حسن صید تو شد حاکم توئی خواہی بدارش در قفس خواہیش دست آموز کن	٥

اے دوست یکزمانے با دوست شاد بنشیں — ما را قرار با تست از ما فرار مگزیں
مائیم و مجلس مے زانو زدہ صراحی — امروز میہماں شو زانو برابر و بنشیں
ہم جام شکریں کن ہم لعل شکر افشاں — ہم خانہ عنبریں دار از زلف عنبر آگیں
بے آں دو رخ نباشد روے مراد روشن — بے آں دو لب نگردد کام حیات شیریں
آخر بوقت ہجراں تعجیل بود چنداں — اکنوں کہ روز وصل ست تاخیر چیست چندیں
میدان عیش خالی تا کے بود نگارا — گوے طرب درافگن حال زمانہ می بیں

٦٠٢	بندہ حسن چو بنوشت اوصاف حسن رویت بخت از طریق احساں کردش ہزار تحسیں	٦

اے جاں نبرت دورم دورم ز برت اے جاں — حیراں شدہ ام بے تو بے تو شدہ ام حیراں

درد بے زغمت دارم دارم زغمت دردے	درماں نکنی دانم دانم نکنی درماں
بیچارہ من مسکیں مسکیں من بیچارہ	شاداں نزدم یکدم یکدم نزدم شاداں
باتو سخنے گویم گویم سخنے با تو	فرماں نہ کنی دانم دانم نکنی فرماں
جانے زجہاں دارم دارم زجہاں جانے	بستاں وبدہ بوئے بوسے بدہ وبستاں

۶۰۳	ہردم حسنت گوید گوید حسنت ہردم اے جاں زغمت مردم مردم زغمت اے جاں	۷

خوشست ارچہ نتواں نگہ داشتن	وجود تو درجاں نگہ داشتن
بیک پلہ صدجاں بیک پلہ تو	ہمینست میزاں نگہ داشتن
دلے را کہ بازلف افتاد میل	بزنجیر نتواں نگہ داشتن
ترا ختم شد جعد در پیرہن	شب قدر پنہاں نگہ داشتن
کشیدی اگر تیر خود در دلم	خوشم ہم بہ پیکاں نگہ داشتن
گہ مردنم گر نہ حاضر شوی	حدیثیست ایماں نگہ داشتن

۶۰۴	حسن مے بہ پیمانۂ عشق کش نہ شرطست پیماں نگہ داشتن	۷

سایۂ شب حجاب ماہ مکن	ماہ در سایۂ کلاہ مکن
خط شبگوں برآفتاب مکش	روز بر عاشقاں سیاہ مکن
زلف را جائے بر سر رہ مدہ	دزد را سوئے گنج راہ مکن

ونگه داشت آئینه نقشت — هیچ رو اندرو نگاه مکن
در من آتش زدن گنه باشد — تو بهشتی وشی گناه مکن
منزلے نو بگیر هر روزے — آفتابی تو کار ماه مکن

۶۰۵ — ۷

بشکستی بظلم عهد حسن
این دلبری بعهد شاه مکن

نگه میدار یارا حق یاران — بحق دوستیٔ دوستداران
همه امید ما در برقع تست — برار امید ما امیدواران
دل من یک جهان غم دارد ازیار — دو چندان از ملامتهاے یاران
توئی کز عشق آں بہلاے مسکونت — چو من مستست عقل هوشیاران
بوقت گریهٔ من خندهٔ تو — چو خورشیدے که خندد روز باران
معافست اینکه نالم در هوایت — نشاید منع بلبل در بهاران

۶۰۶ — ۷

حسن هر شب حسینی وار گوید
کجائی اے قرار بیقراران

پرسش اے یوسف عهد از نسیمے برسان — ما مقیم در تو گشته تو در شهر کسان
چوں تو جانے بمن سوخته خود نرسد — هوسے می پزم آخر چو دگر بوالهوسان
زلف تو برد دل آگاه نشد مشاطه — شب چو هم خویش بود دزد چه عیب عسسان
تا تو رفتے من بیچاره بصد نوحه گری — این دعا خواسته ام هر نفس از همنفسان

[illegible]

[illegible]

٧٠٢	[illegible]	٦

[illegible]

٩٠٢	[illegible]	٥

[illegible]



[illegible]

۸۱۲

[illegible]

۷

[illegible]

۱۱۲

[illegible]

۵

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵	[illegible] [illegible]	۱۱۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۶	[illegible] [illegible]	۱۱۶

[illegible] [illegible]

۲۱۲	[illegible]	٦

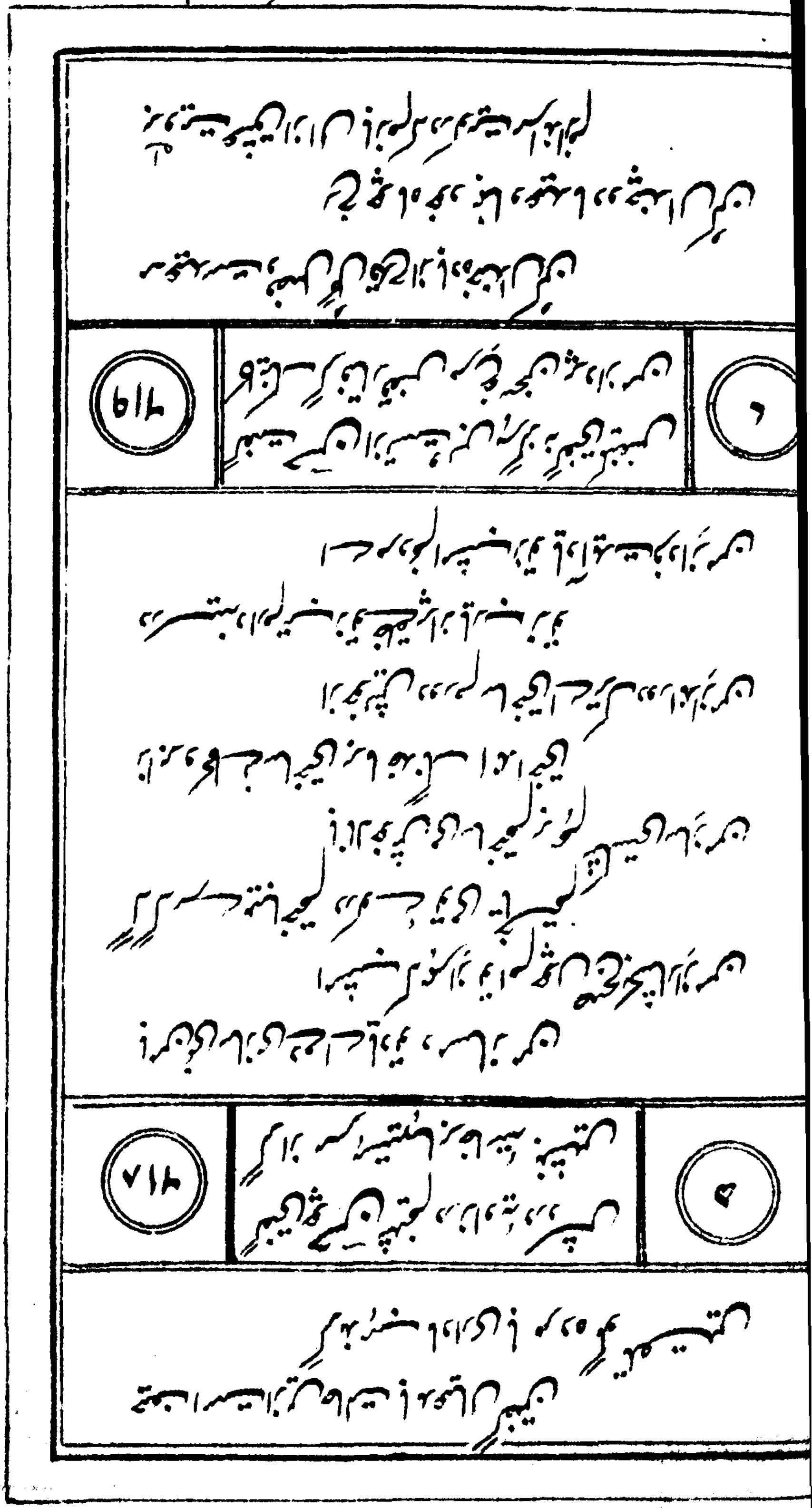
[illegible]

۵۱۲	[illegible]	٦

[illegible]

۶۱۴

۶



۶

بوقت مرگ بگذارید این زنار من بامن
بنائے ہر امیدم بازہیں ہموار شد آخر
چہ کینہ داشت یارب بخت ناہموار من بامن
شکارے افگناں ہرسو کہ خواہی بارگی میراں
مرا افتادہ بگذار و دل افگار من بامن

۶۲۱	نخواہم حاجت خوش ہیچ گفتار حسنؔ از تو اگر حجت نخواہی ساختن کردار من بامن	۷

چہ فتادکت نیفتد نظرے بسوئے یاراں
چہ شدت کہ می نیاری ز سر بزرگواری
سوئے زاہدانِ عالم خبرے بریدتا کس
بہ تو خوش بود زمانہ چو زمیں بسبزۂ نو
صنما قبائے گل ہیں ز صبا دریدہ دامن
من و عالمیست چوں من بامید تو نشستہ

نخوری غمِ غریبی بطریق غمگساراں
قدمے بصف یاری گذرے بسوئے یاراں
بوجود گریۂ من نکند دعائے باراں
ز تو بشگفد گل دل چو دل گل از بہاراں
چو سرآستین مفلس ز جفائے قرض داراں
تو دراے تا برآید غرض امیدواراں

۶۲۲	حسنؔ ار کند گناہے بکرم بہ بخش اورا کرم شہاں بہ بخشد گنہ گنہگاراں	۵

اے آنکہ محکم بستۂ کعبہ پرستی رامیاں
خوباں فریبم میدہند استغفر اللہ زیں سخن

کوئے بتاں نظارہ کن تبخانہ اسلامیا[illegible]
گر دین و دل غارت کنند الحمد للہ زیں [illegible]

[illegible]

۱۱۸	[illegible]	۶

[illegible]

۱۱۸	[illegible]	۵

[illegible]

چو دورم از شکر او بروزه مشغولم / وگرنه شیوهٔ من نیست کار بیکاران
کجائی ای که در زاهدان همی پرسی / بیا و آشتئی کن ز نو بخماران
توئی چو سرو ز آسیب فتنها آزاد / بمرحمت نظری کن بایں گرفتاران

٦٢٥ — ٧

حسن ز طاق دو ابروت قبله میسازد
مگر قبول شود طاعت گنه گاران

نوش لبی در رسید هوش برفت از حسن / شکر خداوند را اذهب عنا الحزن
روی چو گلبرگ او ترگلاب عرق / بوی گلابش ببرد درد سر من ز من
برگل تر کاشته سبزه مردم فریب / اگرد مه آویخته طرهٔ تو به شکن
مرغ بگل عاشقست ما بگلستان او / کعبه ما کوی او کعبه مرغان چمن
قاعدهٔ اتحاد لازمهٔ عاشقی است / تا که بدو حاضرم غایبم از خویشتن
پیرهن هستیم از تن من برکشید / یوسف من بانست من چکنم پیرهن

٦٢٧ — ٧

این چه حدیثست باز کز تو برون میفتد
تیغ بلا برسرت لب مکشا ای حسن

پرده برانداز و جهان تازه کن / لب بلبم برنه و جان تازه کن
ای شده دل از لب میگونت مست / شب قدحی داده آن تازه کن
بوی از آن باده بعشاق بخش / عمر کهن گشته شان تازه کن
بی رخ تو تازه نگردد جهان / پرده برانداز و جهان تازه کن

[illegible]

٦٢٩	اے حسن بازاے از زلف و زنخدانِ بتاں پیر گشتی خوب ناید گوئے و چوگاں باختن	٧

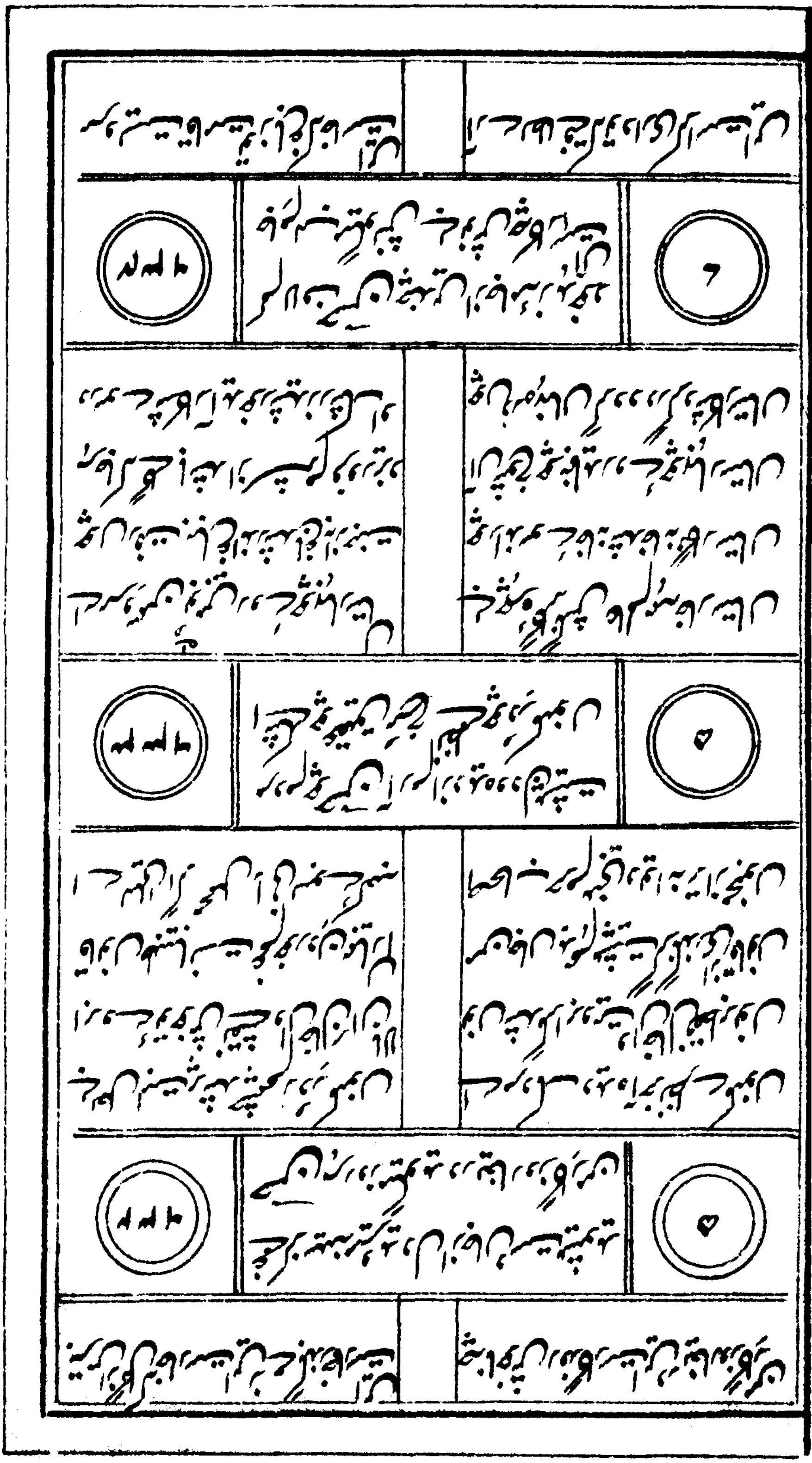
کار عاشق نیست بے معشوق چندیں زیستن
بے لب جاں پرور او مردنست ایں زیستن
گفتیم در عاشقی در باز دیں و دل ، بلے
جز دریں مذہب نشاید بے دل و دیں زیستن
وہ چہ شیریں آمد از فرہاد جاں دادن بعشق الحـ
تا قیامت بعد ازاں برنام شیریں زیستن
من بروئے تو ہمی بینم جہاں از من مرو
زانکہ ذوقے نیست بے چشم جہاں بیں زیستن
ہر زماں از شرم می میرم چگویم خود بگو
تا چہ بے شرمی است ایں بے یار چندیں زیستن
گر بیائی مے خورد ہیچ از غم ما غم مخور
عاشقاں را عادت است اے دوست غمگیں زیستن

٦٣٠	مرگ مسکیں وار دہ یارب حسن را پیش دوست چوں کرامت کردیش پیوستہ مسکیں زیستن	٧

دل خوں شد و ندچشم ترآں دلبر ہیا ہچناں
عہد و وفا کمتر شدہ عشوہ گر ہیا ہچناں

۱۸۱

۷



هم سنبلت پریشان هم نرگس تو مست
رویت که هست مصحفے از آیت جمال
یا دل حدیث عشق تو میگفت دل چه
معلوم شد جراحت ظاهر هر آنچه بود
شب بوده ام بخونِ جگر آشنا کنان

اے عالم خراب نهاده جهاست این
بر خیره خط همیکشی انجا خطاست این
این درد را دوا مطلب لا دواست این
خون کز دو دیده میرود م از کجاست این
ناگه خیالت آمد و گفت آشناست این

٦٣٥	دلبر بچشم دل ز میان رفت صبر کن از هیچ کس منال حسن کز خداست این	٥

اے که از شرم رخت روے نهفته پریان
مشتری یکطرفے دار داز افلاک و تو ماه
لشکر غمزهٔ تو دین مرا غارت کرد
شب همه شب غم عشق تو ندیمست مرا

برده لعل لب تو آب همه جوهریان
میشوی طالع و ز هر طرفے مشتریان
چه کنم غارتیانند همه لشکریان
ذکر خوبیٔ تو افسانهٔ شاه پریان

٦٣٦	حسن از جمله جهان روے بدین در دارد لاف ازین در نتوانند زدن هر دریان	٥

آن جان همه عالم و آن میر همه میران[ل]
دل مست مدام او و بر بسته بدامِ او
عشقم ز کجا افتاد تا کرد دلم پر خون
این کودک نورسته چون سرو روان یاز

بگرفت جهانِ دل بر رسم جهانگیران
یکشهر غلامِ او بر رسم همه میران
این فتنه ز چشم بود اے خانهٔ او ویران
از کوے که می آید تو به شکن پیران

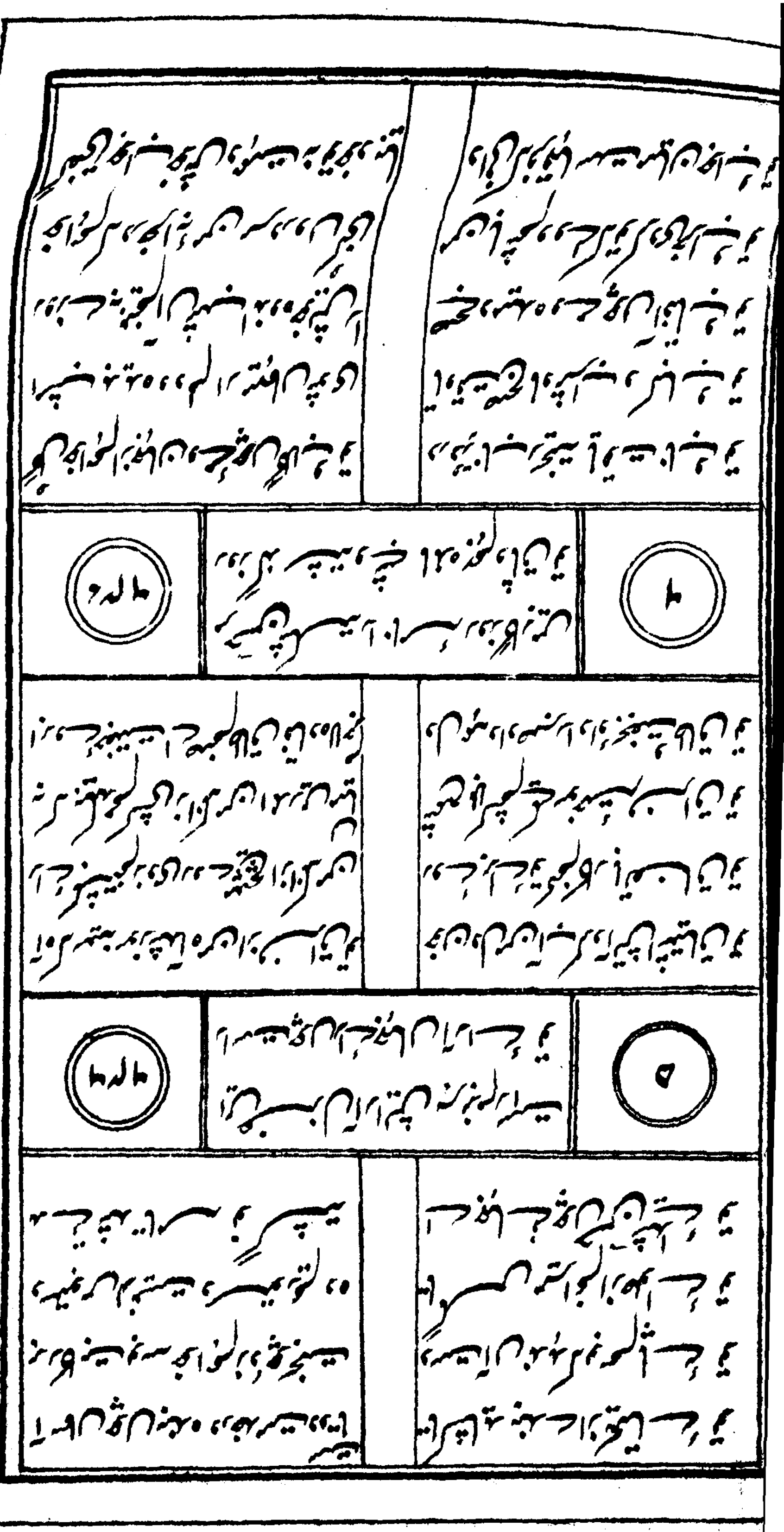
ل او میر همه میران

۲

۲۱۲

۵

۲۱۲



[illegible]	[illegible]
٥	[illegible]
[illegible]	[illegible]
٦	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۶۵۴) تو گل او بلبل آں . بہتر کہ نکشاید زباں بے تو (۹)

زہے شرمندہ گلبرگ تر از تو | حلاوت وام کردہ شکر از تو
بنہ لب بر لب جام و مرا دہ | کہ ہم نقل از تو گیرم ساغر از تو
چو سروے رستۂ اندر دل ما | کہ یارد کو خورد جز من بر از تو
نہ خوبے چوں تو خیزد در ہمہ شہر | نہ چابکتر بجملہ لشکر از تو
اگرچہ غائبی از روئے ظاہر | بباطن نیست کس حاضر تر از تو
مرا ہر شب بیاد روئے خوبت | گل و لالہ دمد در بستر از تو
مرا کشتی و ایں بد کردن امروز | چہ نیکو میرود اے دلبر از تو
ہمہ در روئے تو حیراں بمانند | کہ خواہد داد روز محشر از تو

(۶۵۵) حسن گہ سر نہد در پات گہ روئے
نہ سر دارد دریغ و نہ زر از تو (۷)

قد تو سروے عجب دیدم مہ تاباں برو | روئے تو ماہے و خورشید فلک لرزاں
آنچہ رخسار ست تر و تازہ است باآں خط خوش | یا گل سوریست رستہ جابجا ریحاں
گر قند روزے خضر را بر لب شیرینت چشم | وہ کہ تا چوں تلخ گردد چشمۂ حیواں
دی کہ میرفتی تو عقل من مرا انصاف داد | کایں چناں کو میرود عاشق شدن نتواں
زلف جاں آویز و چشم دلستاں بنما بمن | تا تن خاکی بریں خوبی نشاند جاں
گفت مشاطہ روم رویش بیارایم چو مہ | چوں حریر سادہ ہست از مشک کم فرماں

۱ بردہ ۲ تا دہ تن خاکی بہ آسانی نشاند جاں برو.



۶۵۸ هر گنهے کہ میکنی عذر کہ میکند طلب / اے همه طاعت حسن گرد سر گناه تو ۵

لعل دلارامم نگر آرامگاه جاں درو	کفر سر گیسوش بیں سرمایهٔ ایماں درو
حوریست در صورت قمر انجم از و زیر و زبر	روحیست در ظاهر بشر روحانیاں حیراں درو
در ظلمت زلفش مرو رو گرد لعل ناب او	یک سبزه بیں خضر وش صد چشمهٔ حیواں درو
زلف و خط مردم کشش این چیں گرفته آں حبش	چشم از همه خونریز تر از غمزه ترکستاں درو

۶۵۹ خود کیست بیچاره حسن تا خون او ریزد کسے / یکمشت خاکست او بلے از یاد جاناں جاں درو ۴

اے شمع آشنائی ما چشم روشن از تو	ویرانهٔ غریباں گلزار و گلشن از تو
اے دیده مردمی کن مهمان من شو امشب	بر چشم من قدم نه اے خانه روشن از تو
تو باغ عاشقانی اے کاش تا قیامت	قمریت بودے من طوقے بگردن از تو
اے دوست تا دلم را کردی بکام دشمن	بسیار شکر گفتم با دوست دشمن از تو
چه باک اگر زمانه جاں از تنم برآرد	تا ذخیره دارم صد جاں دریں تن از تو
برخیز تا که هر دو رقصے کنیم یک جا	من مستم و تو مستی تو از مے و من از تو

۶۶۰ جان حسن مرنجاں زیرا که هستی اے جاں / تو پاک دامن از وے او چاک دامن از تو ۴

گر غم قسمت کنی غم باش گو	ور بلائے داده هم باش گو

عقدِ علم گر برفت از انتظام
گر دلِ غمخوار کردی غرق خوں
از غمت هر زخم کاید برد نست
روی تو دیدن چو صبحم آرزوست
بی لب و رخسار تو راحت کجاست

عقدهٔ عشق تو محکم باش گو
آن دل خونخوار خرم باش گو
هر کرا دل نیست بغم باش گو
ور زبانی نیست یکدم باش گو
جوی خضر و باغ آدم باش گو

(۶۶۱) مهرهٔ مهراز از حسن بر میچینی
بر مچیں ایں مهره در هم باش گو (۷)

مائیم یک قبا شده آن یک قبا گرو
اکنوں که وقت لشکری آمد چه ساں روم
گر میهماں بیاید جای نشست کو
شرمنده مانم از پی ترتیب نان شاں
کس نیست تا که کوزه آبی دهد مرا
یک خانه پر کتاب کنوں کاغذی نماند

در دست چرخ خانه بهای سرا گرو
اسپم گرو سلاح گرو چارپا گرو
صفه گرو رواق گرو بارجا گرو
قزعاں گرو تغار گرو آسیا گرو
شادی گرو ملیح گرو زیرکا گرو[1]
حجت گرو قباله گرو ماجرا گرو

(۶۶۲) عالم ز بی نوائی اکنوں چناں شده ست
بر خلق می نهم چو حسن خویش را گرو (۵)

دل بدو دادیم چوں دلجوست او
چوں صبا بر هر که روزی بگذرد

هم نشین و هم نفس هم دوست او
می نگنجد همچو گل در پوست او

[1] نام غلامان شاعر

دل ز زلفِ او شکایت میکند   معتبر نبود پریشاں گوست او
ہر کہ خواہد یار نیکو رو اگر   عالمے بدگویدش نیکوست او

(۶۶۳) (۹)

گر کسے راہست در عالم کسے
مر حسن را ہر دو عالم اوست او

اے حسن عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو   دام ہستی بر درو مرغ بلا را دانہ شو
حاصل عالم چہ پرسی عشق را بر کش علم   دہ بدہقاناں رہا کن شحنۂ ویرانہ شو
در مقالات رخش چوں آئینہ یک روی باش   در صفاتِ گیسوانش صد زباں چوں شانہ شو
زلف او زنجیر شد دیوانگان عشق را   اے خردمند جہاں گر عاقلی دیوانہ شو
ظاہر اندر جامۂ زہدی و باطن سوئے جام   مرد آں پیماں نئی دنبال ایں پیمانہ شو
جاں شیریں در رہ جاناں بدہ فرہاد وار   گر فسانہ میشوی بارے چناں افسانہ شو
پنجۂ ہمت قوی کن طوق زنجیر استوار   خواہ شیر کعبہ و خواہی سگ بتخانہ شو
در رہِ دلبر منہ بر خویش و بر بیگانہ دل   خویش[1] کن از خود جدا و ز خویش ہم بیگانہ شو

(۶۶۴) (۹)

کار مردانست بر روئے نکو عاشق شدن
اے حسن عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو

قوت جاں در لعل خنداں دار د او   آب حیواں در زنخداں دار د او
در ہمہ عالم نظر کردم بسے   آں ندارد ہر کسے کاں دار د او
انچہ یوسف داشت در حسن و جمال   بیش زاں اکنوں دو چنداں دار د او

[1] خویش بیگانہ باش

سینهٔ سیمین زمش رامبیں — دل بسختی همچو سنداں دارد او
از رخِ چوں لاله وز قدِ چو سرو — عاشقاں را باغ و بستاں دارد او
صفحهٔ روئے زمیں در چشم من — بے رخِ خود همچو زنداں دارد او
زیر درج لعل و یاقوت لبش — وه چه شیریں دُرِّ دنداں دارد او
گرد روز رخ شب زلفین خویش — گوئیا بهر چه پنهاں دارد او

٦٦٥ — گر حسن از غم بنالد آشکار / درد پنهاں در دل و جاں دارد او — ٧

اے منور گشته روے آفتاب از روئے تو — یک دلی دارم در و صد گونه تاب از روئے تو
روئے خنداں خوئے آلوده چینی پوشی ازانکه — جمله مجلس در گلست و در گلاب از روئے تو
راحت جاں گر لقب کردند گل را در بهار — چند روزے عاریت بود آں خطاب از روئے تو
مه چو روبت کے بود زاں روئے تو پیوسته نور — میبرد از آفتاب و آفتاب از روئے تو
رو بسوئے قبله باشد هر کسے را در دعا — قبلهٔ من تو دعایم مستجاب از روئے تو
حسن یوسف را سخن سازاں صفتها کرده اند — ده اجازت تا براندازم نقاب از روئے تو

٦٦٦ — روے بکشا زانکه اکنوں ها حسن را از فتح / وعده کردند با وے فتح باب از روئے تو — ٧

دارم دلے دیوانهٔ درهم بسان زلف تو — دیوانه و در پائے او بند گران زلف تو
اے کرده زلف خویش را شوریده چوں احوال من — من بندهٔ شوریدگاں اوّل ازاں زلف تو

[illegible]

[illegible]

(٥) [illegible]

٦	[illegible]	٧٢٢

[illegible]

[illegible]

٥	[illegible]	٦٢٢

[illegible]

[illegible]

من فرو ریزم انده نو نو	دیدها ماجرای دیرینه
گر ز یار قدیم می پرسی	منم آن مبتلای دیرینه
سر ما آستان حضرت دوست	که گذاریم جای دیرینه

۶۶۹ — ۷

تو جفاها همی کنی و حسن
همچنان بر وفای دیرینه

مرد نه تا همه دل خون نه	لاف محبت چه زنی چون نه
با تو چه ضایع کنم افسون عشق	سنگ دلی قابل افسون نه
طعنه مزن نقطهٔ تقلید را	چون تو ازین دایره بیرون نه
مدعیی گفت بلیلی به طنز	رو که چنان پایت موزون نه
لیلی ازین حرف بخندید و گفت	با تو چه گویم که تو مجنون نه
خشم فرو خور همه عالم تراست	تا نکشی مار فریدون نه

۶۷۰ — ۷

ای حسن احوال تو دیگر شدست
آنچه که اول بدی اکنون نه

شورشی زان لعل شیرین در جهان افگنده	آتش غم در روان عاشقان افگنده
یوسفی یا ماه گردون یا فرشته یا صنم	دائما عشاق را اندر گمان افگنده
خون دلها ریختی چندانکه بیند چشم من	کشتگان عشق را در هر مکان افگنده
ماه رویا نالهای زار من بین و بگو	کاین چه فریادست کاندر جسم و جان افگنده



۶۷۳ — **۷**

چندگوئی رحیم دل شده ام
بر حسن رحم کن اگر شده

ای از در لطافت هم سنگ تو گهر نه
وز بذلهای شیرین هم تنگ تو شکر نه

هرگز نبود بسته چون غنچه دهانت
گل در شب نخفتیس می باشد و دگر نه

شاخ تمام قامت هم قامت تو نبود
ور سرو سر بلند است هم با تو سر بسر نه

چون دید در تو نرگس چشمش بماند حیران
در باغ هم بماند اما در آن نظر نه

هر شام تا سحرگه در سایه دو زلفت
چون شمع میگدازم همسایه را خبر نه

پیش آکه از دو چشم صد جوی خون روانست
آنگه نه آشنایان کس را بما گذر نه

۶۷۴ — **۷**

زاشک حسن حسن را تا لب رسید طوفان
ای دستگیر عاشق دستی بگیر ورنه

ای ز لعلت آب حیوان ریخته
لولویت آتش ز لعل انگیخته

از قد تو شاخ طوبی بشکند
ای لب تو آب کوثر ریخته

شاه انجم بر بساط آسمان
خانه خانه از رخت بگریخته

آسمان عقد ستاره در هوات
هر سحر از روی خود بگسیخته

خاک درگاه ترا از روی عطر
آهوان با نافها آمیخته

زلف جان آویز تو دیدم شبی
ماند جان من بدان آویخته

۶۷۵ — **۶**

گفت نعت حسن تو بنده حسن
بس دقیقست آن و نیکو بیخته

ے ور ہے پیش من از دو چشمش صد چشمه خون روان شد ہے از برش ے در

عمرم فدای روی تو ای مه چگونه | عمریست تا ندیده امت ده چگونه
بی تو چو ماه داشتم کاهشی تمام | بی من تو ای تمام تر از مه چگونه
امشب اگر چه ننمایی رخ چو صبح | چون صبح از افق دمد آنگه چگونه
مه نیم جام شکل بدین گاو پشت راند | مائیم و یک صراحی و خرگه چگونه
گفتم دلا بچاه زنخدان او مرو | ای پا بگل بمانده دران چه چگونه

(۶۷۶) ره میروی دل حسن خسته می بری
ای برده صد هزار دل از ره چگونه (۶)

ای در همه روم و ری یک روی چو رویت نه | کوی تو چو فردوست فردوس چو کویت نه
یوسف شده در خوبی بل خوبتر از یوسف | از دیدن او سیری وز دیدن رویت نه
تنها نه منم دل را بر بسته بموی تو | کو آنکه بهر موی دل بسته مویت نه
شوریدگی عالم از خوی تو شد نی نی | از بی نمکی پخت است از تلخی خویت نه
تو چشمهٔ خورشیدی من ذرهٔ خورشیدت | هر سو که روی چشمم مشنو که بسویت نه

(۶۷۷) بگذار حسن دعوی گر عالم معنی من
رنگیست نمی بینم چه رنگ که بویت نه (۷)

شاید ار یار کشد پرده بران روی چو ماه | چه توان کرد دران روی بدین دیده نگاه
گر بداور برم او را که دلم را برد است | نبود راست تر از قامت او هیچ گواه
آب حیوان نستانم بدل خاک رهش | نور یوسف که بدل کرد بتاریکی چاه

توبه فرمادیم از عشق مبادا که کنم	نیست در مذهب عاشق بتر از توبه گناه
هر یکی از ورق عشق فرو خواند و نشد	بحقیقت کسی از سرّ حقیقت آگاه
چه توان کرد اگر بخت بمنزل نرسید	خضر را نیز درین بادیه گم گردد راه

٦٧٨ — ٧

حسن از سر طلبد از تو بشکرانه بده
طالب سر شده "ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللهِ"

آه یارا که ز درد دلم آگاه نهٔ	آه من می شنوی محرم این آه نهٔ
هیچو گل محرم مستان شبانگه می باش	گر چو گل مونس مرغان سحرگاه نهٔ
تخت شاهیست که بر فیل نهد فرزین بند	رخ درین عرصه منه بیدق این شاه نهٔ
رخش تسلیم تو در صف صفا می لنگد	مرد میدان توکلت علی الله نهٔ
سیر سیاره چه پرسی ز منجم شب و روز	که تو در احسن تقویم کم از ماه نهٔ
منم و بادیهٔ حیرت و گمراهی چند	تو عنان باز کش ای خواجه که گمراه نهٔ

٦٧٩ — ٩

گفتیم ای حسن این خرقه چه کردی تو کبود
وه ز دودے که بروں میدهم آگاه نهٔ

چو بنمائی رخ گلنار گونه	گل اندر حال گردد خار گونه
همیشه چشم تو مست است جانا	دلی در دلبری عیار گونه
بدفع چشم بد گرد لب لعل	یکی خطی بکش زنگار گونه
شفا حاصل نشد درد دلم را	مگر زان نرگس بیمار گونه

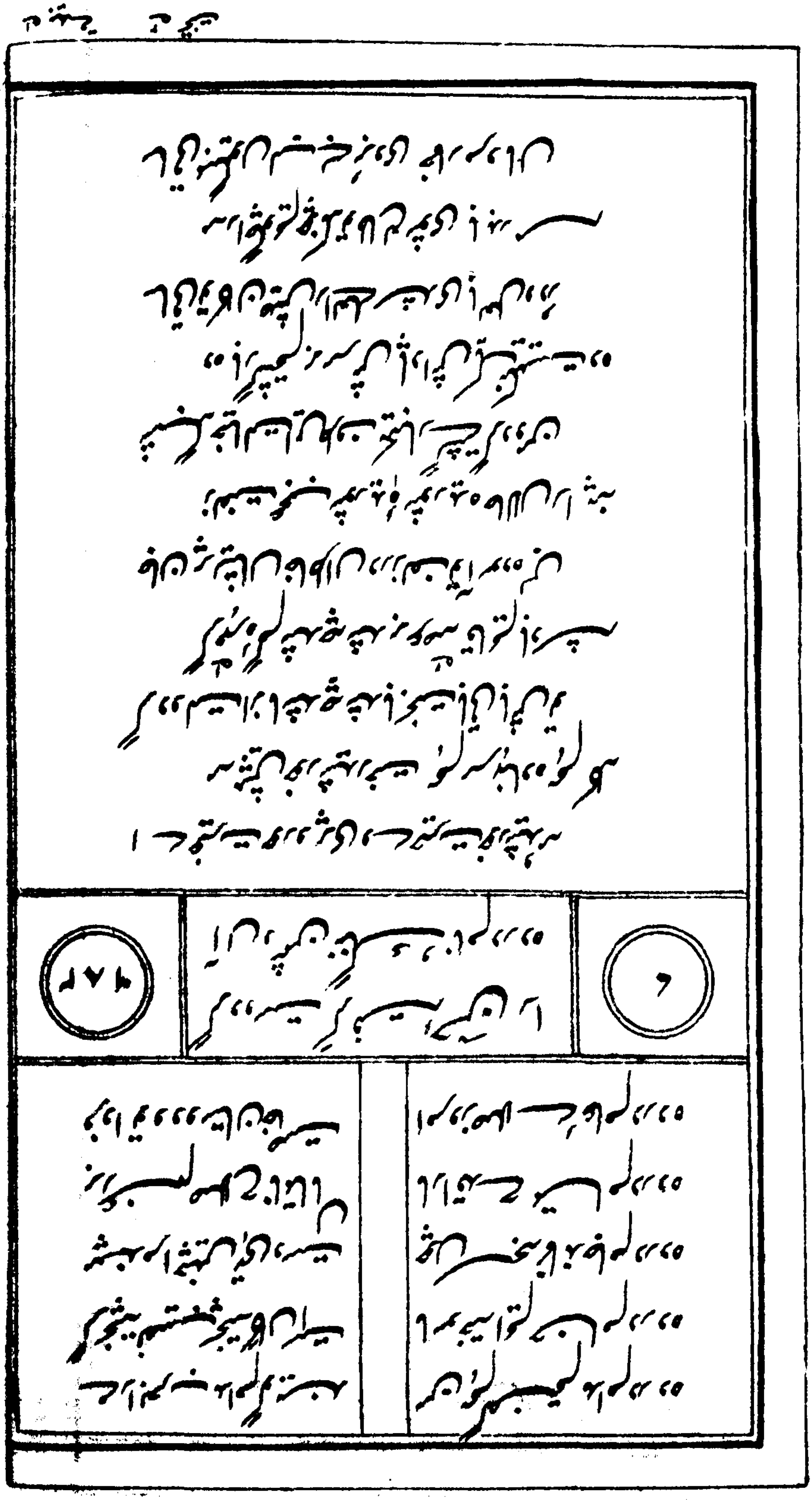
[illegible]	[illegible]

١٧٨	[illegible]	٢

[illegible]

٠٧٨	[illegible]	٥

[illegible]



۵۷۲ | [illegible] | ۶

[illegible]

۶۷۲ | [illegible] | ۷

[illegible]

۳۷۲ | [illegible] | ۹

[illegible]

[illegible]

۶	[illegible]	۲۷۸

[illegible]

۶	[illegible]	۲۷۸

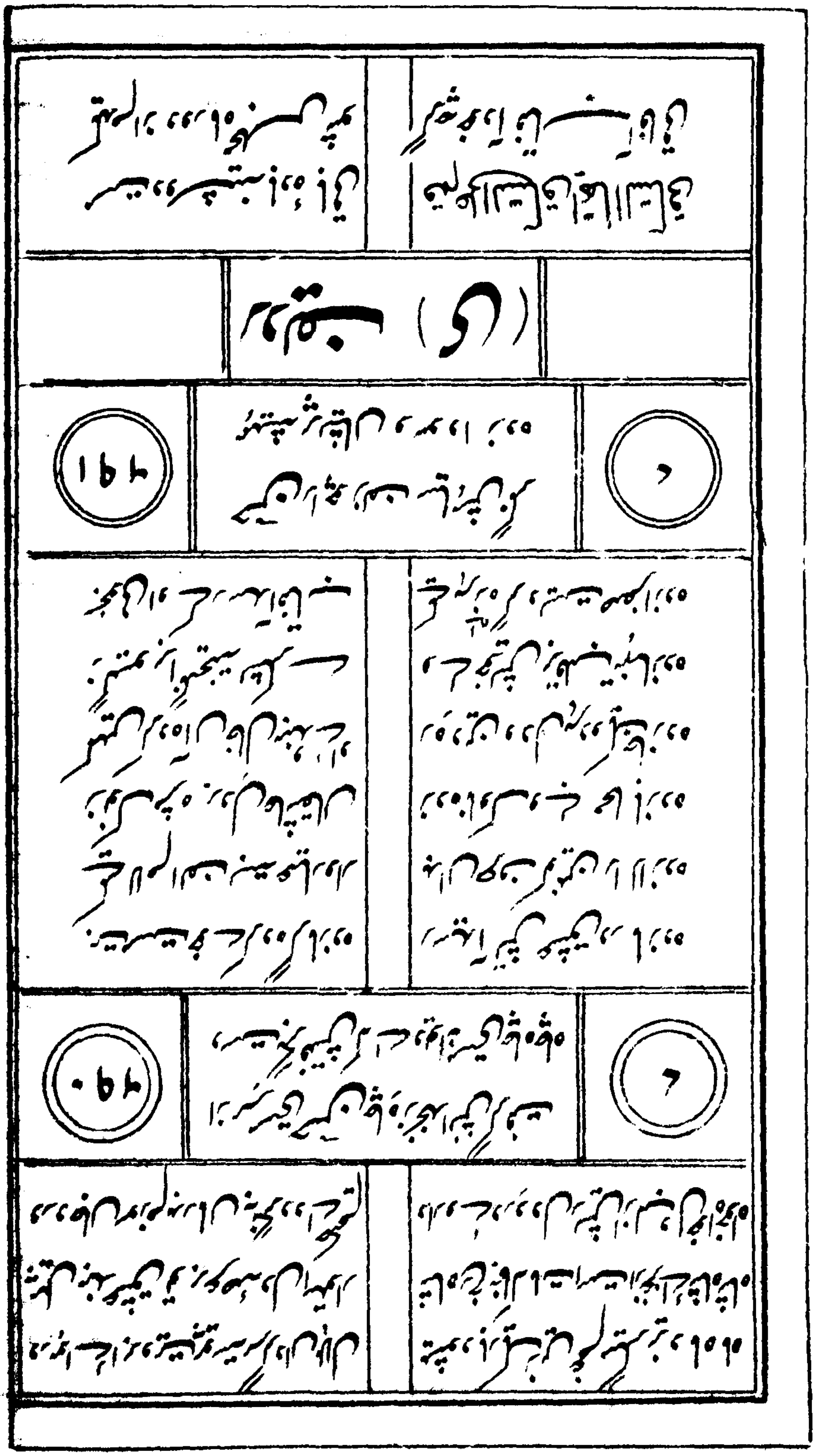
[illegible]

۲

۶۷۲

۷

۷۷۲



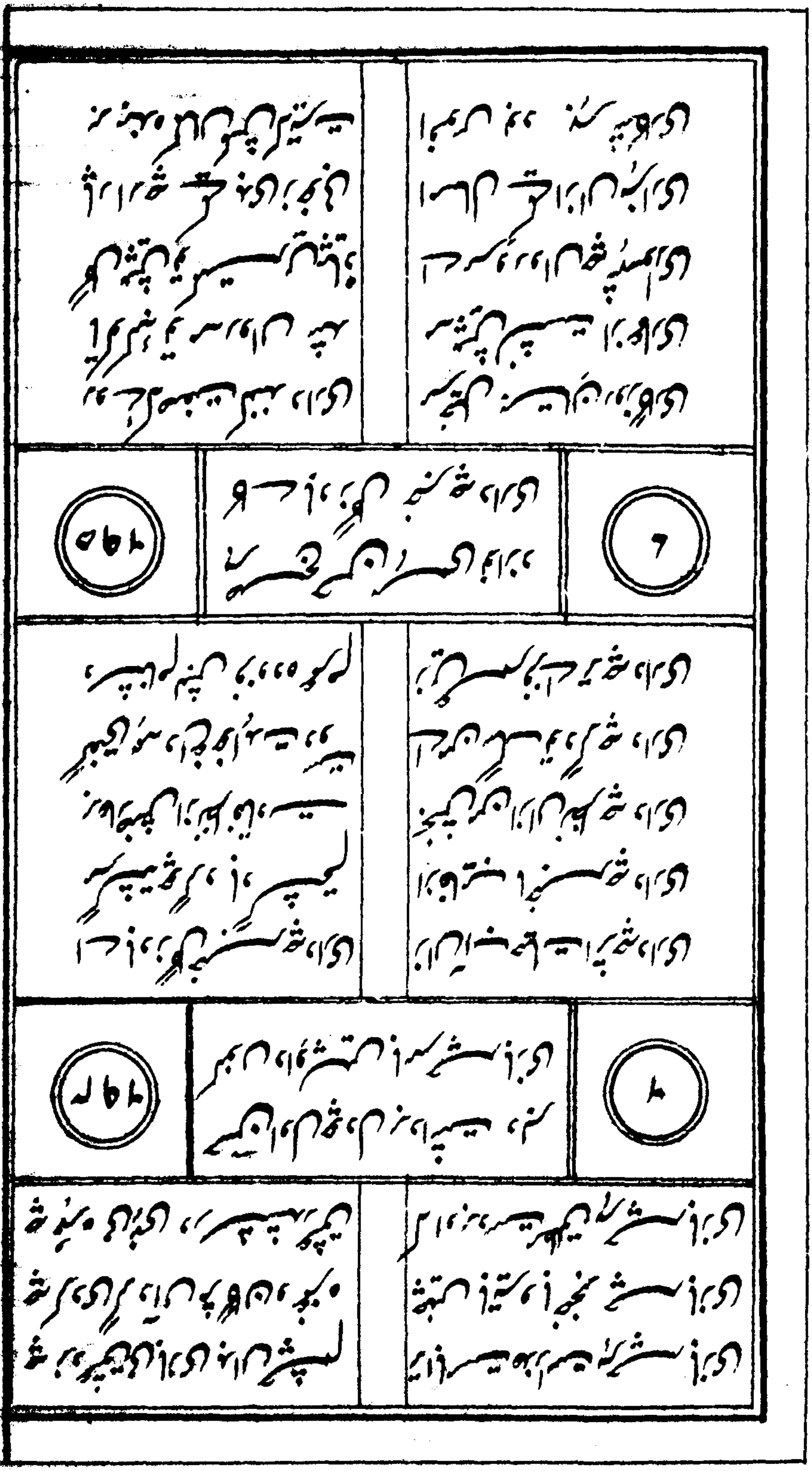
دل بیک داؤ برده احسنت | بچو ابروئے جفت خود طاقی
قول خود راست کے توانی کرد | که ز پرده دراں عشاقی
پار بستی بقول خود میثاق | تا خود امسال هرچه میثاقی
قصد جاں میکنی و خوشنودم | گه تو مقصود جان مشتاقی

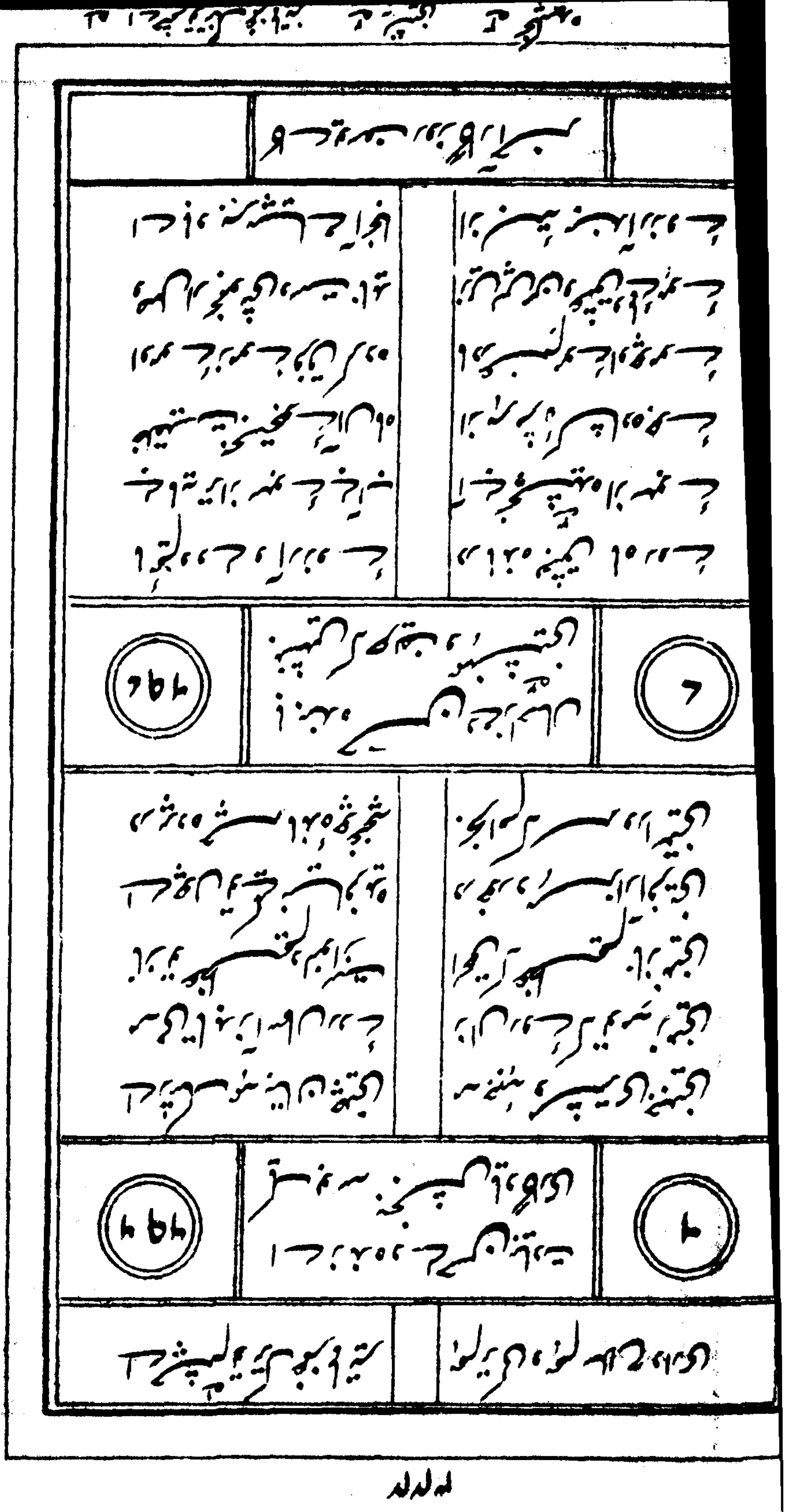
۶۹۲
بحسن ده بوجه احسن وام
تا کند جمع غصه در باقی
۷

زہے خلعت نهاده بر قمر پائے | ز خط عهد خود بیروں مبر پائے
منے از رشک رخ تو داغ بر دل | گل اندر جیب دارم خار در پائے
تن از بهر رکابت خسته کردم | مگر بوسے توانم داد بر پائے
اگر یک پائے بر چشم بمالے | بمالم چشم دیگر بر دگر پائے
سخن می بشکنی تا وقت گفتن | ز تنگی دهانت شد شکر پائے
ز عشق آنکه بر خلعت نهم سر | قلم کردار میسازم ز سرپائے

۶۹۳
اگر جورت حسن را دیر تر گشت
تو از دور فلک هم دیر تر پائے
۷

دلا با آں لب دلبر چه بازی | ترا صفراست با شکر چه...
ببازی دین تو برد آں دغا باز | حریف خود نه بینی هر چه...
حذر کن اے تنک دل زاں دل سخت | کلالے را با آهنگر چه...





۵	[illegible]	[illegible]

[illegible]

۶	[illegible]	[illegible]

[illegible]

۶	[illegible]	[illegible]

۶

۱۰۶

۵

۱۰۶

باز آکه درین میداں کس نیست حریف تو	شمشیر زدن از تو از ما سپر اندازی
اے در تنِ مسکیناں از تیغ تو جانے نو	افتد که بریں کشته زخمے دگر اندازی
جاں را هدفے کرده نزدیک تو می آیم	تا ناوک مژگاں را نزدیک تر اندازی
اے چشم و چراغ جاں ناز تو چه کم گردد	گر جانب بدروزاں روزے نظر اندازی

۶۰۵

کت گفت که شہرے را بدہی بکرم دستے
چوں وقت حسن آید از پاش در اندازی

۷

در ستم راستم یک رائے و یک روے	کجی در من نه بینی یکسر موے
عروس دہر تا در جلوه آمد	دلم ہرگز نظر ننداخت ہر سوے
که خواہد آں عروس بیوفا را	که ہر روزے که نو شد نو کند شو
یکے چوں بگذرد دیگر در آید	بآمد شد عمارت یافت ایں کوے
ہمه بر تسبیع خود کم می تواں یافت	طبائع را تفاوتہاست در خوے
نه در ہر روے بینی رنگ یوسف	نه در ہر پیرہن دریابی آں بوے

۶۰۶

نباشد حاسداں را با حسن خوش
بتابد زنگبار از آئینه روے

۵

اے که لاف از عالم من میزنی	ترک عالم کن گر ایں فن میزنی
دین و دل دادی بدنیا اے عزیز	دوستاں را کفش دشمن میزنی
روز بانِ خویشتن را سر ببر	بے زباناں را چه گردن میزنی

عربده با چرخ داری ای عجب	کوه را سنگ فلاخن میزنی

۷۰۶ — **۵**

ای بمعنی صد شهی همچون حسن
چون بمعنی میرسی تن میزنی

دلا خواهم که یک ساعت تو وصف یار ما گوئی — ولی چون حد حسن او ندانی از کجا گوئی
مرا با هیبت صد دل ای امیر بار هیچ افتد — که احوال گدای چند نزد پادشا گوئی
چو نام عشق بشنوم غمها بشادیها بدل گردد — بشارت نامهٔ عشق است نام یار ما گوئی
همه دشنام گوئی گر سلامی گویمت جانا — من از تو خود نیاز ارم ندانم تا چها گوئی

۷۰۸ — **۶**

همه ز انعام عام تو رسیده بر سر گنجی
حسن اینک بکنج صبر مشغول دعا گوئی

بیا ای تازه سرو جویباری — که نو شد با تو شرط دوستداری
بیک نظارهٔ رویت بهم زد — همه هنگامه پرهیزگاری
همه پیش تو سرگردان چو گوئیم — بزن چوگان که تو چابک سواری
چرا سرخست آن دامن قبایت — سرشک ماست یا خون شکاری
خیال روی تو وانگه دل من — درین کلبه نگنجد آن عماری

۷۰۹ — **۶**

حسن یار تو شد تو یار او شو
که یاران این چنین کردند یاری

117

[illegible]

ای بیاض شمع بتان چشم چراغ دل تویی — روز من از تست روشن اختر مقبل تویی
عالم باطن تو داری میل ظاهر حکم نیست — در زبان با دیگران مشغولم و در دل تویی
گر بکنج خانه نشینم فرد آن خانه ز تست — ور روم آیدم همراه و هم منزل تویی
در سواد زلف تو اشکال بینم مو بموی — من نمیدانم معما دان آن مشکل تویی
پرسم از هر ساربان کت چیست در محمل بگو — پرسم از محمل ولی مقصودم از محمل تویی

۷۱۰ — ای حسن جان برفشان بر صورت مقبول یار / با تو زان گویم که این احوال را قابل تویی — ۷

من که باشم تا مرا تشریف همرازی دهی — کاش کز پابوسی خویشم سرافرازی دهی
نزد عشقت پاک میبازم ولی ترسم از آنکه — کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دهی
چشمت از خنجر گذاری عالمی را خون بریخت — غمزه را دیگر چه شغل ناوک اندازی دهی
بنده خود را میکشد هیبت زمانی خوش بده — وه چه خوش باشد اگر تیغی بآن غازی دهی
طره را از خال هندوی کن که نیکو ناید آنک — دزد را با آن چنان طرار آن بازی دهی
تنها میسازم از نقد سخن در وصف تو — تا من درویش را ملک سخن سازی دهی

۷۱۱ — گر بنوشی دُردی از خمخانه در دی حسن / داد معنی از می سعدی شیرازی دهی — ۷

ای عشق ترا بر دل من منت جانی — جان را بتو بخشم که تو جان بخش جهانی
این دیده ما سوی تو دایم نگران بود — ای رفته و بگذاشته بر ما نگرانی

[illegible]

۸	[illegible]	۱۷ھ

[illegible]

٥	[illegible]	۱۷ھ

[illegible]

چشم تو بیک غمزہ جہاں بستد و نرگس
عالم تو بنیک است تو بخشائے کہ سلطاں
نوروز بفصل گل و در صد ورق وے

این دولت در خواب ندارد کہ تو داری
این گوہر نایاب ندارد کہ تو داری
یک فصل ازین باب ندارد کہ تو داری

٧١٤	بوے بحسن دہ کہ خود مست آں لطف کیں لطف مے ناب ندارد کہ تو داری	٥

جگرم بے تو کبابست تو ہم میدانی
دوستی نیست کہ در باغ نشینم بے تو
بامید تو کنم صبر ولیکن چہ کنم
ہم ازاں تشنہ نوازی کہ لبت کرد شبے

دل دیوانہ خرابست تو ہم میدانی
باغ بے دوست عذابست تو ہم میدانی
عمر در عین شتابست تو ہم میدانی
جان من در شکر آبست تو ہم میدانی

٧١٥	از حسن این چہ سوالست کہ معشوق تو کیست این سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی	٥

بخون دیدہ می غلطم چو مستے
چرا چوں تو بتے در پردہ باشد
اگر سروے چنیں زیبائی خواست
شکست قلب مسکیناں گرانست

چرا ندہی دریں غرقاب دستے
مگر از ننگ چوں من بت پرستے
جہاں از فتنہا ایمن نشستے
مرا تحیست اندر ہر شکستے

٧١٦	اگر خون حسن را ریخت چشمت چہ میرنجی خطائے کرد مستے	٧

ے از یا

گے یا سرو یا بدر منیری	بہ ہر شو[1] چہ کہ گویم بے نظیری
برے ناخوردہ از نخل جوانی	دریں[2] حسرت بسر بردیم پیری
دل و دیں خدمتئ تست بپذیر	سرے شکرانہ گر ہم می پذیری
زگور کشتہ ات می آید آواز	کہ یا رب قاتلِ ما را نگیری
یکے در ہمت ذرہ نگہ کن	ہوائے کیستش با آں فقیری
اسیرت خواہم ایں دل را[3] وہرگز	خلاص او نخواہم زاں اسیری

۷۱۷	حسن عمر تو از نو تازہ گردد اگر در پائے مہ رویاں بمیری	۷

زہے روئے خوبت بہار خوشی	غم تو مرا غمگسار خوشی
تو سروے زبالا رواں کردہ خوش	من از دیدہ ہم جویبار خوشی
رخت خوشتر از روئے گل در بہار	خط تو برو نو بہار خوشی
ترا گرد لب سبزہ زارے خوشست	مرا از مژہ لالہ زار خوشی
مرا دوش با تو شبے بود خوش	نہ شب بود بل روزگار خوشی
لبت پر مے و چشم ہا پر خمار	شراب خوشی یا خمار خوشی

۷۱۸	غزل خوب خواہی حسن رانجواں کہ یادت دہد روزگار خوشی	۹

اے کہ سر تا بقدم جاں کسے	جاں کشم پیش تو جاناں کسے

[1] بہ ہر وصفے [2] ہمیں حسرت رسانیدم بہ پیری [3] زا

۶	[illegible] [illegible]	۶۸۰

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

۶	[illegible] [illegible]	۶۱۶

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

۲

[illegible]

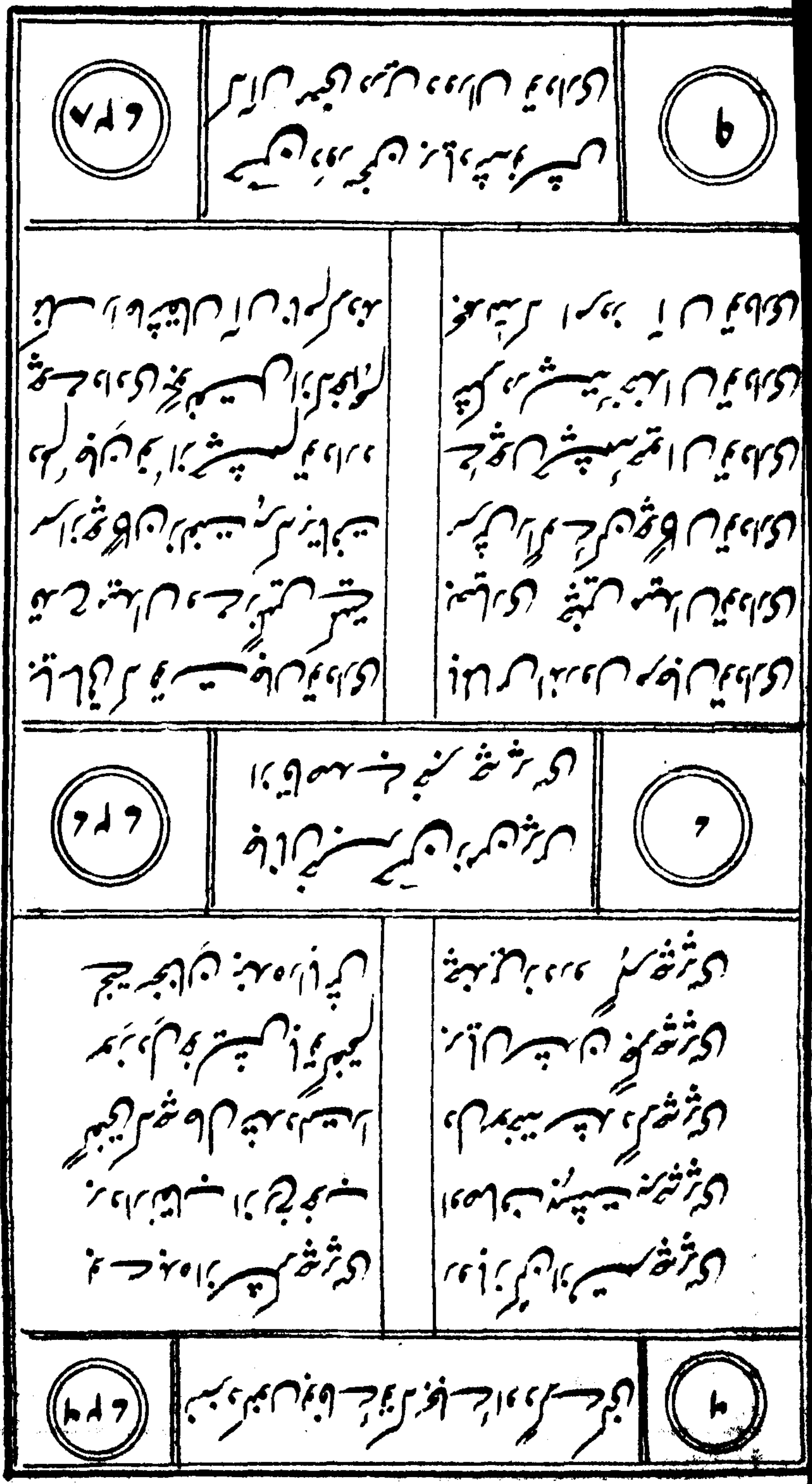
۸۸۲

[illegible]

[illegible]

۱۸۲

[illegible]

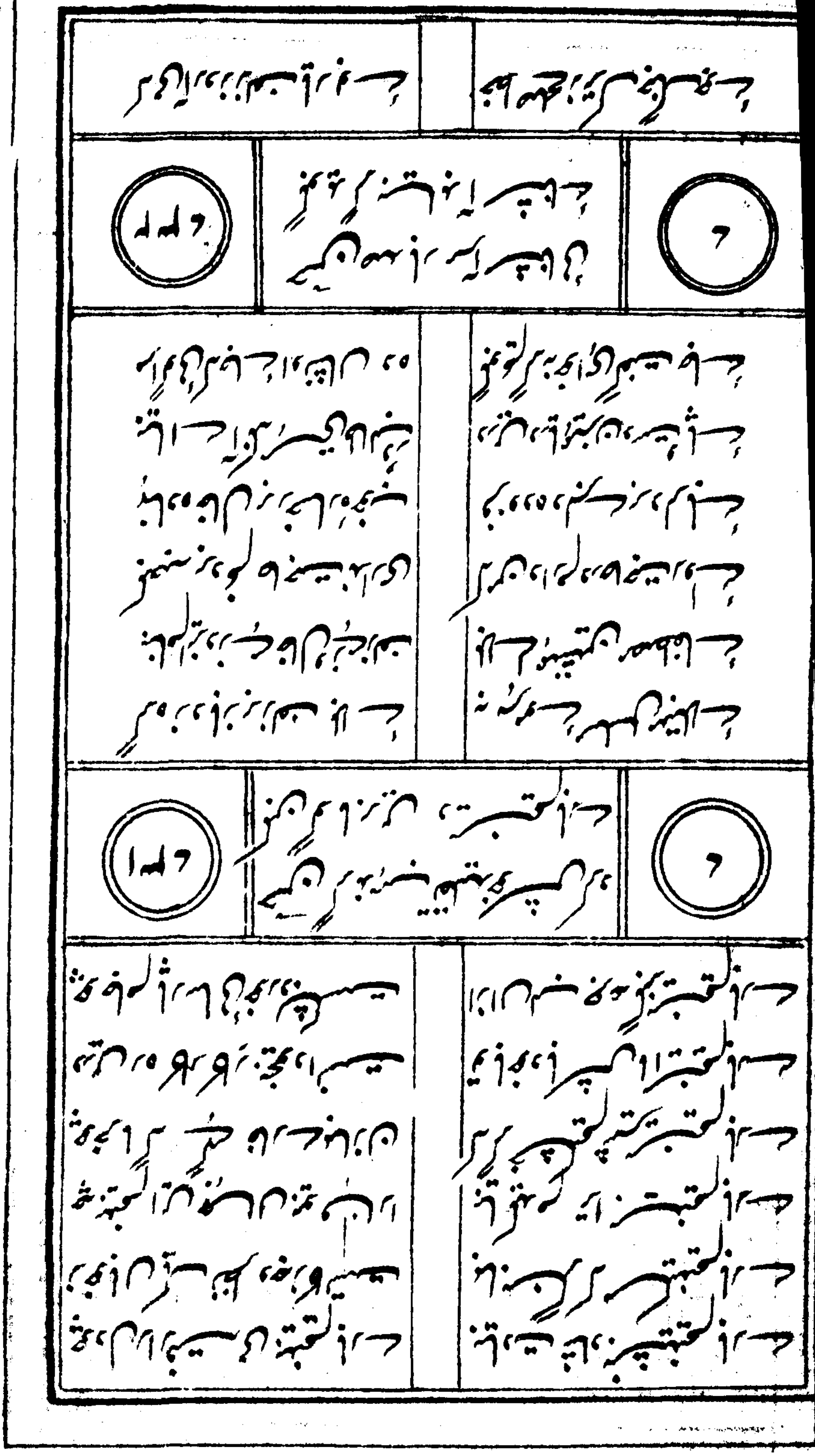


درجاناں زدن کاریست جانی | دلا آں درمزن تا در نمانی
چو میدانی شب آمد ایں جہاں را | یکے شمعے برافروز آں جہانی
مراو از شمع نور عشق دارم | مرادِ من ببن کے میر سانی
گرایں رہ میروی ہشیار میرو | تو ناز نازنیناں راچہ دانی
نثار افشاں تیغ یار جانست | ازو تیغ وز عاشق جاں فشانی
بجاناں داد عاشق جان خود دوش | سُبک بارے برآسود از گرانی
بشہر امروز آوازہ چنانست | کہ نیکو مرد آں بدزندگانی
بہ موسیٰ گو کہ بر ہر کوہ تیغ است | ولے بر طور تیغ لن ترانی

(۷۲۹) بہ تیغ عشق شو کشتہ حسن وار
اگر خواہی بقائے جاودانی (۷)

سرچشمۂ نوش است دہانے کہ تو داری | سررشتۂ عشق است میانے کہ تو داری
کوثر بحضورت بکشاید دہن لاف | کابش ببرد آب دہانے کہ تو داری
گفتی کہ بکشتہ شدنت نیست گمانم | بر بندہ یقین است گمانے کہ تو داری
بشکست صف عقل مرا غمزہ و ابروت | صفہا شکند تیر و کمانے کہ تو داری
از نوک مژہ چاک زدی جوشن صبرم | جوشن چہ کند پیش سنانے کہ تو داری
گر فتنہ بعالم فگند قامت خوباں | بارے ہم ازاں سرو روانے کہ تو داری

(۷۳۰) گفتی حسن آشفتہ خوبان جہانم
چہ خوب جہانست جہانے کہ تو داری (۷)



فروشد دل دراں بالا و ہرگز | نگفتم ہیچ بالا و فروئے
اگر روزے ازاں رُخ فال گیری | زہے روز خوش و فال نکوئے
گل ارچہ تو برتو شد ہمہ لطف | نشد ہمتائے او در ہیچ توئے
بہ یوسف چشم روشن داشت یعقوب | چنینہا چشم دارند از چو توئے
کجا پیراہنِ یوسف کجا ما | بندست از سرِ گیسوش بوئے

(۷۳۳) حسن تو جاں بجاناں دہ کہ خوبست
فدائے خوب روئے خوب گوئے (۷)

زہے دل کز جہاں جانش تو باشی | زہے جانے کہ جانانش تو باشی
گر ایں دل را بتفت عشق سوزند | دراں دوزخ گلستانش تو باشی
دلم در تنگنائے مرگ ماندست | کجا میرد اگر جانش تو باشی
شو و مرغانِ عرشی را نوا بخش | ہراں بلبل کہ بستانش تو باشی
چہ حاجت عطر روح افزائے فردوس | دراں مجلس کہ ریحانش تو باشی
مژہ چوں چتر میدارد مرصّع | بشرط آنکہ سلطانش تو باشی

(۷۳۴) بامیدت حسن با درد خو کرد
خوشا دردے کہ درمانش تو باشی (۷)

زہے دو چشم مرا تو بینائی | کس مبیناد درد تنہائی
چشم از طلعت تو روشن بود | در کہ بینم چو رفت بینائی

هرچه بایست آدمی باشد — همه دارم ولےؒ تو می بائی

درد دیدم ز زود رفتن تو — درد دیگر که دیر می آئی

جاں نپاید اگر نیائی تو — جان من پیش ازیں چه میپائی

هرکرا پاۓ بندگشت فراق — عاقبت سرکشد برسوائی

(۷۳۵) (۷)

حسن ایں جا سرشک خوں می بار
یار یکبارگی شد آنجائی

دلم را در هواۓ خویش بستی — مرا بیدل رها کردی وجستی

که میگوید که رفتی از برم دور — زدیده خاستی در دل نشستی

مرا گفتی دل تو نشکنم بیش — اگرچه عهدها کردی شکستی

لب شیرین تو تا هست میگوں — مرا از سرنخواهد رفت مستی

بهل مستانه درپایت شوم پست — مثل نشنیده مستی وپستی

بکویت آمده درخورچه بینم — دروں کعبه نتوں بت پرستی

(۷۳۶) (۵)

حسن چوں از دو عالم در تو آویخت
براں بے خاناں دراز چه بستی

ترک من دی گذر به خم کردی — مست گشتی وراه گم کردی

مست گشتی وتند راندی رخش — مور بیچاره زیر سم کردی

گفته بودم که دل نخواهم داد — من نه دادم تو اشتلم کردی

ؒ کنوں تو می آئی

تا نه گردند گرد گنج رخت | مارزلفت درازدم کردی

(۴۳۷)

حسن از ساکنانِ صومعه بود
تو بشوخیش وقف خم کردی

(۶)

اے سرو روان جوئباری
روزے ننواخت روزگارم
سرمہ کنم استخوان خودرا
ما دشمن عقل وجاں خویشیم
کارم بہ تمام کرد ابتر

ما بے تو چو بلبلاں بزاری
تو ہم بہ مزاج روزگاری
با آنکہ بدیدہ در نیاری
اے دوست بیا کہ تا چہ داری
بہ زیں نبود تمام کاری

(۴۳۸)

بستت حسن بزلف او دل
حیفت گرش فرو گزاری

(۵)

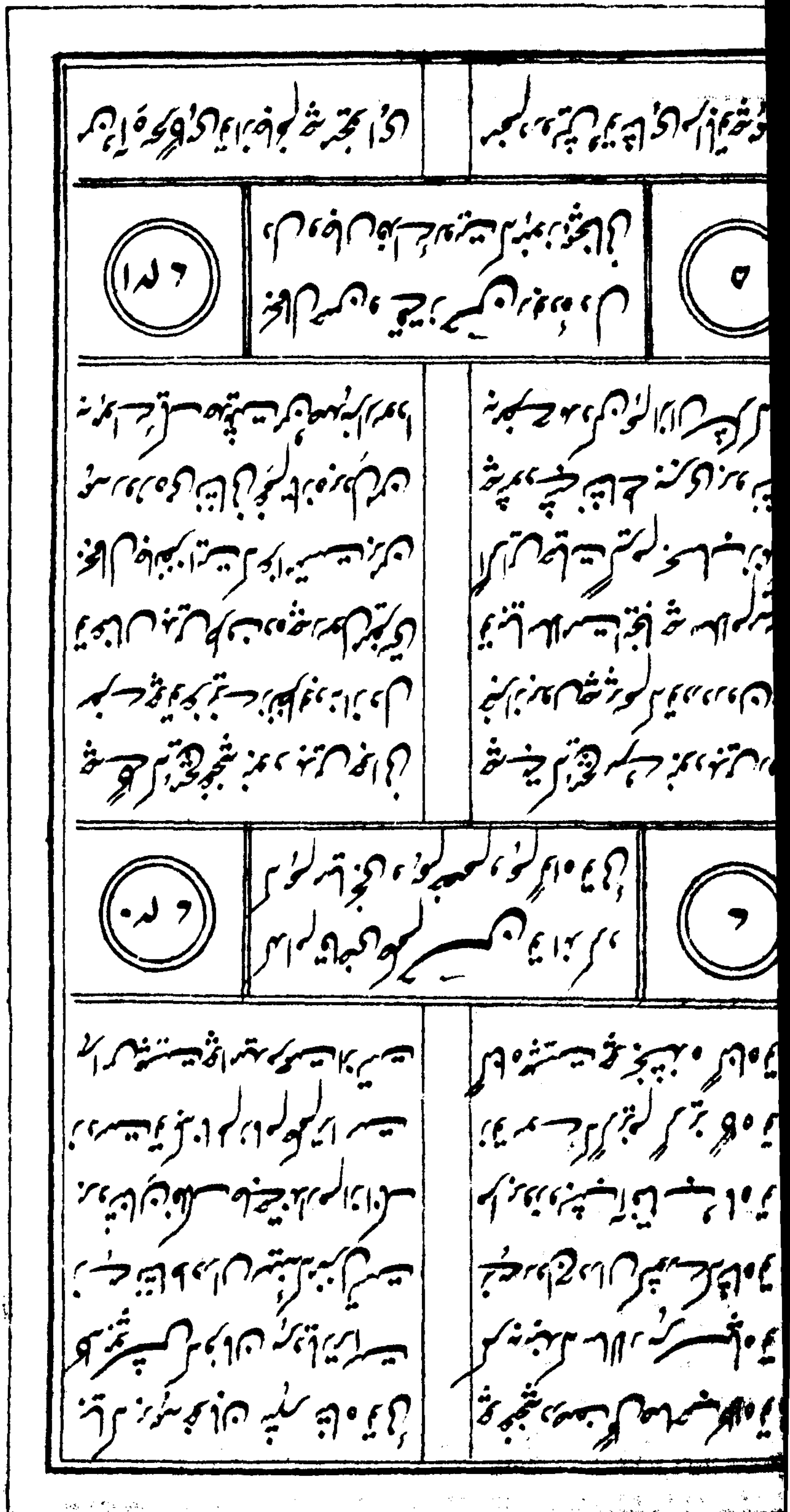
اے تو چسن بادشاہ بندہ نواز کیستی
دُر بزرگ قیمتی تاجِ سرکہ میشوی
روے تو ز نیکوئی بردہ زماہ چاردہ
اے بکرامت آمدہ بر سر وقت بندگان

پردۂ ماہمیدری محرم راز کیستی
سرو بلند قامتی عمر دراز کیستی
اے ہمہ داوٗہات خوش چاردہ باز کیستی
حاجتِ ماروا کنی سرِ نیاز کیستی

(۴۳۹)

بندہ حسن بصد زباں گفت کہ بندۂ توام
تو بزبان خود بگو بندہ نواز کیستی

(۷)



چشم تو جاں ستاں و لب جانبخش — هر یکے در فن خود استادے
داد جستم زگیسوئے تو بتافت — تا فتن چیست گر نمیدادے
کو نسیم صبا که از زلفت — هرکجا مشکلست بکشادے
زلف تو تو بۂ مرا ماند — کہ ہمی بشکند به هر بادے
اے که تا دور عالم است نزاد — از تو زیبا تر آدمی زادے
دل ویرانِ من بدولت عشق — هست امروز محنت آبادے

۶۴۴	به که در پایت او فتم چو حسن نیست مارا جزایں به افتادے	۷

اے رخت اوراق گل را محلے — خود توئی سر دفتر خوبی بلے
سرو هرگز ره برفتارت نبرد — هرگز ایں اقبال یابد کا ہلے
عقل عشقت را ندیده آخرے — آنچناں در آفرینش اولے
از کراں ناید نشانے با تو راست — یکدو بیند هر کجا هست احولے
دل بجاں بسته چه آید بر درت — در حرم نبود جنب را مدخلے
از قدومت هر مقامے روضۂ — وز فراقت هر رباطے مقتلے

۶۴۵	با حسن گفتی چرا عاشق شدی صد جوابست ایں سوالت را و بے	۵

زہے با عاشقاں نوکرده نازے — چو ناز تو مرا با تو نیازے

همه شب در خم آں زلف مشکیں	چه پرسی محنتے دارم درازے
بود گاہے کہ مہمانِ من آئی	شوی بیچارۂ را چارہ سازے
چرا بیمار خود را جاں نبخشی	نمیدارد عفی اللہ جاں نوازے

(٧٤٦) حسن گر روئے تو قبلہ نسازد
مبادا کش قبول افتد نمازے (٧)

جاناں اگر امید من از تو روا شدے	جاں در بلائے ہجر کجا مبتلا شدے
خورشید رویت ار نشدے غائب از نظر	ایں روز روشنم شب تیرہ کجا شدے
از دست وعدہائے تو یا یارب آدم	یارب چہ بودے ار یکے از صد وفا شدے
من ایں جدائی ار شنا دیدے بخواب	ہستم براں کہ بند ز بندم جدا شدے
تو کعبہ منی و چہ بودے کہ از تو ام	طاعت قبول گشتے و حاجت روا شدے
چوں خواست بود روز فراق تو عافیت	اے کاش کایں بقائے دو روزہ فنا شدے

(٧٤٧) کے کردے بخوں چو حسن ہر دم آشنا
آبِ حیاتم ار نفسے آشنا شدے (٧)

نظر بر ہیچ غمخوارے نداری	وگر داری بمن بارے نداری
طبیب عاشقانت نام کردند	ولے تیمار بیمارے نداری
بہ بسمل کردنم ہر دم کشی تیغ	مگر جز من گرفتارے نداری
اگرچہ سوختی جان و دل من	ز من دلسوز تر یارے نداری

[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

٦	[illegible]	١٥٦م

[illegible]

[illegible]

٨	[illegible]	١٥٦

[illegible]

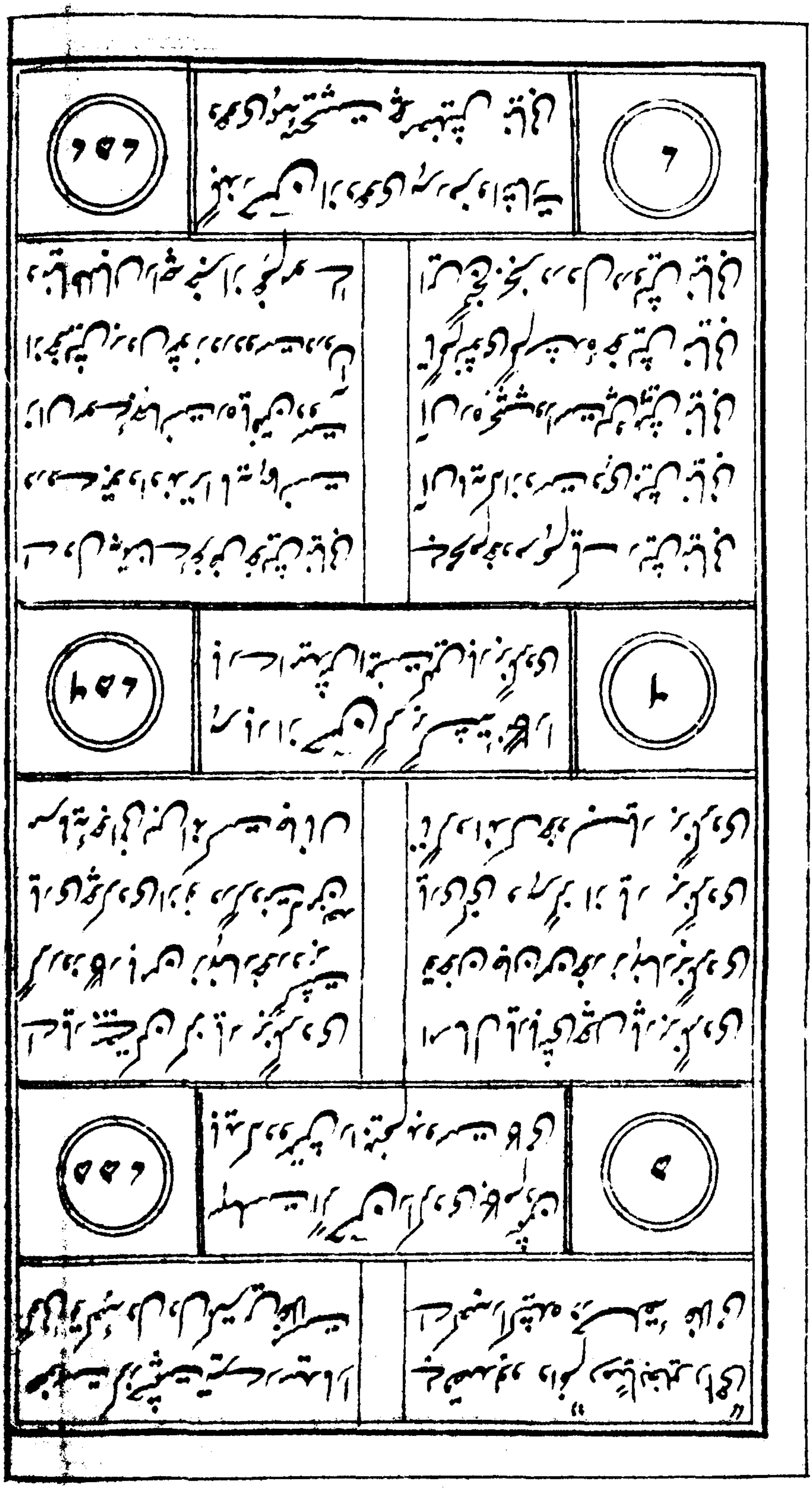
[illegible]

۷

۷۴ھ

۷

۷۴ھ



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

૬૧૮ | [illegible] | ૬

[illegible]

૬૧૮ | [illegible] | ૬

[illegible]

૬૨૦ | [illegible] | ૬

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۶	[illegible]	۵۶۶

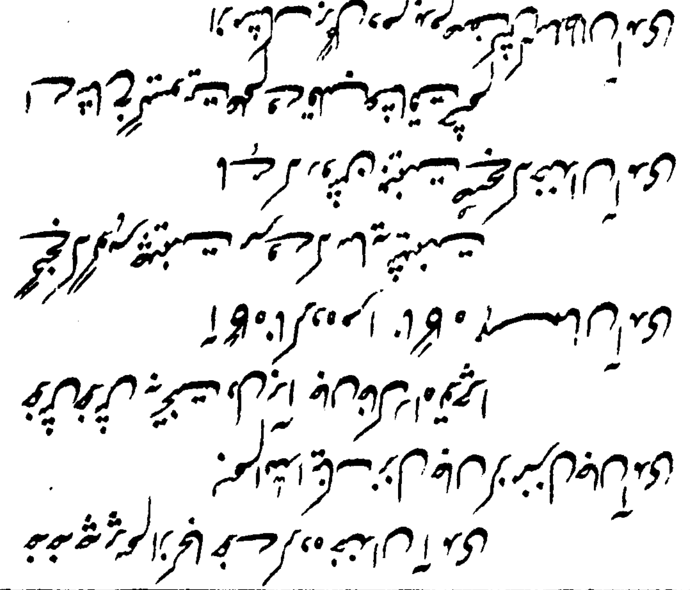
[illegible]

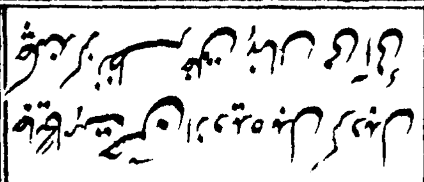
[illegible]

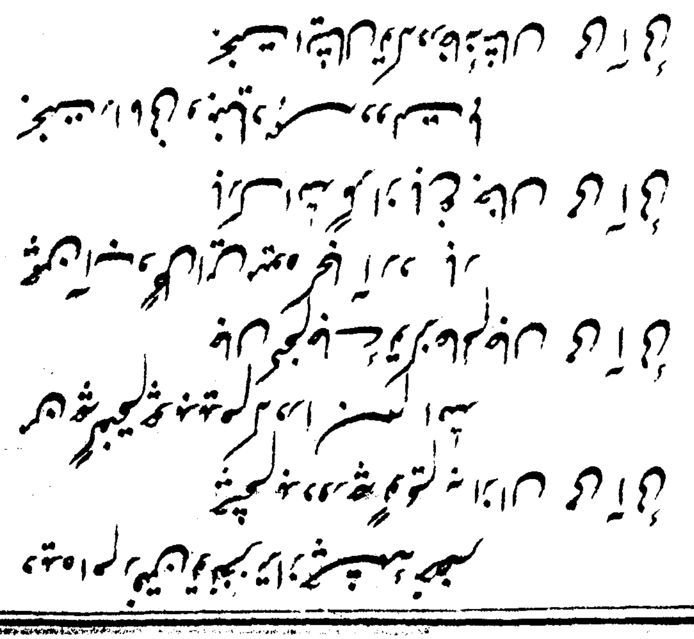
۸	[illegible]	۱۶۶

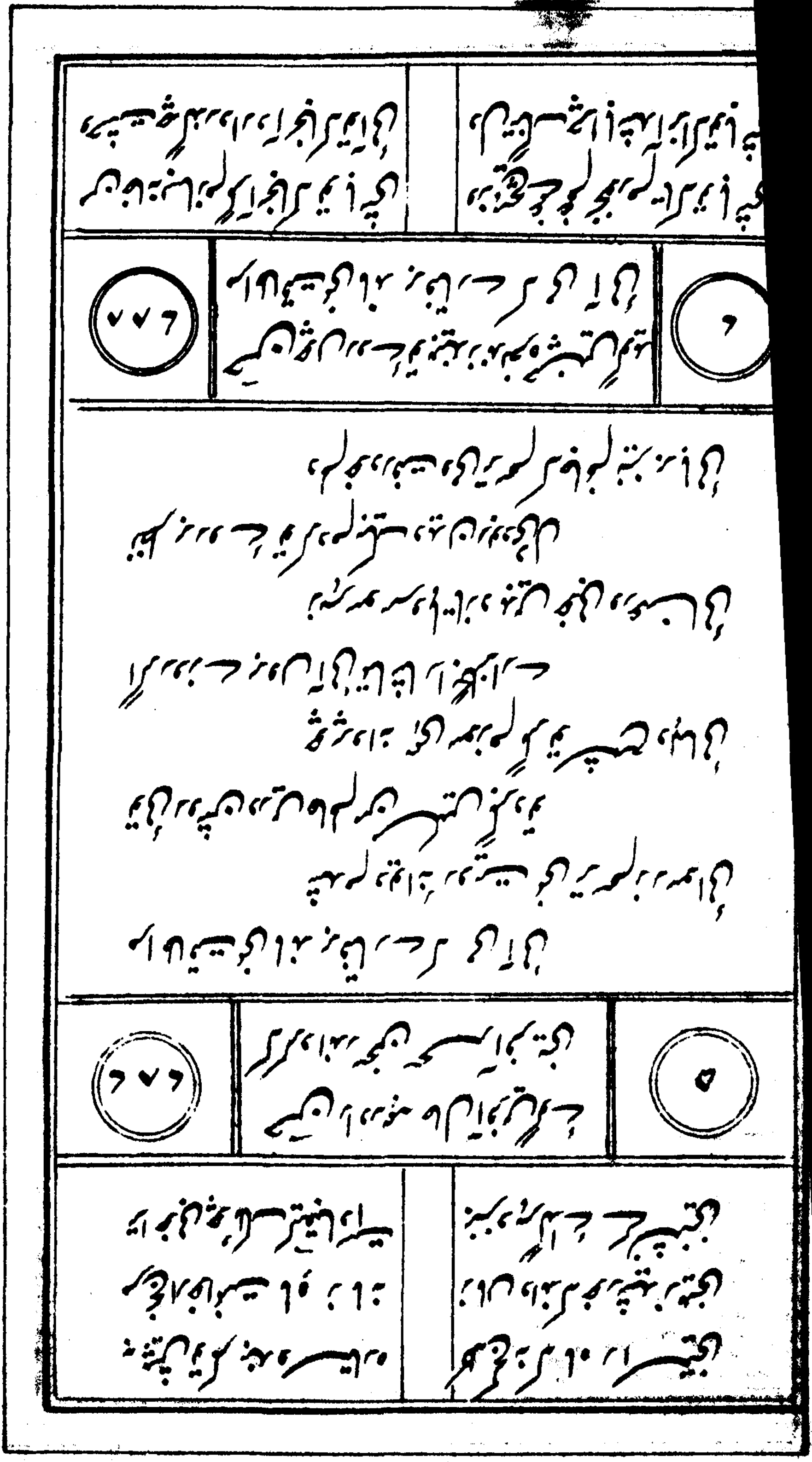
[illegible]

[illegible]



۴۶۶  ۴




۷۷۶
۶
۶۷۷
۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]

۶	[illegible]	۶ط۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۶	[illegible]	۶۷۵

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

167

5

که ترسد از آتش چو گلستانش تو باشی

۶۹۲ | دل تنگ تر از حلقهٔ خاتم شده لیکن
دیوانهٔ آنم که سلیمانش تو باشی | ۷

وقتست بوئے عود را گیسوت بکشا اند کے

شام است ماه عید را ابروت بکشا اند کے

دیدم بوقت صبح دی یک نیمهٔ پیشانیت

چوں آفتاب اندر طلوع از گوشه پیدا اند کے

صد بار بازی دادیم از گوشهٔ ابروئے خود

یک ره بخنده باز کن لعل شکر خا اند کے

خلقیست از خاموشیت با اشک چوں عناب تر

وه آں لب عناب وش بکشا چو پسته اند کے

مجموعهٔ عالم نگر چوں زلف تو ابتر شده

آخر ازاں خط خوشت زنار بکشا اند کے

هر چند ناز و شوخیت بسیار بسیار ست هم

گه گه مراعاتے بکن احوال ما را اند کے

۶۹۳ | جاں میدهیت چوں حسن با انکه چیزے اندکست
بسیار بخشا از کرم بپذیر از ما اند کے | ۷

ہر صبح اشک من میں سر بر زدہ ز مژگاں
چوں شبنمے کہ افتد بر روئے ہر گیا ہے
یارب نگاہ داری چشم و چراغ ما را
گرچہ نکرد ہرگز در حال ما نگا ہے
قاضی گواہ نجوید در عشق بازی من
داند کہ نیست حاجت اقرار را گواہے

۷۹۵	عقل حسن چہ باشد اندر حضور عشقت طفل جہاں ندیدہ در پیش بادشا ہے	۷

ہر لحظہ ز شوق خود سوز دگرم بخشی
درد ے بگلو ماندہ دردے بگلو ریزی
ہر روز بجاں بازی پیش تو کمر بندم
مردم صفتم از غم لب خشک فرو ماندہ
درد دل مسکینم شاید کہ بیار آمد
گفتی کہ مفرح کن آں ہم بتواں کردن

من پیش کنم خدمت گر پے سپرم بخشی
تیرے بجگر نشستہ تیرے دگرم بخشی
تا از شکن زلفت یکشب کمرم بخشی
افتد کہ ز نخل خود خرمائے ترم بخشی
از خندۂ شیرینت گر گل شکرم بخشی
گر از لب و دندانت لعل و گہرم بخشی

۷۹۶	من بندہ حسن زاں رو پیش درت افتادم امید شکر دارم وقتست گرم بخشی	۷

یاد نام تو بہ از ملک جہاں بسیارے	رنج عشق تو بہ از راحت جاں بسیارے

بے رضائے تو کرا دل کہ نہد دل بجہاں	یک رضائے تو بہ از ہر دو جہاں بسیارے
پیش لعل لب تو سنگ ندارد یاقوت	جوہر جاں نہ بہ از گوہر کاں بسیارے
گرچہ از جور و جفائے تو کسے دیر نماند	تو براں عادت دیرینہ بماں بسیارے
سُرخ گل کیست کہ لاف رُخ رنگیت زند	خاک پائے تو بہ از خون فلاں بسیارے
جرم بسیار مرا چند صفت خواہی کرد	اندکے عفو تو آخر بہ از اں بسیارے

۷۹۷	حسن از نالۂ مرغانِ قفس عبرت گیر خامشی بہ بود از زخم زباں بسیارے	۷

یک ہفتہ گذشت در جدائی	اے ماہِ دو ہفتہ ام کجائی
افتد کہ فتادگانِ خود را	از دور نظارہ نمائی
ما خود عدمیم بے وجودت	ما ذرہ تو آفتاب مائی
مارا بتو ہیچ نسبتے نیست	جز نسبت عید و روستائی
نادیدہ جہانیاں جہاں ہم	بے روئے تو روئے روشنائی
ہجر تو علامت قیامت	وصلِ تو لطیفہ خدائی

۷۹۸	در بحر غم تو شد حسن غرق دستیش بدہ بآشنائی	۵

افتد کہ شبے بدل نوازی	با سوختگانِ خود بسازی
بے آب دو چشم خون دل نیست	رخسارۂ عاشقاں نمازی

۷

۱۰۰۷

۶

۶۶۷

[illegible]

۲	[illegible]	۱۰۷

[illegible]

۶	[illegible]	۱۰۷

[illegible]

[illegible]

۱۰۷ھ

[illegible]

۶

[illegible]

۱۰۷ھ

[illegible]

۵

[illegible]

۷	[illegible]	۶۰۷

[illegible]

۷	[illegible]	۷۰۷

[illegible]



[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

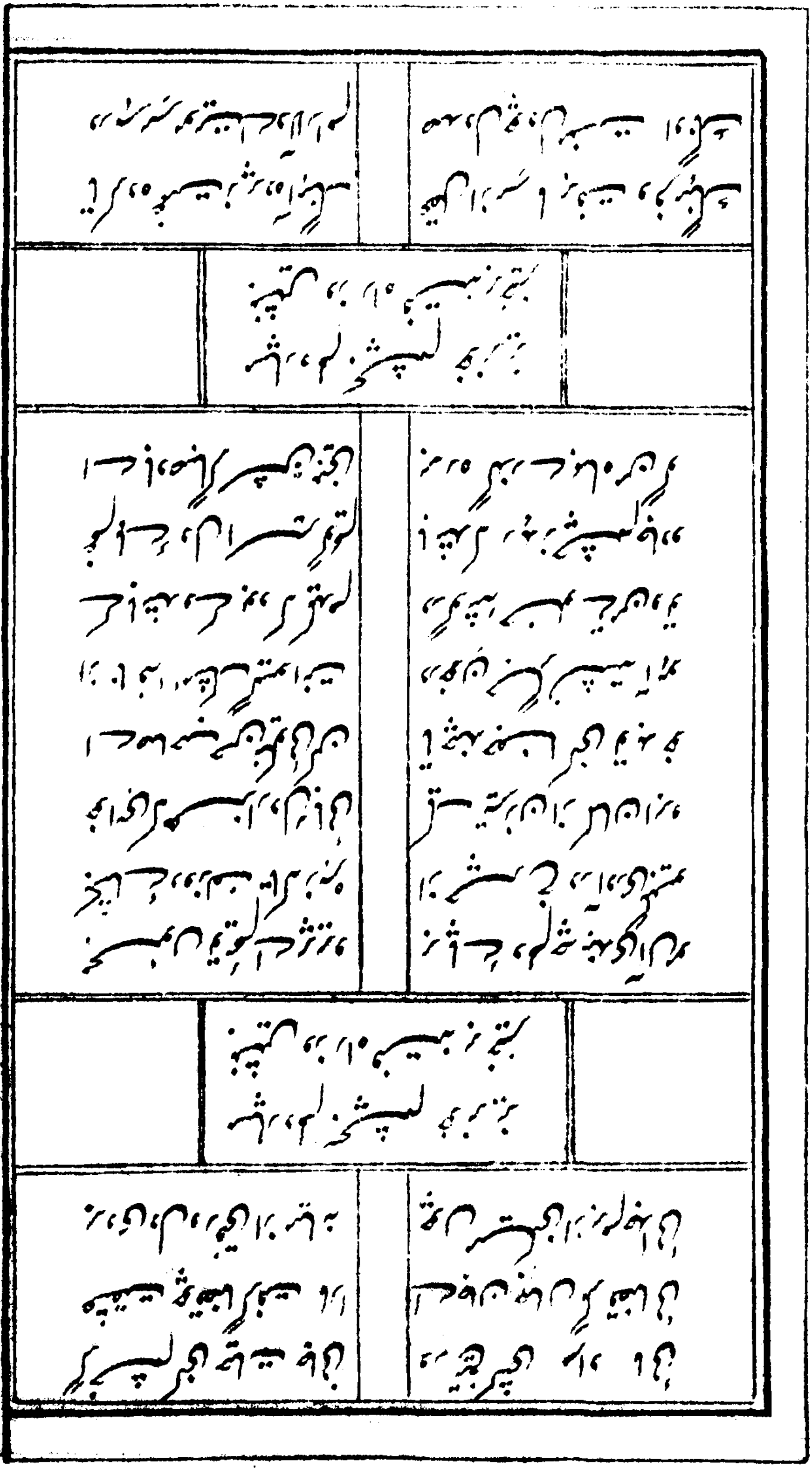
[illegible]

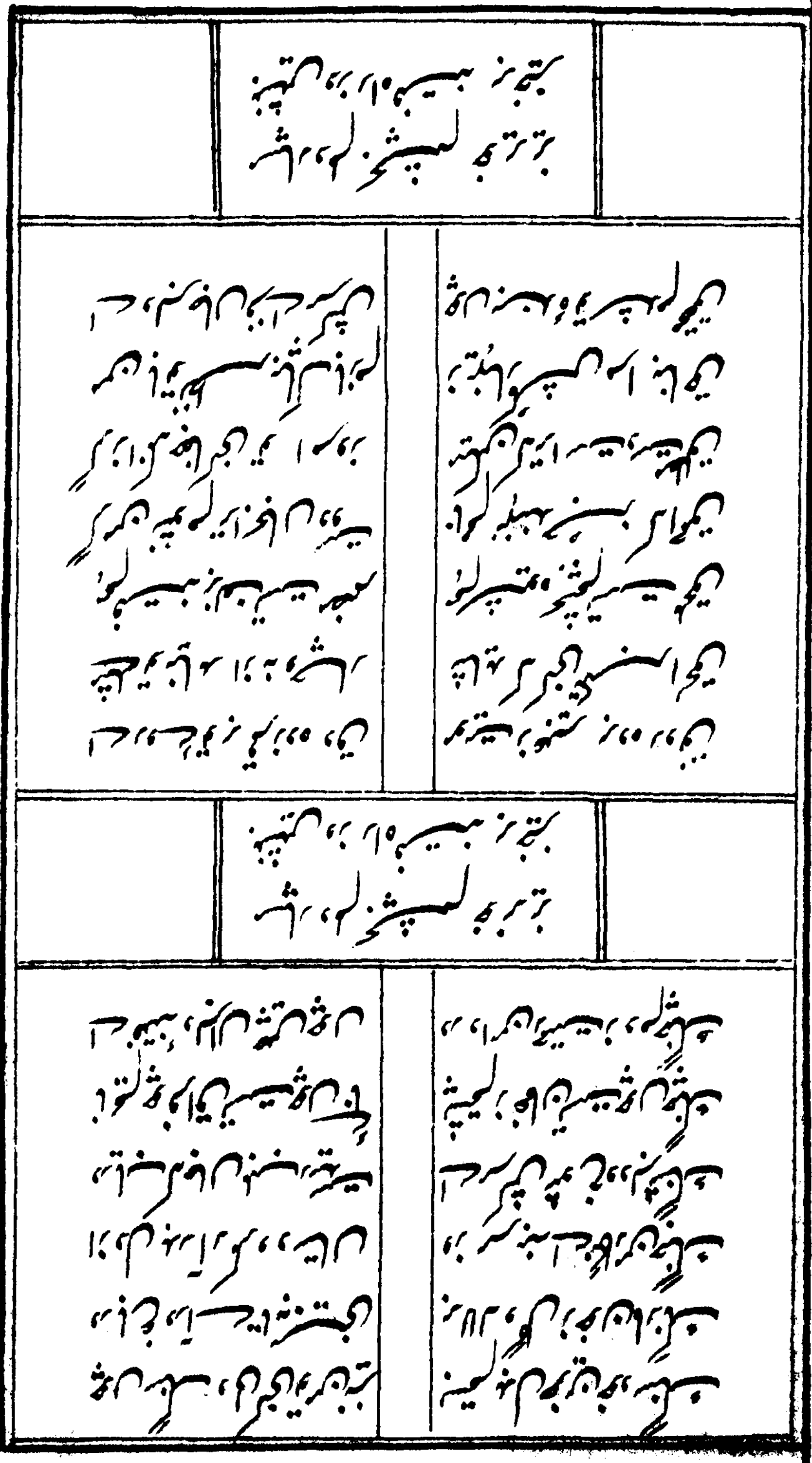
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]





هر روی مها چو آفتابی — در لب صنما چو لعل نابی
محراب دو ابروی کمانت — در مسجد دل کند خرابی
من با غم و غصه و مشقت — تو با می و چنگی و ربابی
در زلف تو جان بنده گم شد — بنگر تو خودش که باز یابی
آخر چه خطاست من چه کردم — با ما تو همیشه در عتابی
حاشا که ز تو خطا بیاید — زیرا که مدام بر صوابی
تنها نه حبیب مائی ای دوست — محبوب جمیع شیخ و شابی
یغمای وجود کرد چشمت — گر طالب رحمت و ثوابی

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشین و ز راه فتنه برخیز

ای چشم تو دلربا و سرمست — وی زلف تو دل‌گشا و پربست
از هجر تو ایم چو خماران — وز عشق تو ایم دائما مست
قدت چو بناز و عشوه برخاست — جان بر سر درد و غصه بنشست
آخر بنگر با بروانت — کز ما ببرید با که پیوست
گر زانکه دل تو نیست با ما — با ما غم عشق روی تو هست
چون دید دلم که چاره نیست — پا در غم تو بست آرست
مپسند جفا و جور چندین — ای جان و روان چو رفتم از دست

مسپار دلم بچشم خونریز

بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

چشم تو بجادوئی نگارا | بربست روان و جان مارا
ہم رحمت و شفقتے و مہرے | ہم لطف و ترحمے نگارا
در زلف کہ ہست ہمچو چوگان | چون گوئے مزن دلم سوارا
آخر چہ شود اگر بعاشق | یک ساعتکے کنی مدارا
زنہار مرا مکش بعشوہ | دریاب مہا بتا خدارا
گر باد صبا وزد بکویت | از غیرت پے کنم صبا را
در درد دلم مدام جانا | بفرست بدرد ما دوارا
ہر شام و سحر بیاد زلفت | گویم کہ بیار گو کہ یارا

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

از روئے تو روے روح زیباست | وز موئے تو در درون سوداست
آں زلف چرا بود پریشاں | او نیز مگر ز عشق شیداست
زاں موبیاں چرا ببندی | آں رہزن دیں مگر چلیپاست
اے باد صبا بگو بیارم | کاں یار ز جان خود مبراست
در گفتن او بخو نگہ کن | کز از سر عہد خویش برخاست
بنشینم و صبر پیش گیرم | ور زانکہ دل طبیب باماست

برخیزم و دست یار گیرم | اگر جمع بتان دل من او خواست
القصه بکوش گاے دل آزار | گویم سخنے چو قد تو راست

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راه فتنه برخیز

آں زلف سیاه پرشکن ہیں | واں روئے چو ماه پرفتن ہیں
تا بند خواب عاشقاں را | در حلقۂ زلف اہرمن ہیں
بکشائے دو چشم را بیاکی | وانگاه رخ نگار من ہیں
در ہر طرفے زعشق رویش | جاں داده ہزار مرد و زن ہیں
در ہر مژه ز چشم جادوش | افزوں ز ہزار راہزن ہیں
اے دوست تنم چو مو شد از غم | یکبار بیا و حال تن ہیں
یکشب بدرم گذر کن آخر | نالیدن و زاری حسن ہیں
بگذر ز جفا و جور و عشوه | انصاف وزیر انجمن ہیں

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راه فتنه برخیز

زلف شور انگیز او با مہر و مه بازی کند | چشم سحر آمیز ہیں با فتنه طنازی کند
شرح حال بیدلاں از غمزۂ مستش بپرس | گو بیک دم صد ہزاراں مکر و غمازی کند
ہر که دید آں طره بر بالائے پیشانی چه گفت | ہندوی آشفته ہیں تا ترک سربازی کند

تا همای دردِ عشقش سایه بر من گسترید — بلبل ذهن منیرم دعوی بازی کند
مایه دارِ عشق رویش مایهٔ محنت دهد — ابلهی جان من بین باکه انبازی کند
تا قبول زلف آن بت گشت جان پرغمم — باز جانم هر شبی در قفس پروازی کند
میروم از دست جورش تا درِ شاه جهان — آنکه سم رخش او با سدره همرازی کند

شهسوارے کز بن دریا غبار انگیخته است
تارک ترک فلک از طاق عرش آویخته است

چشم کافرکیش او از دل مسلمانی برد — مشکلات عقل را از تن بآسانی برد
ای که گفتی چاره کن دل ز چشمش وارهان — چارهٔ او چون کنم کو دل به پیشانی برد
قصد دل کردن روا نبود ولی معشوق من — کو دست اینها نداند او ز نادانی برد
زلف عنبر بیز او باشد پریشان نی عجب — کان نسیم زلف او از دل پریشانی برد
من بدین شیوه ندیدم ماه روئی در جهان — کو بیک ساعت روان هر انسی و جانی برد
گر بنقاشان چین رسمی برند از صورتش — در زمان آن حسنها از صورت مانی برد
ظلمت غم از روانم جان محزونم مگر — نور رای روشن آن لطف یزدانی بر[د]

سروری کز فرط جودش زهره اند آب شد
بود تشنه از سخا و بذل او سیراب شد

هر چه چشمش میکند ابرو باو یاری دهد — آن عزیز مصر دل دایم مرا خواری [دهد]
خط او باشد موجه لیک مشکل این بود — کو چو بیند عاشقان را خط بیزاری [دهد]

بوئے زلف عنبریں آں نگار سرو قد — درمشام روح بوئے مشک تاتاری دہد
اینچنیں خورشید روئے من ندیدم در زمیں — کو بماہ آسمانی غاشیہ داری دہد
من زچشماں صد ہزاراں لعل در آوردہ ام — او ہمیشہ مرحسن را نالۂ زاری دہد
تا خورد خوں روانم چوں بہ بیند مرمرا — چشمہائے مست را در حال ہشیاری دہد
دلبرا ظلمے مکن در عہد ایں صاحب قران — آنکہ عدل خفتہ را از تیغ بیداری دہد

سرفرازے کو منزلے افسر و دیہیم گشت
میزبان خلق عالم ہمچو ابراہیم گشت

آنکہ باز چرخ اندر راہ او پر می نہد — و آنکہ شاہ نہ فلک بر پائے او سر می نہد
مصدر افعال نکوکف راد رود من — تابع آں حرفیم کو اصل مصدر می نہد
خسرو اندر خدمتش بندد میان چوں بندگان — قیصر اندر درگہ او تاج و افسر می نہد
گرچہ دشمن در رہ او تیز گامی میکند — لیک خوش خوش تخت در سر ہشتن می نہد
رخش او در مرغزار چرخ چوں جولاں کند — یک قدم بر قطب و یک بر فرق محور می نہد
ہر کہ اندر دامن مہرے دست دل زد دائما — آفتاب اندر کف او صرۂ زر می نہد
تا زباں را برکشودم در مدیحش ہر زماں — در دہان خاطر من چرخ گوہر می نہد

شد نشانی گر جبینش مہر و مہ پیدا بود
لایق تخت قباد و مسند دارا بود

اے کہ فتح و نصرت اندر ہر رہت ہمرہ بود — دی کہ شیر چرخ از شمشیر تو روبہ بود

چوں شود عالم دریں سیلاب غم
صبر کم دل غایب و دلدار دور

هم شتر غلطید و هم رخت اوفتاد
بخت ما بنگر چه بدبخت اوفتاد

اے حسن مردانه بر سختیٔ عشق
دل بنه کیں صاعقه سخت اوفتاد

دوش دیدم دلبرے عیار کے | مه رخے شیریں لبے دلدار کے
شاهدے شنگے لطیفے چابکے | فتنهٔ حیلت گرے خونخوار کے
خلوتے خوش بود از یاران جنس | بنده و او بود دیگر یار کے
گرچه از گلزار رخ یک گل نداد | لیک برد ازپائے هجرم خار کے
صبر کردم تا شد او مست خراب | پیش رفتم چیست از طرار کے
دست در پایش زدم با صد ادب | تا کنم در نیم شب بازار کے
چوں گرفتم از لبش شفتالوے | حالے اندر جان من زد نار کے
قصه شلوارش چو کردم گفت ہے | من ندیدم همچو تو غدار کے
گفتمش اے شاه حسن از روئے لطف | رحم کن بر بندگاں یکبار کے
گفت بے زر چوں رسی در سیم ما | کے بیابی ذوق بے ایثار کے
آنچه چند انچه بود از ما حضر | پیش بردم بسته در ایزار کے
چونکه بسته دیدم آں دم شیخ را | ایستاده راست چوں مسمار کے
در نشاندم گفت هی چیست ایں | رو بساز از بهر خود افسار کے
اے برادر به ازیں کاری مداں | زانکه نبود بهتر ازیں کار کے

یک زماں گلگشت گرد جانب صحرا کنی
خلق اندر عشق خود اے شمع رسوا کردۂ
اے کہ در عالم بحسن خویش لیلےٰ گشتۂ
خاک گشتم بر سر ہر کو فتادم بہر آنک
فتنۂ رویت شدم اے فتنہ انگیز جہاں
مدعی بگذر ز درد عشق او پندم مدہ

صد ہزاراں زاہداں را بیدل و شیدا کنی
بس کن آخر چند کس را ہچو من رسوا کنی
چند چوں مجنوں مرا سر گشتۂ ہر جا کنی
بو کہ یک رہ ایں تن افتادہ خاک پا کنی
وہ کہ تا کے خلق را بے دین و دل چوں ما کنی
یا ہمی خواہی کہ باز از سر مرا شیدا کنی

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب
اے حسن تا کے حدیث آں رخ زیبا کنی

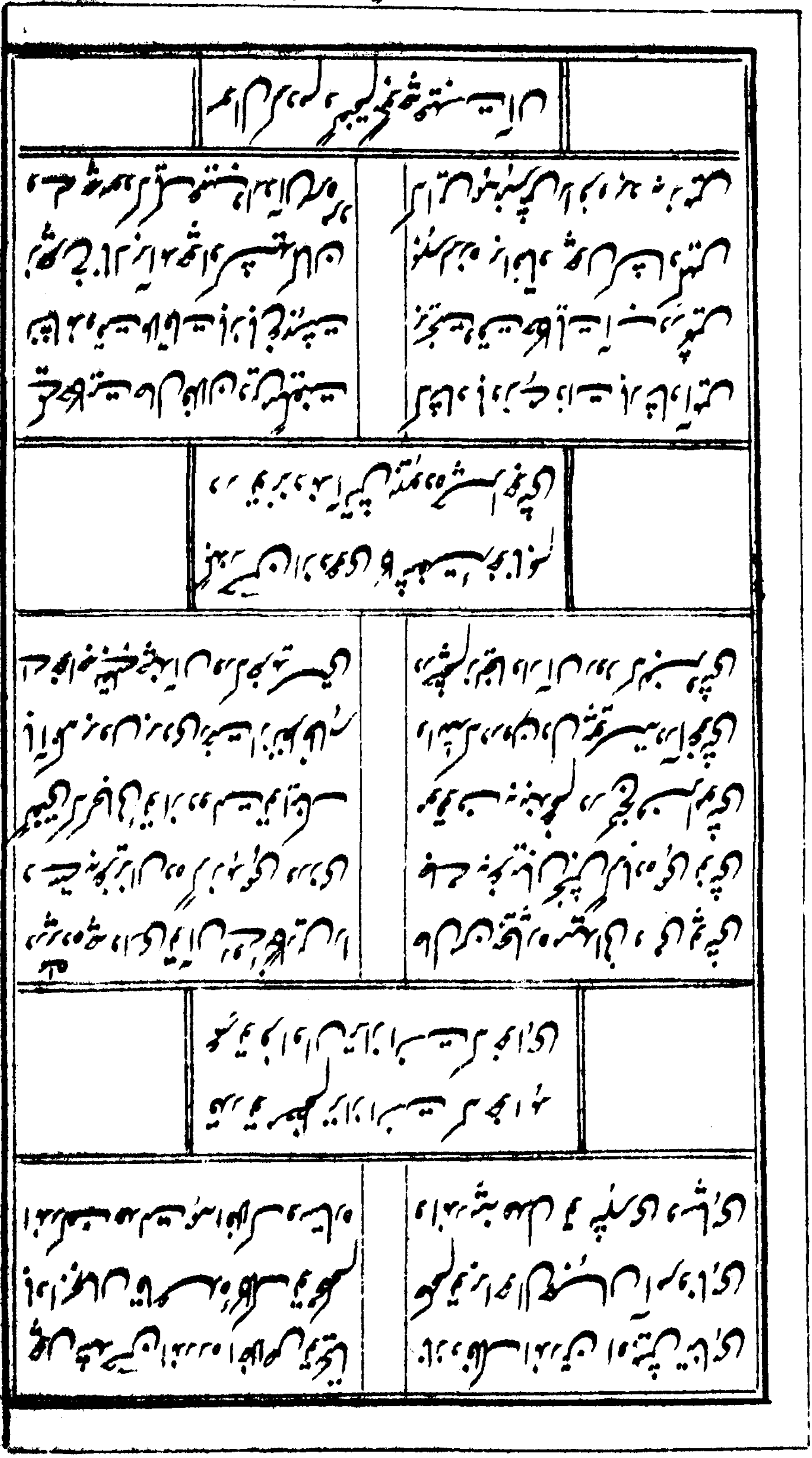
رسید جان جہانے زغیب نزد رہی
طویلۂ گہر از درج دل چو خاقانی
امید واریٔ من دفتریست تو برتو
نثار راہ سم خنگ و خاک گلگونش

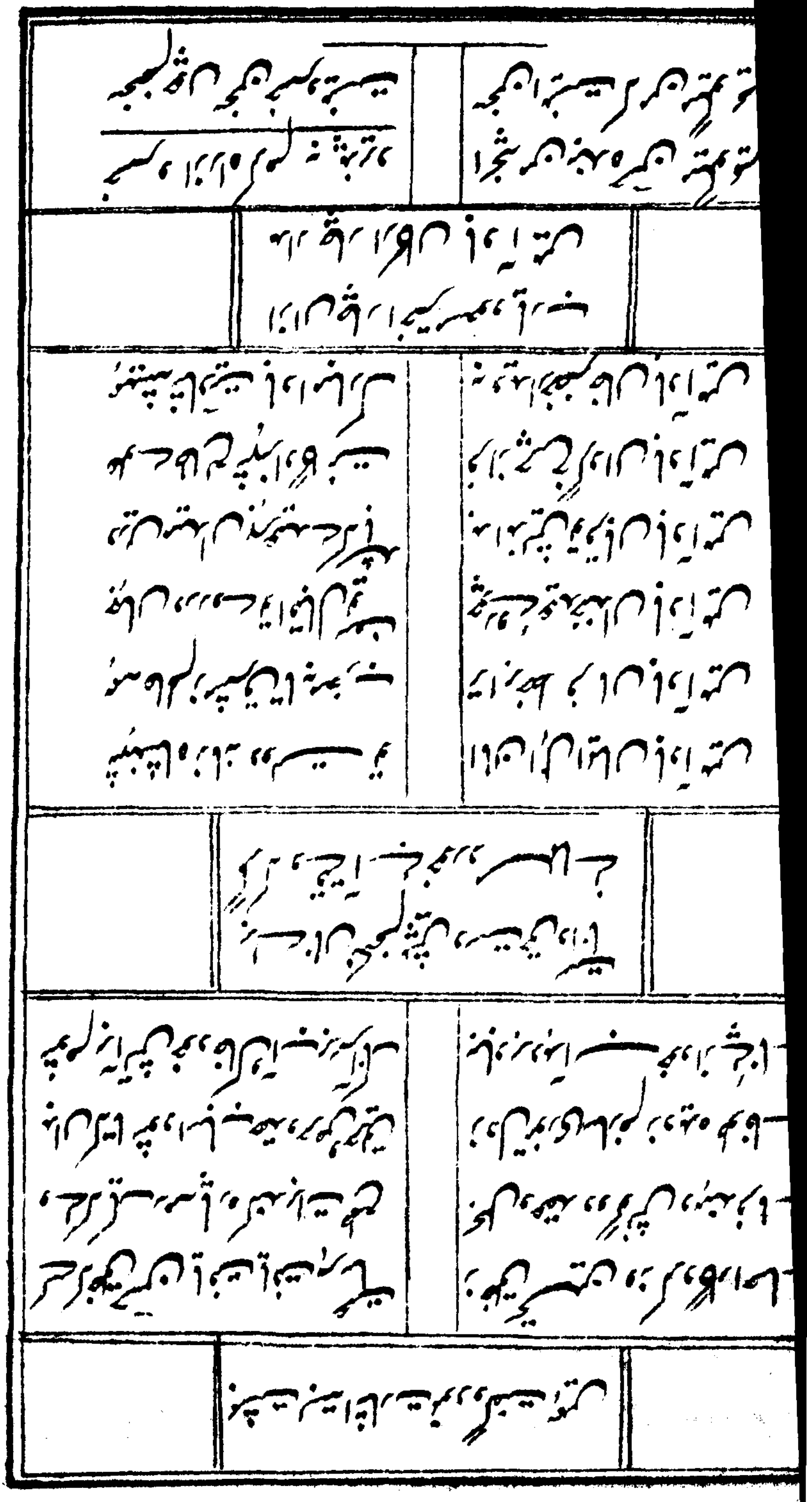
ہماں بہ بندگی جان خود فرستا[illegible]
بصدر دولت خاقان خود فرستا[illegible]
بہ تحفۂ کہ ز دیوان خود فرستا[illegible]
گل سخن ز گلستان خود فرستا[illegible]

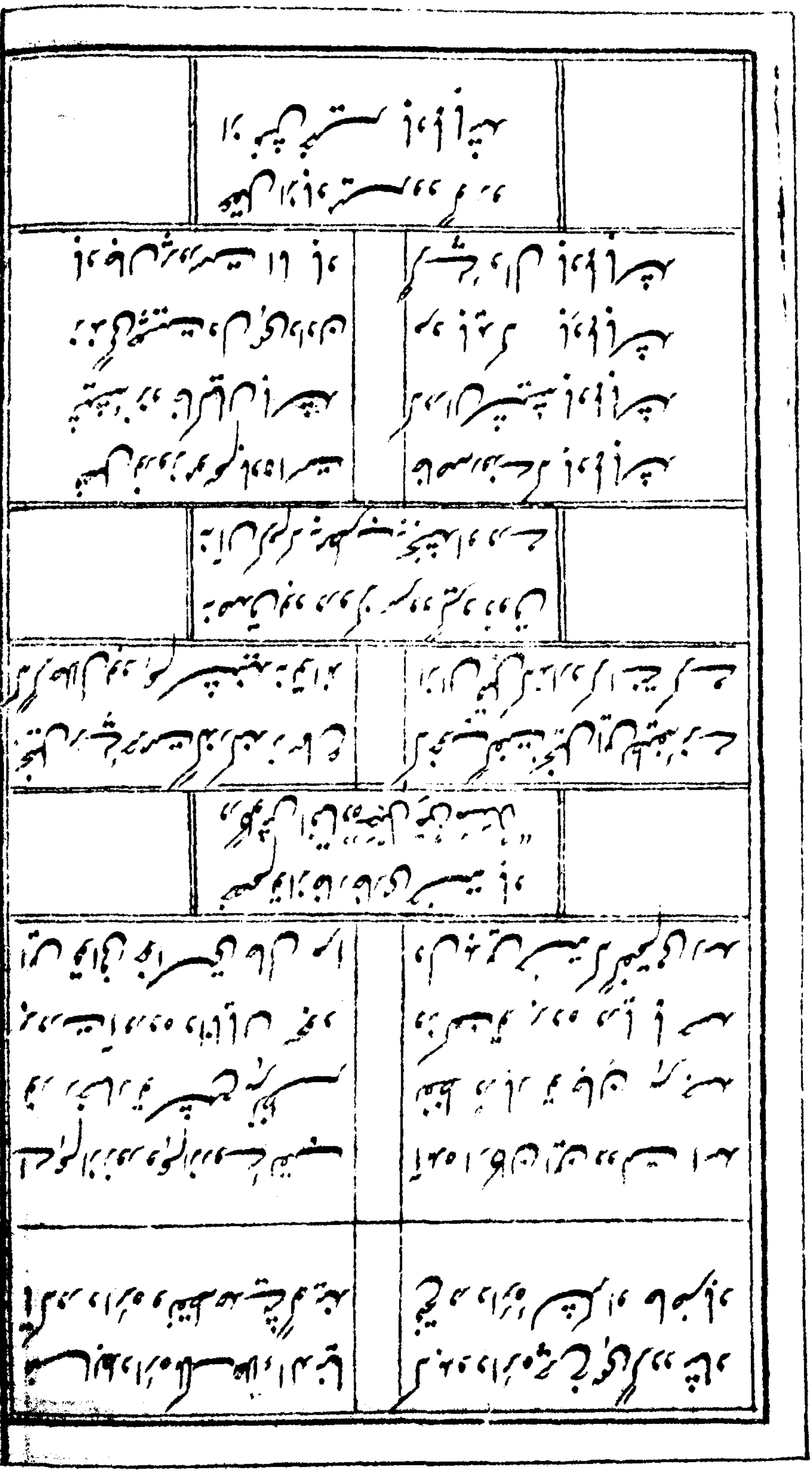
ہزار جاں بفدائے دلش کہ دریائیست
کہ گوہرے برش از کان خود فرستادم

تیغت ز پے ضبط جہاں حجت قطعیست
دریا بہ ازل چوں صفت تیغ تو بشنود
اے چتر سپید تو در آیات سیاست

تیرے تو بدیں قول دہد راست گ[illegible]
تا حشر زرہ دور نکرد از تن [illegible]
بگرفت جہاں جملہ سپیدی و سی[illegible]







خواجہ برخیز یک دم از سرجاہ — کس چنیں پائے بند جاہ نماند
یک سر مو دولت سفید نہ شد — ہیچ مو بر سرت سیاہ نماند
چوں حواصل بہ دام گاہ آمد — ہیچ زاغے بہ دام گاہ نماند
گاہ گاہے براں خطا بایست — دم سردی چو دود آہ نماند

اے حسن توبہ آں زماں کردی
کہ ترا قوت گناہ نماند

ہر کہ ترا نیک گفت نیم درم سنگ — بہ کہ مکافات او کنی تو بنہا
خلق چو جام سلام زد تو آرند — تو قدحے بیش بر احسن منہا

میکنندم سوال از حرفے — کہ بہ تنصیف نقش می گیرد
بست و چارست حرف نقش پذیر — کالہوام انچہ نقش بہ پذیرد

اے فضل تو تختہ شوئے نادانی ہا — عفو تو پذیرائے پشیمانی
از لطف بکن کار پریشانم جمع — اے جمع کنندۂ پریشانی

اے یک نظرت طبیب بیماری ہا — مائیم گرفتار گرفتار
دشوار مرا بفضل آساں گرداں — اے فضل تو آساں کن دشوا

صدر القبے چوں لقب خاص تو نیست — ثلثانی از و صدست و یک ثلث د

بنگر چہ نیکو نشست ایں جا لقبت — معنی غریبست دریں حرف بایست

❖

ماہیت ضمیر پاکت اے صدر زماں — کلکت ذنبے ولے نہ برجبیں نشاں
اینجاست نهفتہ نکتہ از لقبت — از ماہ و ذنب مگر بروں آید آں

❖

دیدم پسرے کہ پاے مادر برداشت — وز دست پدر کلاہ زر بر سر داشت
بس دست برآورد و پدر را بنشاند — ہم بر سر آں پاے کہ مادر برداشت

❖

افسوں خواندم براں صنم باز نخواند — از لوح وفاش یک رقم باز نخواند
بر صفحۂ دل زخون دل قصۂ خویش — بنوشتم و پیش بردم و باز نخواند

❖

جانا چو دلت نرم نگردد دانم — الا بہ نم دو دیدۂ گریانم
گفتی کہ چنیں سیل مریز از دیدہ — در کوے تو تا ہمی رود میرانم

❖

ہر دم ز تو اشک من دگرگوں آید — گاہے ہمہ آب و گہ ہمہ خوں آید
در شیوۂ عشق تو ہمی غلطد جاں — بینم کہ تا چگونہ بیروں آید

❖

جانا گل اگرچہ رایت حسن افراشت — پندار ورا چو باد باید پنداشت
گوید کہ قبائے لطف دارم چو تو چیست — گوید لیکن درست نتواند داشت

گل خندہ زناں وشاد وخوش می آید — باقافلہ مراد خوش می آ
فصلے خوش ست موسم گل اینک — ہم اول روز باد خوش می آ

قمری بہ قفس ہوائے بستاں دارد — بازاری ہرچہ زارتر می زا
گفتا کہ چہ پرسی کہ فرود آمد دوش — او غلغلہ می کند کہ بیرو

غنچہ زدروں چو گنج زر افان است — شبنم زصفا چو طسبیح ظرافان ا
گلزار کہ گردست گل رنگیں گرد — گویا کہ محلہ سپر بافان

امروز صبا را زقدم ہاے بہار — در علم حدیث بود گوئی
گہ باخورشید در مشارق جنید — گاہے برچید از گل اخ

برخاست بت سنگدلے سیمبرم — چوں سیم نماندہ یک درم سن
چوں سیم وچو زر گرچہ گراں سنگم لیک — گر بے زر و بے سیم روم سن

دیوان برسانمت چو فرماں باشد — گر بخل کنم مایۂ حرمان
تو واحد عہدی زکرام کرماں — نزد تو سخن زیرہ بکرمان

یا لیت ہزار جاں بہ تن داشتمے — تا در قدم شاہ زمن د

بغداد چو دجلہ آب شد زیں حسرت — کاے کاش چنیں خلیفہ من داشتمے

اے خلق مبارک تو امان پرور خلق — وز عدل تو جوشن امان در بر خلق
خواہند ہمہ خلق ز حق تا باشی — تو سایۂ حق و سایۂ بر سر خلق

اے جملہ جہاں بہ نوبت ملک تو شاد — نوبت نوبت فلک بپاے تو فتاد
تا پنج بود نماز را قوت وقت — اسلام بہ پنج نوبت قائم باد

کارے کہ دل مبارک سلطاں خواست — آں خواستہ را خدائے می آرد راست
در ملک موافق ترا زیں کارہا ست — کاندیشۂ تو موافق حکم خداست

دارم دلکے غمیں بیامرز و مپرس — صد واقعہ در کمیں بیامرز و مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم — اے اکرم اکرمیں بیامرز و مپرس

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود — و اندر دل تو غیر جفائے نہ بود
بر چہرۂ گلرنگ چہ می ریزی اشک — باران بہار را بقائے نہ بود

دارم دل و دیں و سر چہ پیش تو کشم — لایق چہ بود مگر چہ پیش تو کشم
گر جاں نہ دہم ترا چہ خدمت باشد — بخشیدۂ تست ہر چہ پیش تو کشم

مغرور بچه رو مئے مه سفر می آرد　　چندین دل و جان زیر و زبر می آرد
بر می دارد دل از همه چو قوان کرد　　کشتی گیر است و سنگ بر می آرد

❖

هیچ از دل من تمام بر بود نشاط　　عمریست که پیش روی نه نمود نشاط
با غصه بسازم چه کنم پندارم　　یک خادمه گریز پا بود نشاط

❖

دل را غم یار خار خارے دگر ست　　تقوی و صلاحیت شعارے دگر ست
مشغول شدن بدو شمارے دگر ست　　بیرون ز نماز و روزه کارے دگر ست

❖

فعلیست به از هزار فیروزه ترا　　خواهیم بصد هزار دریوزه ترا
گفتی مه روزه است اینها کم گوئے　　یک بوسه به ثواب سی روزه ترا

❖

بقال بچه از همه شوخان شنگ است　　بروے همه چیز هست شکر تنگ است
می گفت کسے بدو که سنگش قلب است　　بر قلب بدان حدیث قلبش سنگ است

❖

جانا ستم تو بر کر و مه بگذشت　　دستان وفائے تو از این ده بگذشت
گفتی شنبه بیایم آخر شد مه　　از وعده تو چهار شنبه بگذشت

❖

دل تنگ مشو اے حسن از خشت دون　　دارد هنر کم و مباهات فزون

گر لاف زنند فاعف عنهم فاصفح ہر طائفہ بما لدیہم فرحون

دل بستۂ و بوسہ نہ فروختہ سودا ز دکان خویش را سوختہ
داد و ستد است کار بازرگاناں آخر ز پدر ہیچ ، نیاموختہ

دزد آمد و گرد خانہ ام جولاں کرد نظارۂ افلاس منش حیراں کرد
یک جامۂ نو نیافت یک دانۂ جو شرمندۂ او ہم شدہ ام چہ تواں کرد

ہنگام جوانی کہ چو گل بشگفتیم ہم آخر کار راہ رفتن رفتیم
ہرگز نہ بود میان ما و پیری پیری چو سلام کرد خدمت گفتیم

مدخل مردے در خور طعن و طاعون برخاستہ اش ہر کسے از مناعون
منہی صفتے ز جملہ سماعون در طائفۂ و یمنعون الماعون

داری خط و لب از کرم یزدانی چون لعل تر و زمرد ریحانی
مارا بہ یکے بوسہ چہ می رنجانی آخر پسر خواجۂ بازرگانی

اے ترک اگر مرا اسیر تو کنند پابست بوسم چو دستگیر تو کنند
جانم ہدف ناوک مژگانت ساز آں روز کہ امتحان تیر تو کنند

عرضی که تو داده هان عرصه دشت | حیران تو بود حور جنت بهشت
ابروی ترا اگرچه کمان گوشه گیست | چشمت باری سلامت از تیر گذشت

(❖)

جانا رخ تو که مه دران حیران است | میزان صفت اده دو روی نور افشان است
هر طره بروچو سنبله می بینم | از سنبله بگذری همان میزان است

(❖)

امشب منم از شکل مه نو حیران | آن کوکب رخشنده بد کرده قران
گوئی که فرو خزید روز جولان | یک میخ زر از لعل سمند سلطان

(❖)

باآن که نه ایم باز دنیا داران | خواریم به پیش چشم نعمت خواران
با این همه شکرها باید کردن | بسیار نکو تریم از بسیاران

(❖)

شطرنج کز و هزار منصوبه کشاد | قایم به یکی دگر نیارد استا
شه را چو هزار فیل در دست افتاد | این تعبیه تا قیامتش باقی با

(❖)

دایم دل خود به معصیت شاد کنی | چون غم رسدت هزار فریاد کنی
دنیا ز تو رفته و ترا دعوی ترک | گنجشک پریده را چه آزاد کنی

(❖)

مائیم ز تف غم جگر تافته‌ها | با سلسلهٔ درد تو در یافته‌ها

جانا بمراد خود مکن چندیں جور — بر طائفهٔ مراد نایافتها

زر خواست بتے کہ ساعدش سیمین است — گر نیم کجا است سخن اندرین است
اینک رخ چوں زر و سرشک چوں سیم — هر سیم و زرے کہ هست ما را این است

بکشائے دگر بہ نرمی و لطف دہاں — دل را ز کف حرص و حسد باز رہاں
با مردم و مردمی جہاں خوش باشد — بے مردم خود نمی تواں دید جہاں

اے گاہ تنم سوختہ چوں سوختہ عود — گاہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ز بخت ناساختہ کار — با سوختہا ساختہ می باید بود

شیری تو چہ شیر گومیت شیر نری — بس شیر دل و شیر وش و شیر فری
یک شیر نہ دہ شیر نہ دیدم صد شیر — تو شیر ز شیران جہاں شیر تری

اے ترک مرا کہ رفتم از دست بخواں — بنواز و بخوان وصل پیوست بخواں
شاہیں دلم باز ہوائے تو گرفت — چوں میدانی کہ خواندنی هست بخواں

نام بت من بیا باخلاص تمام — در فاتحہ فکر کن ہے بیروں آر

محمدؐ گر برون آری ز احمد ‎ ‎ ‎ روا باشد که هست احمد محمدؐ

❖

لطف خدا که برهمه واجب سلام تست ‎ ‎ ‎ گو ختم کن یکے بہ یکے عین نام تست

❖

یک حرف تو صد صباح آدم نور ‎ ‎ ‎ یک حرف تو هشت خلد را مایه سور
حرف سویم چهل ولی را دستور ‎ ‎ ‎ زان چار چهار رکن عالم معمو[illegible]

❖

گل آمد و بوئے او ندارد چه کنم ‎ ‎ ‎ چون آب ز جوئے او ندارد چه کنم
دی دفتر گل ورق ورق میکردم ‎ ‎ ‎ یک نسخه ز روئے او ندارد چه کنم

❖

گر مے دهی از دو نرگس مستم ده ‎ ‎ ‎ وز مشک ازان دو زلف چون شستم [illegible]
زلف تو که نامه مرا می ماند ‎ ‎ ‎ انکار قیامتست در دستم [illegible]

❖

با قاضی عشق داوری بیهوده است ‎ ‎ ‎ کورا همه حکمهائے ناحق بوده اس[illegible]
زانگاه که ماجرائے ما بشنوده است ‎ ‎ ‎ غم را و مرا ملازمت فرموده اس[illegible]

❖

از مکید کهنه نو به نو غم دیدم ‎ ‎ ‎ یارے که به غم یار بود کم دید[illegible]
یک چند زدیم دست در دامن صبر ‎ ‎ ‎ اے صبر گریز پا تراہم د[illegible]

❖

چند از پی غم مست نشینم بے خود
من بے دل و ایں دل حزینم بے خود
من بے تو ہزار بار دیدم خود را
روزے باخد ترا بہ بینم بے خود

❖

از غنچۂ آں دہن دل من باغ است
از زلف تو در سینۂ من صد داغ است
طوطی لبت را بہ سخن نتواں داشت
بر زلف تو دست کس نیابد زاغ است

❖

در عہد تو اے دوست وفائے نبود
کاندر دل تو غیر جفائے نبود
بر چہرہ گلرنگ چہ می ریزی اشک
باران بہار را بقائے نبود

❖

دعوی چہ کنی بہ حسن چنداں اے باغ
آں عکس رخ گل مراداں اے باغ
تو بیش نہ ازو پس ایں گلہا را
بیفائدہ بر خویش مخنداں اے باغ

❖

زلف تو کہ کار بندہ بکشاید ازو
اے دیدہ و ......
جاں میدہمت ہم بہ بہائے اول
نہ فروشی کہ بوے مشک ......

❖

دوش آمد و زلف عنبریں بر سر دست
در بر شکنے شکستۂ را می بست
گفتم بزنم بزلف چوں مست تو دست
خندید کہ نازدہ چہ می گوئی ست

❖

سبزہ ز خط ترش دلبری آموخت
گل از رخت اوراق ، حرر ، آموخت

دل را گفتم که سحر گیر از چشمش ‌ زلفش بگرفت و ماه‌گیری آموخ[illegible]

گفتم به نیم زرے که در چنگ آید ‌ از بهر کفن چو پائے در سنگ آ[illegible]
آن خواجه که نان و جامه دادت همه سال ‌ آن روز ز بهر یک کفن تنگ آ[illegible]

معز ملت و ملک اے عزیز کردهٔ حق ‌ مدار دولت الغ خان سرمه خا[illegible]
برآمدی و گرفتی جهان بنام ایزد ‌ چو آفتاب که طالع شود زر افشا[illegible]
درین سراچه ششش روزه زیر هفت طبق ‌ تو میزبان کریمی و خلق مهما[illegible]
مخالفان تو از عمر خود پشیمانند ‌ چنان که مرگ بخندد بران پشیما[illegible]
بمانده اند پریشان عدو چو تخم بیود ‌ که هیچ تخم مباد از ان پریشا[illegible]
دعائے عمر تو گویم که اندران صورت ‌ دعائے خود کنم و جمله نسل[illegible]
خدات در سفر و در حضر نگهبان باد ‌ خدا بحق خدا از همه نگهب[illegible]
همیشه بر سر تو باد سایهٔ سلطان ‌ که اوست سایهٔ سبحان و حشمت سلط[illegible]

نو نوز فلک فتوح خواهم شه را ‌ افزونی عقل و روح خواهم [illegible]
گر نوح هزار سال در عالم زیست ‌ من عمر هزار نوح خواهم [illegible]

گل آمد و فتح نامهٔ شه بود بدست ‌ در پوست نمی گنجد و جائے آن [illegible]
یک مژده که داد جاه تو بر تو یافت ‌ یک خوشخبرے که گفت زر ها[illegible]

ای شاه بخلق تو چه ماند گل لعل — از بهر ورقی مدح تو خواند گل لعل
چون خنده زنان رواکنی تنگهٔ زر — گوئی که بهار می فشاند گل لعل

❖

در خدمت شاهست کمر بستن گل — وز بخشش بیکران است زر بستن گل
بر شادی شاه قبه می بندد باغ — انگاه رود ببین بسر بستن گل

❖

در شادی شهزاده خضر خان بنگر — بر قبهٔ چرخ آفتاب اسپر زر
بادا همه زین سراچه اش عشرتها — آراسته تا دامن روز محشر

❖

العیش که عیش بیکرانست امروز — شادی شهنشاه جهانست امروز
الیاس بخلق می دهد شربت خاص — یعنی که شهی زان خضر خانست امروز

❖

شهزاده خضر خان چو سکندر شد راد — خضریست که از سکندر ثانی زاد
تا خلق کند ز خضر و اسکندر یاد — این خضر بدان سکندر ارزانی باد

❖

شهزاده مبارک که شه گیهان است — خانیست که تاج سر هر خاقان است
هر کس که دلیل بخت بتوان دانست — در روی مبارک مبارک خان است

❖

شهزاده که شادی دل سلطان است — شادی که شهان کنند شادی آن است

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

(❖)

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

(❖)

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

(❖)

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

(❖)

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

(❖)

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

(❖)

[illegible] [illegible]

شاہے کہ باوج فلکش دست رس است　　باخضر چہ پایہ زیستن ہم .... است
آمد چو خضر خانش ہمایوں پسرے　　در عالم ہمیں سعادت او راست بس است

❖

ایں بیش کہ حق نعمت ایماں بخشید　　ملک عرب و عجم بہ سلطاں بخشید
آراستہ شد قصیدۂ ملک بہ شاہ　　شہ بیت سعادت بہ خضر خاں بخشید

❖

خاں را کلاہ بخت مبارک بادا　　بروے ہمہ فضل حق مبارک بادا
چوں بیت سعادتش موافق افتاد　　ایں منقبتش نیز مبارک بادا

❖

شاہے کہ رُخ اوست سوئے دولت دیں　　بر پیل نہاد زیں زہے رائے متیں
پیل از جہت شکوہ خود فرے داشت　　شہ بیں کہ مزید کرد با او فرزیں

❖

جز بر در شہ کس ایں قدر پیل ندید　　بیلان گلہ کردہ میل در میل ندید
زیں گونہ کہ فوج فوج می آید پیل　　واللہ کہ کسے طیر ابابیل ندید

❖

اے شاہ کہ تخت فلک مینائی　　بگرفت ز نور چہرہ ات زیبائی
اقبال ترا تعبیہ ملک آموخت　　تا ہر طرفے کہ رُخ نہی بکشائی

❖

مائیم ز تفت غم جگر تافتگاں　　با سلسلۂ درد تو دریافتگاں

جانان بیداد خود مکن چندین جور　　　　بر طالعِ نامرادِ [illegible]

آن سبزه که بسیار شد و گل انبوه　　　　هم باغ جمال یافت هم کوه [illegible]
چون کوه همه لاله به دامن دارد　　　　زان پس من و دست عشرت و دامن [illegible]

چون ریخت ز ژاله آسمان مهرهٔ یشم　　　　پیدا شده ابرها پراگنده چو پشم [illegible]
هم غنچه شد از زر فراوان پر دل　　　　هم باغ ز بسیاری نرگس پر چشم [illegible]

گفتی که مرا باغ و زر و کاشانه است　　　　آن کز تو بجز تو طلبد دیوانه [illegible]
دیدار تو خواهم آن دگر افسانه است　　　　با روی تو ام بهشت کوی خانه [illegible]

چشم ز غمت دوش همه خون انگیخت　　　　باران سرشکم آبروی جمله بریخت [illegible]
خون گرچه ز باران سرشکم بگریخت　　　　بیچاره به ناودان مژگان آویخت [illegible]

ای دل ز لبش شکر و قندی می سا[illegible]　　　　وز زلف دراز او کمندی می سا[illegible]
کار تو بدان دهان و زلف افتاد است　　　　در جان چه بود به تنگ بندی می سا[illegible]

عاشق چو به پنهانی دل می بیند　　　　بر عشوهٔ چرخ شادی می شی[illegible]
تو روشنی صبح نگر هر صبحی　　　　کز چرخ چگونه مهره بر می چی[illegible]

[illegible] زمیں کرد کہ تلبیس — ہر چند کہ نقش اوست چوں نفیس
[illegible]ستہ خطے کہ دور شد بہ رخ او — ہست ایں ہمہ فریاد من از دور نویس

❖

[illegible] خانہ چشم آں بت حور نژاد — شب مہماں بود و من بداں مہماں شاد
[illegible] آمد او رفت من اندر فریاد — خانہ نبود بہ جز بہ مہماں آباد

❖

گر آب ترم موج زند در یادش — گہ آتش سینہ سینہ را دارد خوش
با ایں ہمہ گنج عشقت اندر دل ما — چندانست کہ نہ آب بود نے آتش

❖

گردوں کہ بحال زار من خوں نکشد — یک غم ز درون سینہ بیروں نکشد
ایں غصہ کہ گردوں نکشد از دردش — بارسیست بریں دلم کہ گردوں نکشد

❖

اے گاہ تنم بسوخت چوں سوختہ عود — گہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ریختہ ناساختہ کار — با سوختگاں ساختہ می باید بود

❖

اشتر ز بہ نہ ہر شتر شیر نر است — ایں بیت شتر بیں کہ شتر بر شتر است
تا چند شتر شتر شتر را چہ محل — احسانت نہ یک شتر شتر بر شتر است

❖

بہ پیل نشیں پیل تنا پیل براں — تو پیل وشی پیل صفت پیل تواں

پیل تو چہ پیل است زہے پیل کہ نیست　　یک پیل چو پیل تو زہے پیل جہاں

آں شوخ چو در راہ ریاضت بشتافت　　یکبار عناں زنامراداں برتافت
گفتم کہ یکے بوسہ بہ درویشاں بخش　　چنداں کہ نفس زدیم توفیق نیافت

امروز خلاصۂ زمن جز من کیست　　در حسن ملاقات حسن جز من کیست
از انجم و انجمن منم نجم ہمین　　کاخر بنگر در انجمن جز من کیست

از آتش و آب و باد و خاک است بشر　　من ز آتش و آب و باد و خاکم برتر
روحم نہ ز خاک و آب باد و آتش　　بر آتش و آب باد خاکم چہ گزر

فرزند عزیزت بہ امیری برساد　　در ہر ہنرے بہ بے نظیری برساد
ایں بخشش غیب ہست از حکم ازل　　ہم در نظر پیر بہ پیری برساد

ہمائے اوج ممالک علائے دنیا و دیں　　فگندہ سایۂ انصاف بر زمان و زمیں
ہمیشہ تا بجہاں از ہمائے ذکر کنند　　جہاں بہ چتر ہمایونش تازہ باد ہمیں

[illegible]

... ۱۲۷۵ ...

[illegible]

۷۸	[illegible]	۱

[illegible]

ز گاہ کاو خسانم چہ غم کہ عصمت حق — بسندہ باشد بخود ضمیر [illegible]

عجب مدار ازیں یک شبہ جواہر من — چگونہ ساخت بیک شب چنیں [illegible]

شنیدہ باشی لوئے ز نفحۃ الریحاں — حدیث نغمہ سلاد و رحمت [illegible]

حسن بقاعدہ اصل شو چہ فضیلت ایں — ز سر گوئی و بختم رسانش از مبدا

شبے کہ ذکر وے اندر ثبات ایں پوست — چگونہ شب شب تیرہ تر از شب یلدا

تمام چہرۂ شب داشت رنگ روئے بلال — ولیک کام سحر بوسے در و بود زردا

شب دراز و من اندر نظارۂ گردوں — شدہ ز جملہ جہاں فرد و چشم بر فردا

خیال اینک ازیں آئینہ یکے صورت — بود دریں دل تاریک گشتہ زنگ زدا

نخست مرکب بہرام آں شگافتہ سم — بدیں شگفتہ چراگاہ سبز شد پیدا

عظیم سخت سر و سخت نرم دُم رخشے — خرد ز ہیئت اضداد او شدہ شیدا

رسیدہ بہ پئے او چار پایۂ دیگر — کہ پایہ پایہ بیفزود در دلم سودا

گہے بجستن بیچارہ گزارد و شاخ — گہے بکار عسر بیے لکندہ و عمدا

دگر بصف دور و خوئی زرق و نفاق — بشکل حور کمر بستہ با ہم او دروا

ز شول آں شجرہ بس عجب ہمیدارم — کہ ہیچ خوشۂ جوزانہ ہم من جوزا

پدید گشتہ دگر آب کار مد بر طبیع — برو ہمیشہ یکے رنگریز کار افزا

گریہ کثر رواں پنج پا کہ علت اوست — چو پنجہ اسد آفت رساں و عمر گزا

اسد ہمہ حسداں بد مزاج کافر چشم — کہ قتل کافۂ اسلام زو داوست غزا

کشادہ موئے ز سر سنبلہ بقوت کرم — درون ولے شدہ جو جو ردش [illegible]

دو کفہ دگر آنجا اگر چہ ظاہر داشت — عدالتی بتمام و سوئے بالا

نوٹ- جن اشعار پر علامت [illegible] ہے [illegible]
۳۱ قصیدہ کے اکثر اشعار کا یہی حال ہے۔ مولف

فلک بمعنی چون خوی ناسزایان کرد | بدل فرق نکرده ز ناسزا و سزا
نشیب تر ز دو سه انصاف باد و پله عدل | که این سرش همه زل است و آن سراسر زا
دلا که گشته دمی اسحق گزیده تر ز زمان | ز زود زهر شش گزیده مار افعا
کمان چرخ پی فتنه زه شده که گریز | ز شست آفت او واجبست تیر آسا
بری که سبزه او آسمان شبان زحل ست | از و چگونه کسی را بود امید گشا
نداد گو بکی پشه آب تا داند | تعلقش بدو تارشته صباح و مسا
نشانه شده اندر صف جفاماهی | کشیده لشکر غم بر دل ستم فرسا
منازل به ازان لشکر بلا فوجی | مقدمه شر طین آمدست و ساقه رسا
بدان شدم که دهم شرح آن دگر باهیم | مساحت کنم انشار و حد انشا
ز هندوی فلک احوال بخت من تیره ست | ز مشتری همه ایام عیش من چو عشا
ز ترک تازی مریخ و کینه سازی مهر | شده ست طالع من زین دو چشمه چشم گشا
مخسبی که دو رقم پیش ازان که می باشد | میان کاه خس برکران کوه حصا
بحلق زخمه ناهید و کلک تیر از بهم | بهمان نموده که فرعون را نموده عصا
جفای نیس همه را که توان نمود که هست | برون ز دائره حصر و از خط احصا
سپهر چیست دبستان فتنه را لوح | کواکبش همه از برکنان بحرف هجا
بر و نگاشته شعری معطل از همه چیز | نه حسن موح درو بستم و نه فتح هجا
تمام شب من و ناله ز چرخ و انجم او | رسیده اند به هفت اخترم بهفت اعضا

(۲) همین قدر که درین فصل نظم یافته بود | که ناگهان دری از فضل باز کرد قضا (۵۰)

رسید وقت صبوح و دوید باد صبا ‏— سپهر سبز کله گشت و کوه زرد قبا

شده ز کثرت انوار و غایت پاکی ‏— فلک مدینهٔ اسلام و صبح کوی قبا

رکاب خسرو انجم روانه شد اینک ‏— خروس هر طرفی در خروش چون [illegible]

چمن نموده دو صد جام گل [illegible] نبید ‏— فلک کشیده یکی خوان زر بغیر ابا

می شبانه خورد خندهٔ خوش از لب کاس ‏— ترش گرفته چه شیشه چو کاسه سکبا

یکی خلیفهٔ ملک معانی آمد جام ‏— ولیک کفر بود از چنان خلیفه ابا

نزاد یک خلف آراسته چو بنت الکرم ‏— هزار سال ز چار امهات و هفت آبا

ز پای باده طلب جشن عیش را امداد ‏— بوقت آنکه بر امداد وصل گرد و پا

صریح گویم یعنی چو بامداد شود ‏— صبوحیانه سبک دو دو نوش دیرپا

ز بوی صبح چنان گشت رنگ لاله لطیف ‏— که لعل گشت ازو جمله کوه سر تا پا

به لاله بین ورقی کاغذی سیاهی رو ‏— چو کودکی که به مکتب فرستدش بابا

دم طرب که زنی آن حلال گیر چو تیغ ‏— غم جهان که خوری آن حرام دان چو ربا

شراب لعل طلب جامه آن زمان که فلک ‏— بدل کند شبه خویش را بکاه ربا

کنون که صبح برآمد بصفا جوی ‏— وگرنه عیش مکدر کنی و عمر هبا

برون فتاد ز [illegible] فلک [illegible] ‏— بشکل [illegible] برنگ چون صبا

فرو نشست چو سلطان شام از ادهم ‏— سوار گشت شهنشاه صبح بر شهبا

سر از دریچه برون کرد شاهد مشرق ‏— بدیده گشت ز سر عشق بازی ما

خیال دیو چو شد بسته از بسیط جهان ‏— جمال داد ز ایوان جم عروس هما

چو زیر پای عدم پست گشت صورت زشت ‏— بجلوه دست برآورد لعبت زیبا

نهنگ این عجب آن بود که یافته اند
بکارگاه ازل هم قسیم و هم وبا

بهیچ رتبه چنین آفریده شداست
یکی نشانهٔ راحت یکی نشان بلا

برای قلعه شهود است تا مصالح
برای جهد سهولت نه از غضبا

یکیست حصن کرم نام او نسیم سحر
یکیست باینکه است خطاب او نکبا

یکیست تا به ابد اثر چو باد سموم
یکیست هم ز ازل خوش نفس چو باد صبا

چو نیک درنگری بهر آدمی همه است
نشان فتح و صباحت هم از ادای صبا

چنانکه کوکب صبحدم دلیل کنند
کشاد مشرق بیرون تاخت آورند لوا

نوای فاخته و برگ تازه گل سرخ
صبحیان را ترتیب کرد برگ و نوا

صدای نوبت آوای نوش لبان
هزار بار مرا خوشتر از هزار آوا

تو سبزه بطلب و ز پیاله میدان کن
چو ساخت شاه افق قصر سبز و را ماوا

برای تسلیت جان تافته جگران
بیاد شامه کافور صبح نیست هوا

شب دراز و شاقان چو صبح دم بازی
چنانکه میل جوانان بود بلهو و هوا

یکی شرارهٔ گلریز ریخته بزمین
یکی ستارهٔ آتش گذاشته به هوا

فلک بخنجر خورشید خون آن طفلان
روان بریخت چنان خون که داشت روا

بدو گواه چه حاجت بود درین صورت
از آنکه سرخی شمشیر او بس است گوا

همه معاملت او بصدق باز آید
نخست اگرچه غلوئی کنند در اغوا

تو زهره نغمهٔ آهنگ آنکه او دارد
گرفت مرغ سحر یاد اینست ذهن و ذکا

فلک که گوهر خود را بریخت پنداری
نکاح دختر نعش است و عقد ابن ذکا

خزینه‌های فلک سر بمهر تقدیر است
نصیب صبح که یکدم میان خوف و رجا

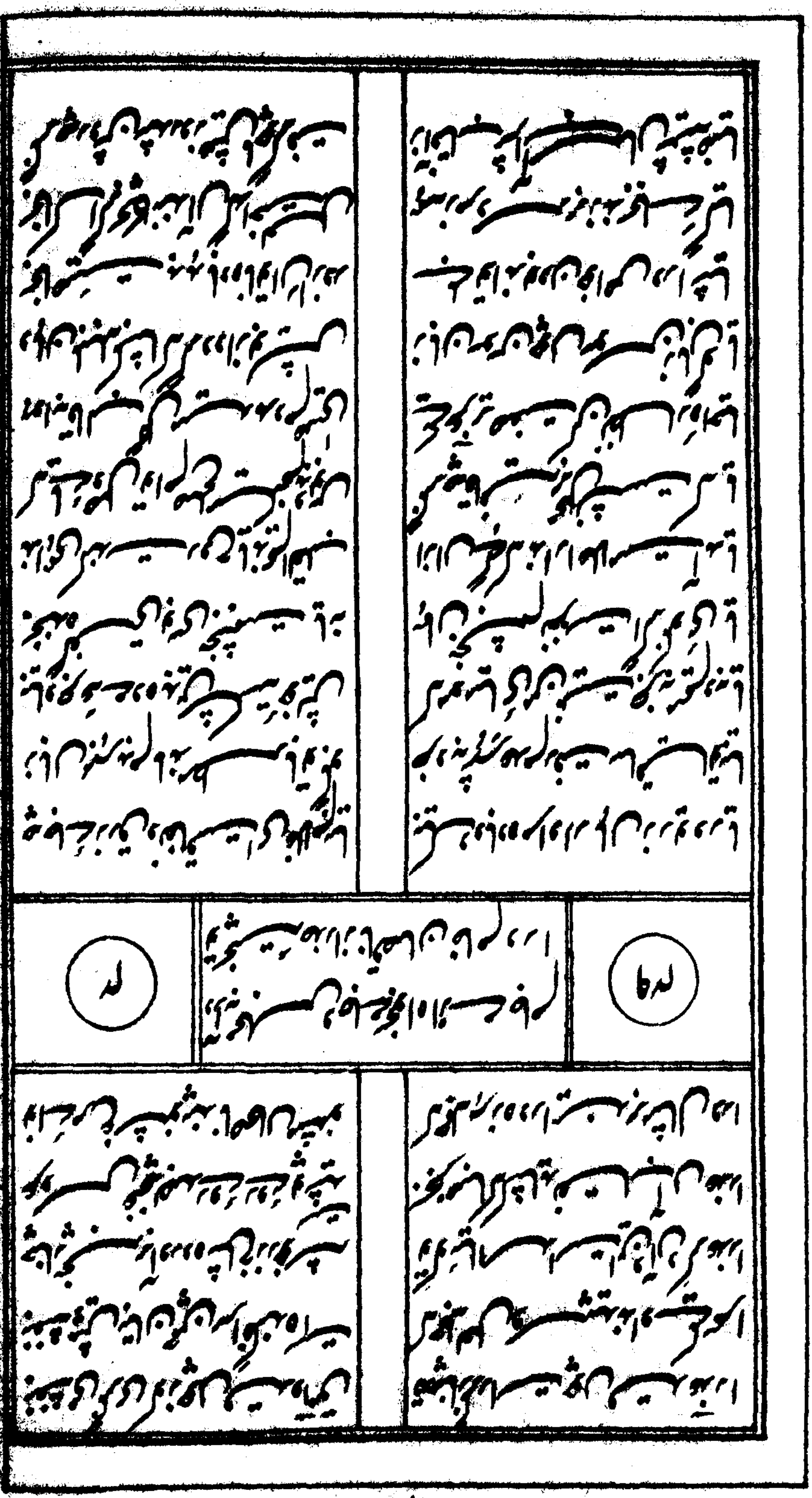
کشید لشکر کشور کشائے رومی روز — نماند زنگی شب را بہیچ جا ماوجا
زتیغ ہائے سحر در گریز خیل نجوم — ہمہ براویہ غرب ساختہ ملجا
منور دوشنم این نکتہ کاسماں ہر صبح — کند ز صفحہ انجم یکے صحف ہیجا
عجائب فلکی را نظارہ می کردم — غرایب فکر اندر ضمیر یافتہ جا
درین نظارہ خیال نگار در نظرم — گہے پدید گہے ناپدید ہمچو سہا
بران خیال خطاب من آنکہ تا نکنی — من زپائے در افتادہ ام از دست ہا
دہان خم بکشا بادہ دہ نادم دہ — کہ بر نہ ہیں منم چیزی ز دانش وندہا
چہ خفتہ اید حریفان بادہ کش کہ کشید — زمانہ مہرہ زمانہ زبان اژدہا
بصبح صادق بیند رخ حسن مطلع او — خلاف شعر کہ ہست احسن او اکذبہا
روان چو باد ببادہ قریب باید شد — بدان صفت کہ قریب است دان ابابہا
نہ خوش بود کہ رود رائگاں حسن وقتے — کہ کس نیافت ہمہ عمر وقت خوش بہا

(۳) عروس صبح ببین خوبی و تری آنگہ — مزید کردہ بروز یور بہار بہا (۴۹)

کنون کہ لشکر غم صف کشید بر سر ما — چہ شد کہ آب مے گلگون نیاوری بر ما
چو در رسید بہار خجستہ گر نا گرم — خنک بود اگر آہستگی کند سرما
چہ التفات ز سرمائے گل کہ در مجلس — اثر ہمی کند از آفتاب می گرما
در آفتاب نگر برکشیدہ تیغ تیز — بر آنکہ ذبح کند جرہ ہمین سما
حمل ز آفت عین الکمال محمی شد — کہ یافت است ز ہر برج پایہ اسما

چه رنگ لاله و بوی سمن گرفت جهان | کی چو لاله طلب از بهشت سمن سیما
بی طلب که نمود ار رنگ بهرام است | همان شمائل این هفت گنبد شما
چو گل برآر ز صف طرب نشاط عیش | که چند گاه نماند نشان ما و شما
یکی نظارهٔ نو رستگان بستان کن | ز ابر باد بهاری گرفت نشو و نما
گل از جواهر شبنم چو تخت کیخسرو | چمن ز نرگس جام جهان نمای نما
نماز را طرف سیستان نما گویند | بنفشه روز و شب اندر رکوع مست دو تا
بنفشه کیست چو خاتون گل جمال دهد | میان صف کمربستگان یکی دانا
بصحن باغ برافروخت گل سوری | هزار شعلهٔ آتش ز چند قطرهٔ ما
به غنچه بین صبی نو نهد گل خفته | چو طفلکی که بگهواره بند دوش ما
چه خوش بتی است گل اما وفا ندارد هیچ | خوش آنکسی که نگوئی در آغوش ازما
زمانه در همه روی زمین ز سوسن و گل | مثال داد به تشهیر تیغ و سنگ [illegible]
نظر به هیچ نظاره نمیکند نرگس | کجا رود چه کند تخت علی است [illegible]
هوا که عطر طراز است از کجاست مگر | رسید محمل مشک از طراز و از یغما
چو میکشای چندین متاع مشک [illegible] | اگر ولایت یغما نکرد و یغما
بهار از گل و مل باغ آدم و حواست | چو ساقی از قد و لب نخل مریم و خرما
گل شکفته مگر گفت شرح یحیی الارض | زبان نامیه تحریر اخرج المرعی
بهار را چه دهم شرح و بسط پنداری | بهشت را بزمین کرده اند استدعا
غرض اقامت سروست و بار گاه چمن | که هدهدان به نمانند و بلبلان دعا
بنفشه پشت خمیده سری فرو کرده | گمان بری که مگر می به سجده‌اش [illegible]

همه فرشته گمان سر ز خاک بر گیرند | بهیچ شکل زنند این دو در نماز جدا
کتاب خلقت گل را که بس ورق شد مجلد | فرا رسیم آمده بار دگر همه اجزا
چو زاغ زر بکف آمد طرا از زر پیوند | اگرچه مرکز پیوند را نگیرد درا
گلاب میچکد از شیشهٔ فلک آری | ز فیض اوست چنین بوی خوش گرد هبا
بهر ورق که از و جبه گل شود تازه | بخط سبزه کند کدخدائی باغ امضا
گذشت گرچه همه عمر شاخ را با شاخ | ولیک مرغ دمی میزند با مرحبا
طریق عاشق دارند شیوهٔ معشوق | که این تمام ستیزه است آن تمام رضا
بجوی باغ نگر مار پیچ چون ثعبان | کشیده هر طرفی یاسمین ید بیضا
چه موسم است که مخصوص شد شگوفه گل | برای خنده و گریه چو عید عاشورا
نمود لاله و گل حسن را مراعاتے | مراعاتے که نمایند بر سبیل مرا
هزار گونه غرورست در سر هر گل | چه حاجت است که با او سحر کند اغوا
مگر بهار بنام ستم کند خطبه | که سرو منبر او گشت و قمریان قرّا
مگر که بر رخ گل یار من تجلی کرد | که نور او ز ثریا همی رسد به ثرا
جمال گل همه یارد ز خوبرویان ست | درین حدیث نه بینم مجال چون و چرا
بهار گوئی که حی آرد از در خوبان | گل و صبا را هم جائی و هم اجرا
صلای از لب و گیسوی من مرا خوشتر | که هشت باغ در و چار جوی ماجرا
دو کون صرف ده از نکوان بوسه بخر | چنین کنند ببازار عشق بیع و شرا
مے چو گل طلب از گلرخان آهو چشم | سپیده دم چو رسد آهوی فلک بچرا
فسون گری صیاد خیال بازی صبح | کشیده لاله از خار و [illegible] از خارا



شراب نیست که دریائے گوهر بست
سمن برے که کشد یک دو جام شرم شکن
ز جام باده اگر قطرهٔ فرو افتد
چو هست گوشهٔ مجلس که نسیم امروز
طلب کنیم مزامیر اول از بربط
مغنیانش نیایش کنان ولیکن اوست
دگر همان که بیک پا قیام میکند او
رگش ز پوست برون آمده عجب پیرے
رباب راست انائے غذائے روح درو
گہے ملازمتش بامدق چو اہل صلاح
دف است صاحب دو رودان ہمی ماند
بکوب سینهٔ دف تا مے آرزو کنم دم
نے است شوره نادم بیار ہمی ہمدم
چو نے که زاغ سیاہ هست خوش نوازاغی
چو مرد معنی خوش دم به بخشی هنری
مگر ز بانگ کمانچه بخواب شد ساقی
چرخ می برم این باد کن سفر کنجے
سخاوتم بکن لے ترک یک جام بده
ز غم چو جام که گل شاخ شاخ خشتل عن

پدید گردد از گوهر سر ولد یدا از دریا
بدست باز چو گل بر در دو نقاب چهیا
حیات تازه دهد خاک مرده را چو حیا
ولے چو مجلس فردوس مجلس علیا
که اول او در رحمت کشاد در دنیا
چو کودکے که بود خفته در کنار نیا
سلام گوید هر شیب کرده آمد تا
که در هوا چه پراست و در سخن برنا
بہوسے تنگے بر کشیده روے انا
گہے معاملتش باخرکے چو اہل زنا
که حاضر است بهر مجلس از پے آنہا
بلے ز صد رہی خیزد اے پسر تنہا
دمش نماند اگر یکدمے بود تنہا
که همچو مرغ شکر خوار هست شکر خا
چو اہل همت یکسان بشدت و بخا
بلے خواص سماع آمده است استرخا
که انتهاش به میم است و ابتداش به خا
ز تنگ چشمان چالے ہمی بہی ست رخا
بیار جام که پے الد نگ ... الاالذخا

اگر بتوم گسند از صفائے مے صفتے | عجب مدار که زناز بگسلد ترسا

مے که گر شلا خورد نشس بجابلقاست | رود بخ خوش او می رسد بجابلسا

نشاط می زد درون گنجها برون آرد | گران شگفته نگردد سر رجال و نسا

مراهم این دم خوش طیب از می مغنی ست | که تحفه می بر دش کاروان بهر و نسا

بتان سحر بیانم بمقصد وده و دو | نگر چه نقش برون نه ز زلف غالیه سا

تاملے که نمودم دراز تر ز امل | نگر که بر امل خود دراز کردم تا

چو روز صیف اگرچه دراز گفتم شعر | ولے خوش است چو قلب شتا بقلب شتا

دراز گفتن نزدیک من ستوده نبود | ولے ز بان خرد هست این قصیده ستا

قصیده نیست کتابے شدست از یک شعر | کم از کتاب نباشد که نسخه شد به سه تا

گر این کتاب من استاد ژند بر خواند | فرو درد همه اوراق ژند باد ستا

یکے ببین که چه رنج برده آسے | زکات گنج هنر راهم آیدست ایتا

لزوم قافیه جنس و زحمت اقوا | نگاه داشتن از شایگان و از ایطا

همه مواهب غیبے است این و آنم نیست | ازین طرف بگی شکر دزان طرف اعلا

خدائے عز و جل اندریں گروه تنگ | کشاده کرده در فضل از کمال عطا

همیشه بر حسن از فیض غیب کشف غطاست | چو بر علی رضی الله عنه کشف غطا

اگر خلاصه انشار خود کنم انشاد | سپهر چاک زند بر خود این کبود قبا

سپهر نه هم از احکام طارطبع تست | بلے حساب جمل حرف چو آمد طا

قلم ز نا قلم آهسته دار چند دماغ | اگرچه هست سواد خط تو مشک ختا

درین خطه گره خاکی و خطه خندلال

یکے بصف صفوت قرار گیر دلا — که هر چهار طرف در گرفت گرد بلا

بشهر نفس تو آشوبهاست از شهوت — چه به اگر کنی آں شهره راز شهر جلا

در مجاهده زن تا شود دلت روشن — که هیچ آئینه بے صیقلی نیافت جلا

غبار بود و صفا در دل زمین و فلک — که این بسفل گرائید و آن گر بعلا

اگر صفا نکند مرد بر دلست فتور — اگر و فا نکند ابر غله است غلا

اگر ولایت تحقیق ملک خود دانی — بیار همتے از والیان ملک ولا

خلیل وار چنان راه رو که از همت — بجبرئیل نگوئے اتا الیک فلا

معائنه که همی پرسیم بخلوت پرس — از آنکه حکم ملا نیست هیچ حکم خلا

بپرس هر چه که خواهی که خاصگان خدای — جز از خدائے نگویند در خلا و ملا

عطیه ایست مرا این سخن ز خالق من — اگر چه بر ملاء خلق میکنم املا

هر آنچه من کنم املا عجب که گر نکند — زبان روح قدس بر ملائک استملا

ز چار طاق فلک ساز خیمه وحدت — مسیح وار گرت هست همتے والا

حجاب راه تو طبع چهار پایه تست — کجا رسی تو بدین نردبان بر آں بالا

کجاست جائے تو در بزم قرب تا نکنی — بسان چشم قرابه دو دیده خون پالا

گرت چو دریا شوری و جوششے باشد — بدیده باشد اشکت چو لولوے لالا

اگر بشوئی آلایش فضول از خویش — معاینه کنی از فضل حق همه آلا

دل فرشته وشت را اخدا خریدارست — بدست دیو چرا می فروشی آں کالا

گنج علم لدنی بستنی چو لا برسند — کہ گنج دربری از گنج خانۂ الا
بہ چار باش الا کہ تکیہ زد مگر آنک — بدار گرد جہاں ہر دو بر دو گوشۂ لا
بہ ترکِ ہر دو جہاں گوئے گرچہ باکے نیست — از انکہ ہر چہ کہ لا باشش تر بود اولی
دو خار خار امل آں زماں اماں یابی — کہ ایں درخت ہم از بیخ بر کنی اصلا
مرا کزیں صفت اعراض کردہ ام کلی — گماں مبر کہ دگر پے در او فتم کلا
روم بہ سایۂ دین و خرم گریزم از انک — یگانہ یافتم آں ہر دو مرغ را چو ہما
وجود من کہ یکے بوم عار غفلت بود — از آں دو عز ہما یافت دام عز ہما
گر آرزوست کہ بر چرخ پایۂ شرفت — بر آورند چو سیارہ باش شب پیما
بہر چہ می طلبند از تو ایں جہاں نفروش — بریں متاع بدیں حد نشاید استقصا
جہاں چہ باشد نزدیک نکتہ پیرایاں — چنانکہ مزبلہ در جنب مسجد اقصا
اثر نماید تسکین ہر دمم بہ سخن — پدید باشد تلفیق نامہ ام بہ سخا
کجا رسند بریں سر جماعت غافل — کہ غافلاں را درست کعب از بطحا
اگر با اہل ضلالت جدل زنی صدرہ — چو گمرہند چگونہ برند رہ بہ ہدا
دگر بہ سوئے ہدی سال کنند استدعا — خدا چہ گفت فلن یہتدوا اذا ابدا
بدار ملک بنا کن بنائے خانۂ دیں — ترا ہوس ہمہ بر مولدست و بر منشا
بنص پاک ہمہ نیک بختی است و لیک — ترا ہوای تو بد بخت میکند حاشا
ہوا و حرص مکن ہر چہ ہست دریابی — چو رفتنے است ز دار الفنا بدار بقا
جوانیم شد و گر عمر ہم رود خوشتر — کہ من بہ آمدن خویش ناخوشم حقا
مرا ز عمر چہ راحت کہ تنگ شد روزی — مرا ز شک چہ حاصل چو لنگ شد سفا[ملہ]

ملہ کمر وغیرہ

چه سود چشمهٔ نیلی که میرود در مصر | که برد قافله در بادیه [illegible]
سوی خراسان بازی که هست عنقا نام | درین دیار نهفته ترست از عنقا
درین دو رنگی دوران نگه کن ای خواجه | حذر بهست ازین دیو فعل حورلقا
جهان خراب و تو عشرت طلب کنی لاحول | وساوسیست که شیطان همی کند القا
جهان به آب ماند که ایستادنش نیست | تو بر گنبد چه نشینی چو بقلهٔ الحمقا
به شعبده نتوانی نصیب برد از خلق | مقامری نبرد از مقامران بدغا
همانچه قسمت تست آن کشند در پشت | اگرچه شاه و سپاهی و گرچه شیر وغا
حریص را نه بهند از جهان پر مگسی | اگرچه نحل بعالم در افگند غوغا
فلک ز خوشهٔ خود توشهٔ نبخشد نان | مثل اگر بشب بانگ شب کند غوغا
کسی که نعمت حق را نگاه داشت ز خلق | درین جهان خلق است و در آن جهان سوا
حسن بهر نفست شکر واجبست از آنک | رساند حضرت حق هرچه داشتی در دعا
به میزبانی اصحاب دل ز دیده و دل | کمر ببند چو کردی درمعانی وا

(۶)

کنون بیا پس از شرح هر صفت غزلی
که شرط باشد از بعد هر خورش حلوا

(۱۳)

کجاست آن مه ترکان گرفته ترک وفا | زدوز ترکش شوخی هزار تیر جفا
درون چو شانه بکین من همه دندان | برون چو آینه با هر طریق صفا
کشاده چشم بلشکر ولایت خوبی | بغمزه دار سیاست ببوس دار شفا
چنان ز غیرت رویش قفا خورند بتان | که بتگران نشانند روی شان بقفا

چو دل ممالک دل گشت وعشق سلطان   وزیر عقل طلب میشماید استغنا
کنون که صرف زمن همچو یوسف از یعقوب   من و بلائے فراق ونوائے یاسفا
دل مرا اگر آواره شد زخانهٔ صبر   درخدائے بسند ست حسبه وکفی
حسن تو از ظرفائے زیاده گوئے مباش   بلے فضول نبودست حرفت ظرفا
فرو گذاشند از زبانت فار فضول   وگرنه خا وبمانی چو مردم فافا
اگر زنائرهٔ طبع شعله خیزد   سبک بآب ادب واجب آیدش اطفا
مگوی زین سپس اوصاف اهل حسن صبیح   که رجعت اضمار روشیوهٔ اخفا
مدار بیش بوصف جمال خوبان میل   که میل نبود صاحب جمال را بوفا

(۷)

دگر کلام گنی بارے از کلام رسول
که ذوق در صفت مصطفاست مستوفا

(۴۸)

زهے هوائے تو از من خلاص داد مرا   بیا ببر ثقلینی یگانهٔ دوسرا
مدار عالمی وعلویانت شکرگزار   مراد آدمی وعرشیانت مدح سرا
امین صاحب سر صاحب سریر توئی   سر سران ملک صدر صفهٔ دوسرا
زیاد نام تو دل را علامت دولت   زخاک پائے تو سر را عمامهٔ دوسرا
زقدر دین تو وجه کین تو دیده   موافقان همه سرآشنا فقان صبرا
رسول بار پسینی وپیشوائے همه   شه دو کونی ومنشور تو همین طغرا
محمد اسم ومقامت زفضل حق محمود   بداده حاصل این خط زمان خط ابدا
زننگ صحبت این گنده پیر شیرین نام   نگاه داشته تا روز مرگ استبرا

شکسته صدمهٔ تو قهر صدمهٔ کسری ربوده صرصر قهر تو افسر دارا
ز درفشانی تو بوده بحر را لرزه ز گنج بخشی تو آفتاب را صفرا
ترا مظلهٔ مجلس ز دوحهٔ طوبی ترا سراچهٔ مطبخ ز گنبد خضرا
شبی که مجلس عالی غیرتت بردند به نه بساط ازین هفت مفرش غبرا
نخست مسند جاروب تو مقرر شد ز چه ز دیدهٔ رضوان و طرهٔ حورا
اگر نه زیر کف پای تو نهادی سر بهشت همچو کف دست میشدی صحرا
براق جاه ترا جبرئیل پر بسته ز کار خانهٔ والنجم اذا هوی بهوا
ستاره بهر بشارت شده در منشور شب از برای مشام تو عنبر سارا
حسن ز فرط ثنای تو بر افاضل عصر مقدم است بدین یک قصیدهٔ غرا
یکی بهر گره از جنس اوست پیش روی صف کلنگ نه بینی یکی ازان غرا
ضمیرم این قدری کرد در سخن یاری چنانکه حق ثنایت بود کرا یارا
جهانیان به تو نسبتی کنند ولیک تو آفتاب جهانگیری و جهان آرا
خیال از تف خورشید همت چه عجب اگر شود همه یاقوت و هرچه حمرا
تو شهر علم و دران باب با علی است قول تو باغ فضل و درود و شگوفه ره مزا
ز گنج فضل برین مطلعی که هفتم شد نثار کن که بسی گنج دیده ام زیرا
لزوم را و الف کردم این قوافی صرف حکیم آخر صدی نهاده قافیه را
کنون چه هدیه نون والقلم بدحت خاص کنم ملازمت نون پس از ندا صدا
نقاد لفظ تو شد چشم و گوش را راحت که نور دیدهٔ دینی و در درج ثنا
کند دعوت تو انچنان در از افتاد که عالمی ز درازی گرفت تا پهنا

چو اتفاق سواری بود عجب نبود — که آفتاب جنیبت شود هلال خبا

کسیکه خاک در ترا نساخت سرمه چشم — شد آب دیدهٔ او جمله خون برنگ حنا

سزد که بر در تو جان خود کنم قربان — تو کعبهٔ منی و سدهٔ تو جای منا

چه مهمان مزامیر تکیهٔ خاصم — مرا برون ز مزامیر فقر نیست غنا

چه جای فقر گرام ورزتا ابد با من — ز گنج مدح تو و نقد نعت تست غنا

طویله ز جواهر کشیده ام اینک — نه بر طریق طمع بر سبیل استغنا

تو قائل انا افصح بحضرت تو خطاست — سخن فروشی چو من فضولی رعنا

بصدر تو سخن من چنان بود که کسی — کشد بجو انچه خورشید ماهی صحنا

ولی بفر ثنای تو و بفضل تو هم — توان شد از فضلای زمانه مستثنا

تو صاحب ادبی پرده پوش اهل عناد — تو مایهٔ کرمی دستگیر اهل عنا

اگر فنا شوم از دوستی نام تو به — بقای نام تو خواهم چه غم خورم ز فنا

فلک کشد بدعا دست ز آستین هر صبح — بر آن طمع که شود پیش آستانت فنا

اگر بپای تو افتد فلک ز بالش کن — روا ندارم بر پشت پای تو مینا

کمال حسن ترا خود حسن چه دریابد — نگارخانهٔ چین است و چشم نابینا

نهی دقایق طبعم ز نیم اشارت تو — تمام تر ز اشارات بوعلی سینا

کنم بدولت ارشاد تو مناجاتی — بدرگهی که دل و دیده راست انس و سنا

قبول بخت یا رب قبول گردانی — زکات خاطر من بر خواطر دانا

رسول حضرت تو سی صد و سیزده تن — بدان قیاس شد ابیات شعر من بانا

چو در محلت ایمان خویشتن کردم — بنام هر یک بیتی ازین قصیده بنا

[illegible]

الم

[illegible]

ط

[illegible]

[illegible]

۱۰

[illegible]

۷

[illegible]

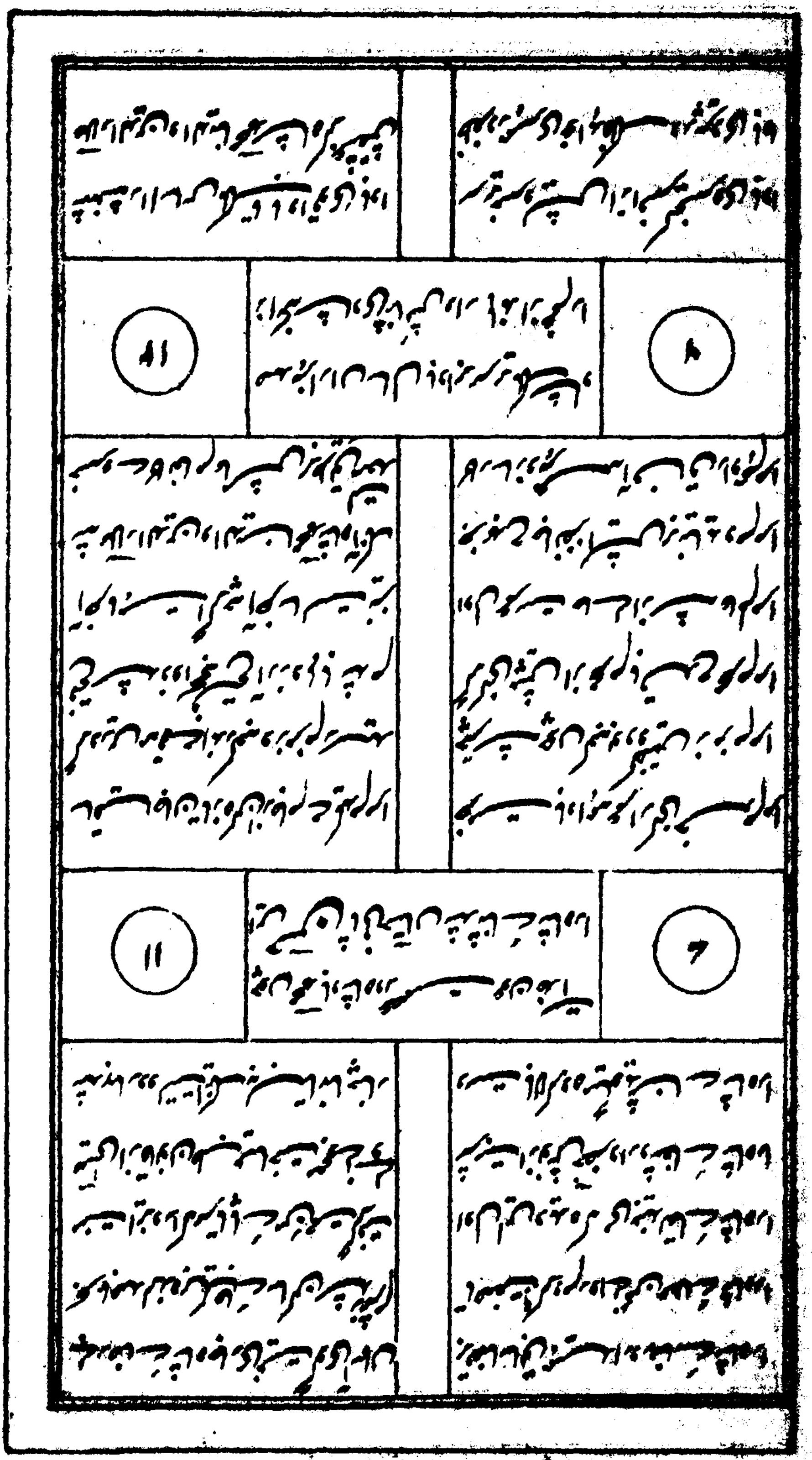
جشن سلطانی مرتب شد چو رسم عیدرا   غرهٔ میمون شه دیده چو رسم مادرا
بس عجب نبود که ما عیدازین پس بنده وار   قبله سازد آفتاب روی ظل الله را
شه علاؤالدین والدنیا محمد کاسمان   هر زمان پیشش زمین بوسد مزید جاه را
کرد فراش ازل نصب از پی سلطان عهد   برتر از نه بارگاه چرخ خرم گاه را
هست در افواه کامد سال عمراو هزار   بس اثرها دیده ام آوازهٔ افواه را
تیغ چون آتش همه بر راه دین دارد گزار   پاک کرده از خس و خاشاک کفران راه را
خلق نیکو خواه شد دست دعا برداشته   وانکه بد خواهد خدا بر دار آن بدخواه را
خصم بد دل را خدنگ شاه لب بر دوخت   تا برون نارد بآسانی ز سینه آه را
چرخ را با بندگان شه ستیزه وردی نیست   پنجه با شیران نباشد مصلحت روباه را
تا که بر مصداق یحی الارض نو نو نامیه   جان دهد برگ درختان را و برگ کاه را
باد از بخشش رسیده مژده هاے جانفزا   دشمن اندر جان گرفته اند جانکاه را

(١٠)

جان من بندهٔ حسن شادان ز جان بخشی شه   حرز جان خویش کردم مدح این درگاه را

(١١)

این منم یارب که بوسم خاک پاے شاه را   جان نثار آرم سر بر زیر پاے شاه را
خاک پایش بوسه دادم پاے بوسم آرزوست   بے اجازت بوسه نتوان داد پاے شاه را
شه علاء والدین والدنیا محمد کز ازل   شاه عالم آمد عالم براے شاه را
جبرئیل از آیت نصر من الله هر زمان   نقش بند رایت کشور کشاے شاه را
چرخ از جوزا کمر بربست بهر بندگی   تا چه فرمان روے خواهد داد راے شاه را



[illegible]

۲۱

[illegible]

الہ

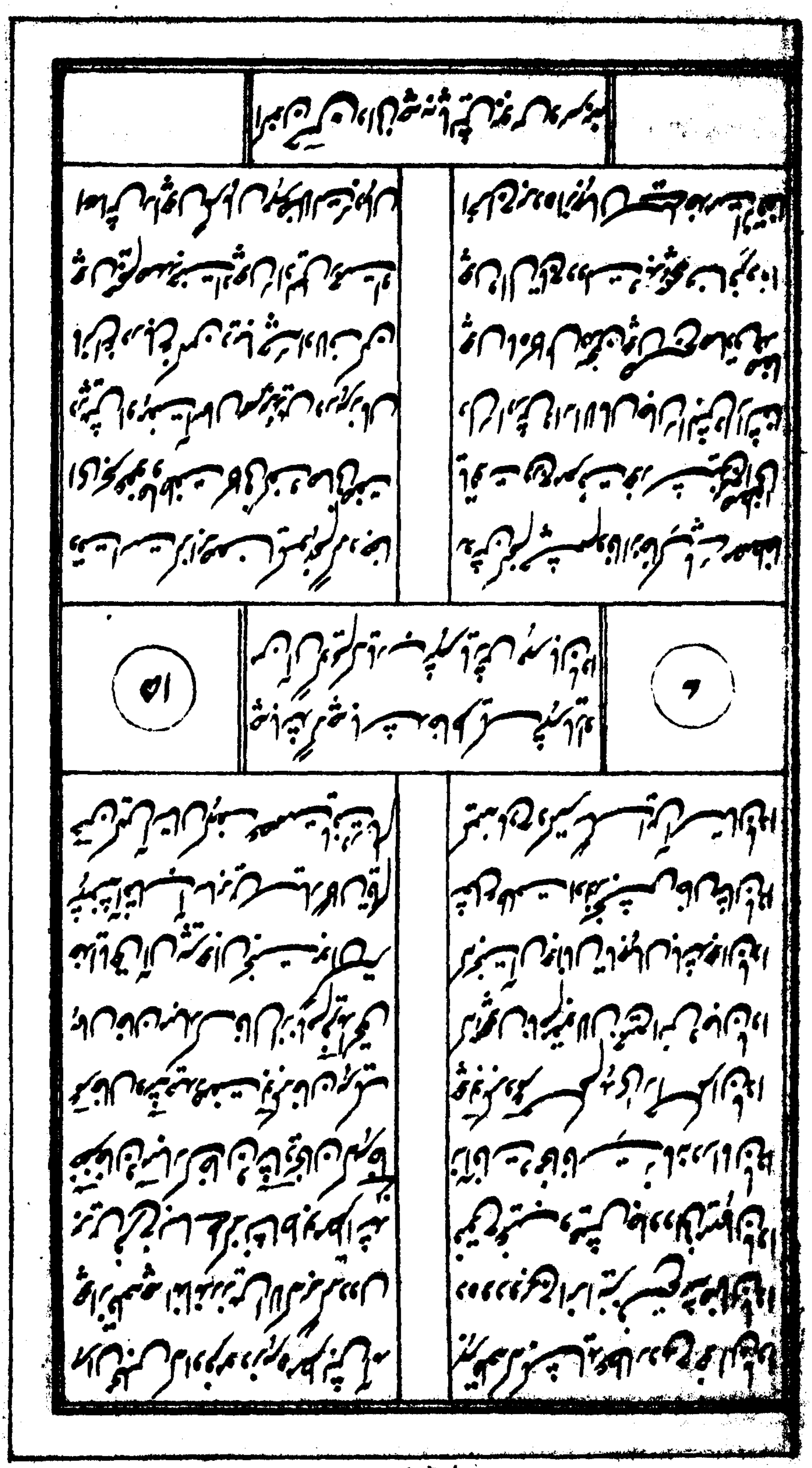
[illegible]

۵

[illegible]

اللہ

[illegible]



۵۵	[illegible]	۷۱

[illegible]

[illegible]

۵	[illegible]	۶۱

[illegible]

[illegible]

۵	[illegible]	۸۱

[illegible]

[illegible]

جہاں چو حلقهٔ خاتم شدست تنگ و منم — نگینه وار بمانده بیک مکان تنها

(۱۹) دران زمان که نهی پا بر آستانهٔ علا
تو دستگیر کریمی مرا میان تنها (۱۸)

دوش معراج مرا از خانهٔ خمار مرا — سر خم باز کشاده در اسرار مرا
جنبش شهپر طاوس ملایک خورشید — کرد آواز لب بلبله بیدار مرا
شب معراج من از خط خوش ساقی بود — قاب قوسین نمود ابروی دلدار مرا
مستیم بین که چه اسرار برون میریزم — اینست اسرار که بر بود ز اسرار مرا
مده ای خواجهٔ همسایه مرا چندین پند — یا برون میکنی از سایهٔ دیوار مرا
گفتیم در تو نیابم ازین پند اثر — کاشکی در دو جهان یافتی آثار مرا
چند گوی که در دولتیان لازم گیر — هم درین محنت و محنت کده بگذار مرا
خار خار ره معشوق به از صد گلزار — گل و گلزار ترا خار جگر خوار مرا
سبع ایوان بتو بخشیدم و هر هشت بهشت — ثانی اثنین د بن غار و سر غار مرا
عشق کاریست دگر بار دگر گویم نه — حاجتی نیست درین نکته بتکرار مرا
دوست گوید که عزیزم کند از آتش عشق — هیچ دشمن نتواند که کند خوار مرا
اندکی یار من ار از غم من اندیشد — بس چه اندیشه بود از غم بسیار مرا
زند تعلیدیم از جاده برون می فگند — گیسوی دوست نگهداشت چو زنار مرا
بستهٔ زلف بتان گشته ام دی همه — که رسن بسته بر آرند ببازار مرا
مرکب از شیر کنم مقرعه از مار از آنک — جای جولان نبود جز به سر دار مرا

صفای دل نشود چون ورا حضوری نیست … شکوه جم برده چون انده نگین رفت
هزار مردم دیده ز چشم من رفتند … ولے مرا نظر اعتبار ازین رفت
کسے کہ پار نحوست برآسمان میرفت … بسر شکستگی امسال در زمین رفت

(۲۳) اگر نہ رفت بکام تو در جہان کارے … حسن مرنج کہ کار جہان برین رفت (۱۵)

ز فتح شاہ عالم را بہار است … بہار او فتوح روزگار است
نہال ملک او زانست تازه … کہ آن پروردهٔ پروردگار است
درین حضرت ز نو نو غنچهٔ فتح … ہمہ ایام گوئی نوبہار است
گل نصرت کہ رست از سبزهٔ تیغ … ز سرسبزی بخت شہریار است
شہنشاہے کہ دائم طالع او … بہر عزمے کہ خواہد اختیار است
علاء الدین والدین کہ از وے … بنائے دین و دنیا استوار است
محمد شاہ بحر و بر کہ اسلام … ز تیغ بیقرارش برقرار است
چو پیدا کرد تیغ یاسمین فام … زمین از خون کافر لالہ زار است
چو حق را در میان می بیند الحق … ہمہ مقصود ہا اندر کنار است
بحمد اللہ کہ از باران عدلش … ہوائے ملک و دولت برقرار است
الا تا وقت نصرت رایت گل … زمین را ز آسمان ہر دم نثار است
نثار فتح بر رایات شہ باد … کہ نقشش دین و ملت را مدار است
دعائیش خواستم گفتن چہ گویم … کہ عمرش چون عطایش بیشمار است

خدا گو را منزه جسم از یار | شهنشه را بهر تدبیر یار است

(۲۴)

حسن زین پادشاه بنده پرور
چو دیگر بندگان امیدوار است

(۷)

باغ امروز گر طلعت سلطان دیدست | که گل دولت او هر طرفی خندیدست
این چه شادیست که در پوست نمیگنجد گل | گوییا شاه جهان مهر زرش بخشیدست
دفتر غنچه سراسر صفت خلق شه است | گر تری هر ورقش یک یک گرچیدست
هم از مجلس شاه است گل سوری را | چند پرکاله لعل که بدامن چیدست
بر کف شه نظر افتاد مگر نرگس را | زانکه تا چشم گشادست همه زر دیدست
شاه زربخش جهانگیر علاء الدینا | که همه ساز فلک گرد سرش گردیدست

(۲۵)

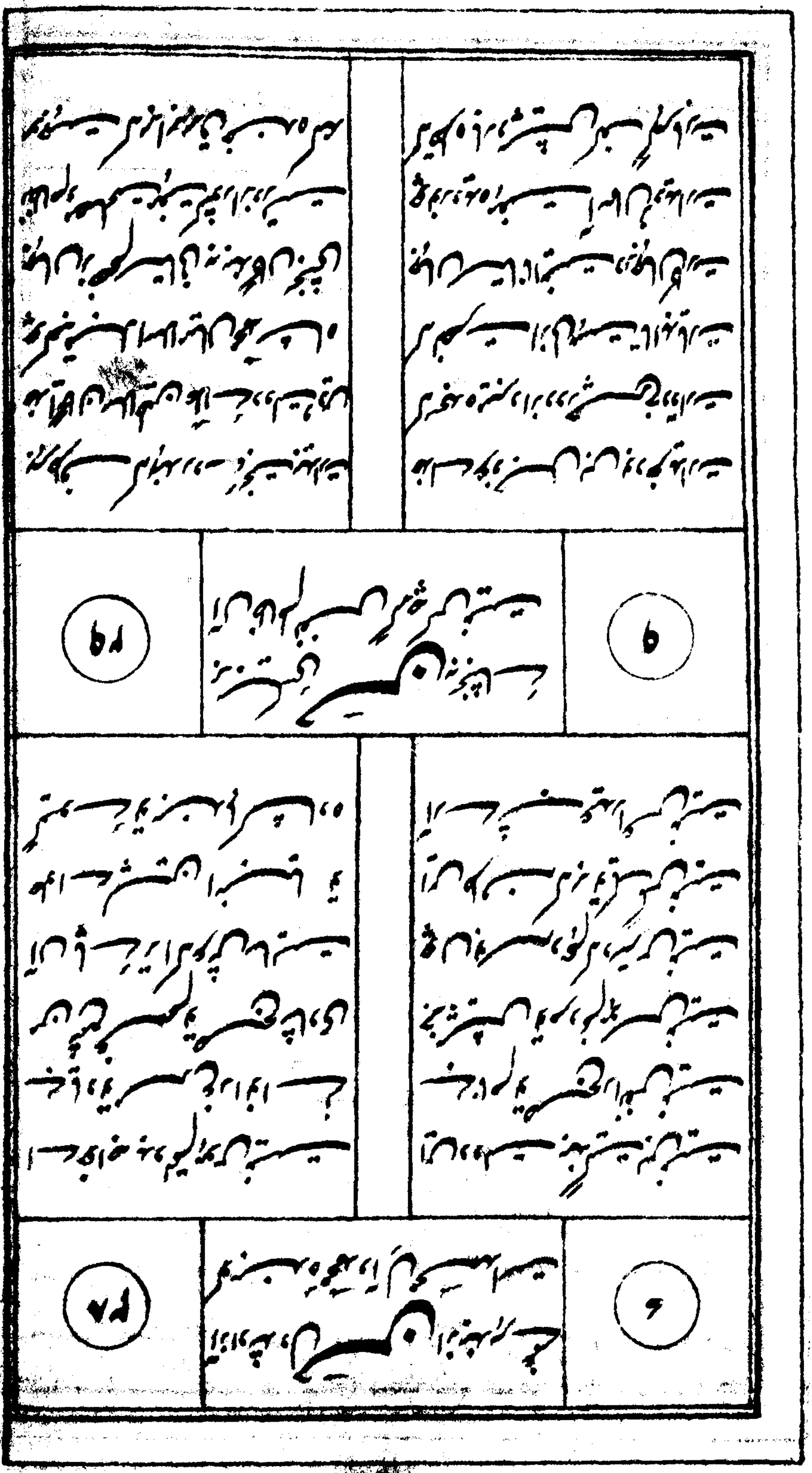
حامی و حافظ او فضل خدا باد آمین
هر دعائی که حسن گفته خدا بشنیدست

(۶)

روی خود را ماه میخوانی که میگوید که نیست | موی خود را مشک میدانی که میگوید که نیست
چون رخ خود را بهشت عاشقان گوئی گفت | بر سمن سنبل پریشانی که میگوید که نیست
ظلمت ظلمت زلف تو چه مشکل اندران | روی تو نور مسلمانی که میگوید که نیست
گر ترا من نرم دل گویم که میگوید که هست | ور مرا تو سخت جانی که میگوید که نیست
جانم از خاک در شه آب حیوان یافتست | آنکه هست اسکندر ثانی که میگوید که نیست
شه علاء الدین که می بینم ز جان بخشی او | بر همه کس منت جانی که میگوید که نیست

۶ ۶۸

۷ ۶۹



اگرچه بار خجسته است مطلع این شعر
نگاهدار تو باد اخدای عزّ و جل

دوباره میکنم این در غیب اشاعت
بهر طرف که نهند روی بخت بیدارت

۳۰

حسن چگونه ثنا گویدت چو بار دهی
که جبرئیل دعا میکند به هر بارت

۱۱

صبح بر گل خنده زد تدبیر بستان واجبست
بادهٔ جان را راحت تن او به روح دگر
می چو مرجان جام چون دُر نوش چون ساقی رسید
جام بر یاد ثنای شه کشم خود روز و شب
حضرت شه را دعا گویم چو دیگر بندگان
بعد توحید خدا و نعت پیغمبر مرا
شه علاء الدین والدین محمد شاه آنک
خاص و عام از بخشش بخشایشش او نیز هم
ز آب حیوان شست سر شهزاده دوران بلی
از خدا در خدمت اسکندر ثانی بصدق

بادهٔ گلرنگ و بنمی چون گلستان واجبست
پاسبانی تن و غمخواری جان واجبست
در مفرح هم شکر هم در و مرجان واجبست
جام این معنی کشیدن بر ثناخوان واجبست
زانکه بعد از این فریضه بندگی آن واجبست
روز و شب مداحی درگاه سلطان واجبست
دوستیش اندر همه لها چو ایمان واجبست
خاصه امروز این طرف بر کل ارکان واجبست
از پی سر شستن خضر آب حیوان واجبست
عمر خضری خواهم و الحق دو چندان واجبست

۳۱

اندرین مجلس حسن از باغ طبع این گل فشاند
هر کجا مجلس مرتب شد گل افشان واجبست

زهی جهان جهان آرا و خورشید جهان دولت
کریم کامیاب و کامگار کامران دولت

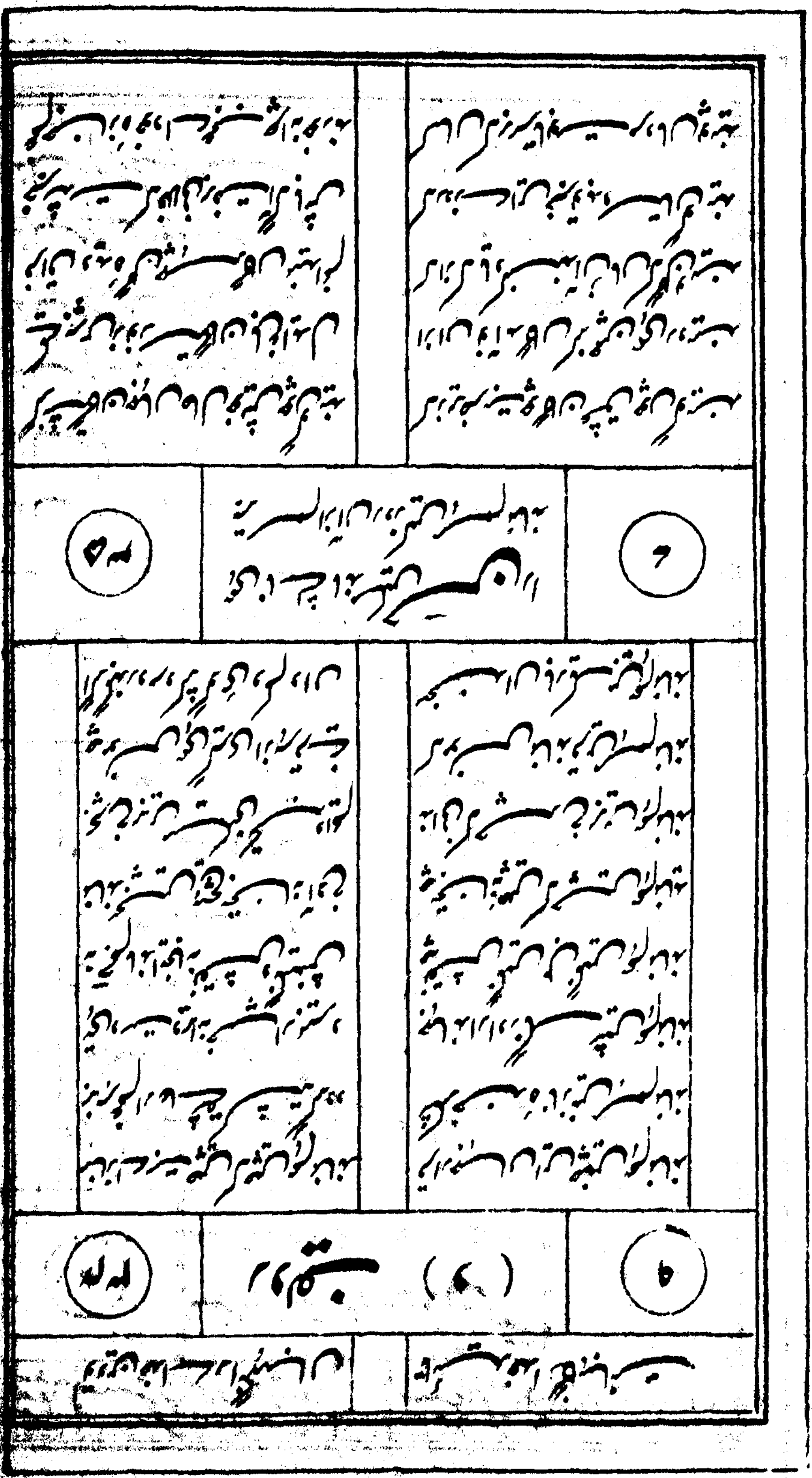
۵۱

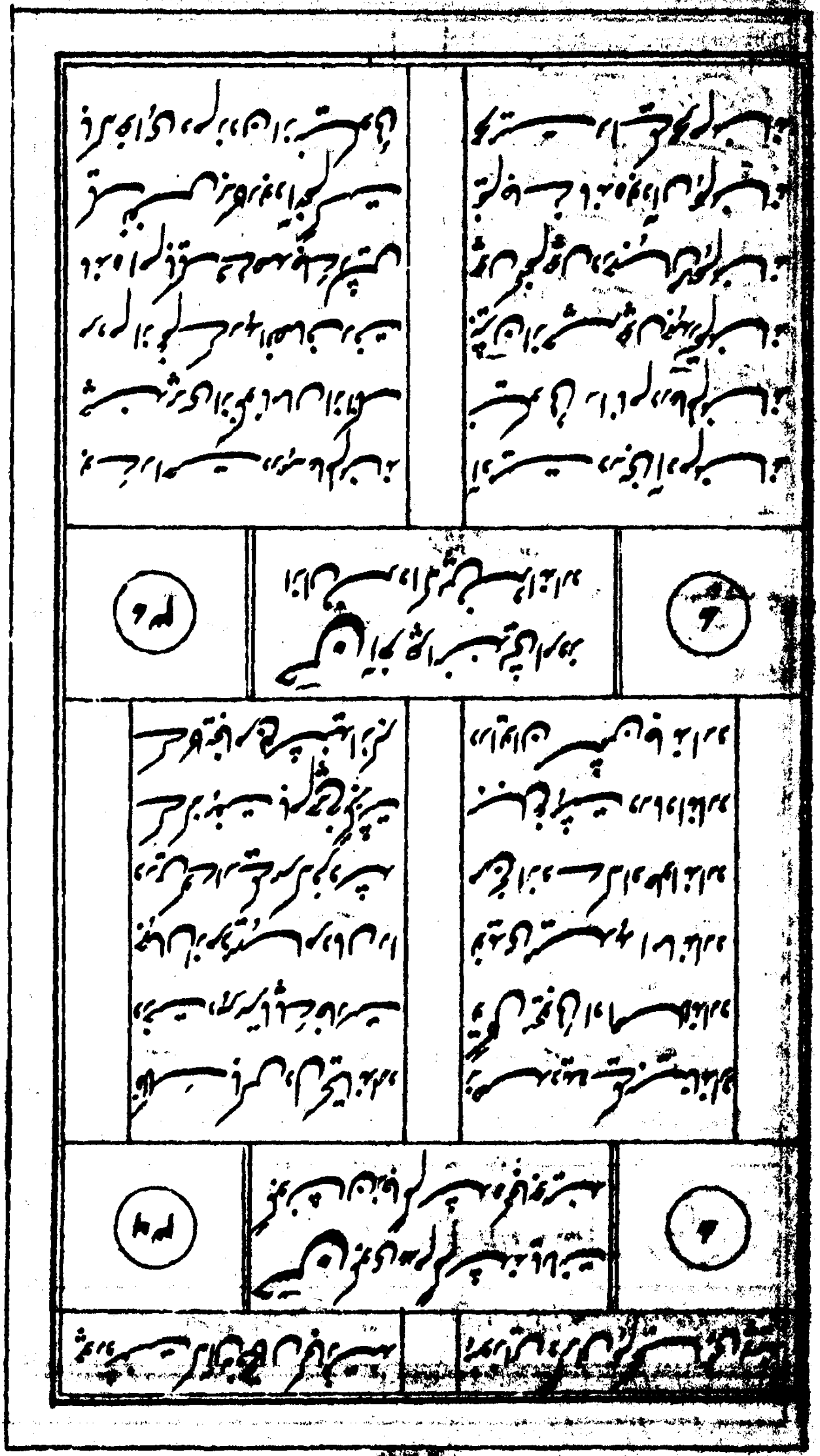
۵۵

باده بریاد شاه عالم نوش — گر ز شاهان عهد بے همتاست
شاه عالم علاے دنیا و دیں — که درش از سپهر فلک بالاست
بادشاه جهان محمد شاه — که چو دور سپهر دیر بقاست
همه از اتفاق طالع اوست — بسعادت که در جهان پیداست
سے صاف دکف مبارک او — گوئی ایں گوهر ست و آن دریاست
خواست گفتن حسن دعایش لیک — او چه محتاج ایں دعا و ثناست

۳۴ — هر کجا هست و هر کجا باشد — حافظ و ناصر و معینش خداست — ۱۱

اے فضل خدا نگاهبانت — سرهاے سران بر آستانت
بخت از لست هم رکابت — فتح ابدست هم عنانت
زیبخش علاے دنیا و دیں — اے جان و جهان فداے جانت
شاه عرب و عجم محمد — ملک عرب و عجم از آنت
احسنت زهے سعادت من — کاحسنت کشید از زبانت
اے آب حیات جرعۀ تو — نه جام سپهر جرعه دانت
گر هست کسے به روم یا چین — بادا همه ریزه چین خوانت
تو شاه جهان و جمله عالم — پر از علم جهان ستانت
ایں عالم پیر یاد پیوست — در سایۀ دولت جوانت
تو آمده میهمان اسلام — اسلام چو ملک میهمانت





(۴۸) حال محرم بشنو از مسکین حسن
در ہمہ عالم یکے محرم نماند (۱۵)

ساقیا مے دہ کہ ہر میکدہ بکشاد عید — کرد جانہا را بجام شادی افزا شاد عید
بود در شب کلیدے گم شدہ چوں یافتند — قفل نور از مشرق میخانہا بکشاد عید
گر خرابی داشت از دوری مستان میکدہ — داد استظہار ساغر را و کرد آباد عید
ساخت جاے نو دریں یک مہ ز زردی ہی — یازدہ مہ را صلای عشرت اندر داد عید
داد عشرت داد عید از دین عدل شد ولے — دور داد است ایں نیارد بود دور از داد عید
شہ علاء الدین والدنیا محمد شاہ آنک — ملک را نو نوز ماہ رایت او داد عید
عید شکل عبد شد بر شاہ یعنی بندہ شد — بندہ شد از ہمہ بند محن آزاد عید
تا شود صید از پئے قربان شاہ بے بدل — عین خود خواہد کند حالے بدل با صاد عید
خسروا گر غزوات رونق بخشد عید را — ہمچو طبل عید ہر سو بر کشد فریاد عید
طبل جنگت بر فلک ماہ نوے بنیاد کرد — بر کشید ایوان شادی ہم براں بنیاد عید
فتح را بودست عزم درگہ شاہ فلک — در رکابت ہمعناں فتح بفرستاد عید
عید میگوید کہ رزمت را مبارکباد فتح — فتح میگوید کہ بزمت را مبارکباد عید
تا ز سیارہ نماید خندۂ شیریں سپہر — تا ز ماہ نو بر آرد قامت فرہاد عید
عید خنداں باد و نوروز زیست انے دور چرخ — باد چوں عاشور گریاں روئے حساد عید

یک نظر از شاہ بر اتمام امید حسن

(۴۱) جام مے بخشد و خواهد ز زر کشور گیرد (۱۴)

وقت صبح چو مرغ از بهار یاد کند — صبوحیان دماغش سحر ز یاد کند
بدان قوانی دو جنسی که رسم مرغانست — هزار دستان هر لحظه مستزاد کند
اگر زگرمی این فصل غنچه تنگ آید — هم ابر آب زند هم چنار باد کند
سیاهی است در اوراق لاله یارب چیست — مگر مکارم اخلاق شه سواد کند
علاء دنیا و دین بو المظفر آنکه چو بحر — به بزم و رزم گهر بخشد ایستاد کند
خدایگان زمین و زمان محمد شاه — که کار دین محمد باعتقاد کند
ز هر ستم که بدرگاه شاه یافت سلام — همان زمان عمر صد ساله خیر باد کند
ز دست چرخ ستمگر عنان [illegible] — که شاه هر چه کند بر طریق داد کند
چو دولتست شهنشاه را صلاح اندیش — کرا مجال که اندیشهٔ فساد کند
اگر نه هم به ضمیر مبارکش گردد — مرا بصدر چنان پادشا که یاد کند
خدایش شادی نو نو دهد که هر نفسی — هزار غمزده را همچو بنده شاد کند

(۴۲) کلید حکم همیشه بدست سلطان باد
که کار صد چو حسن در زمان کشاد کند (۱۵)

باز عهد گل بگلگشت یاسمین در رسید — شاخ اگر در دل امیدی داشت اندر بر رسید
دی بگلگشت تماشای چمن خوش بود گل — دوش چون تر شد زباران صبحدم خوشتر رسید
گل زیکدیگر برونق بیشتر یکسال به — سال ما امسال خود برونق دیگر رسید

٥١

٣٣

اسلام از و چشم کرم دارد و یارب — این دیدهٔ دولت [illegible]
تا مژده ملک ابد و دولت سرمد — در بندگی خسرو جمشید فر آمد
جان بخش علاء الدین سلطان جهانگیر — کز صبح جهانگیر جهانگیر برآمد
سلطان قضا حکم قدر قدرت محمد — کافلاک مطیعش چو قضا و قدر آمد
هر شاه بتاج است سرافراز ولی او — آن شاه که بر تاجوران تاجور آمد
چتر سپهش مژده ملک ید فتح است — گرد سپهش سرمهٔ چشم ظفر آمد
در مدح کمر بسته بدو جا حسن امروز — آمد چو نی راست ولی نیشکر آمد
طبعش ز رهٔ تهنیت اینجا گهر افشاند — آنسان سخن از روی معانی گهر آمد
شه را چه دعا گوید از روی که ملکش — در عین امانی ملک داد گر آمد

(۴۴) تا حشر هوس شاه جهان باد که او را — نصرت حشم و فوج سعادت حشر آمد (۹)

طراوتی که گل و سبزه را جوان دارد — ز فر دولت شاهنشه جهان دارد
از آن میان چو گل آزاده زید سوسن — که مدح شاه جهانگیر بر زبان دارد
نثار غیب که تو روز راست کرده همه — برای حسن شهنشاه کامران دارد
نگر چه راست قضا داست پله شب روز — گر التفات عدل خدایگان دارد
خدایگان سلاطین علاء دنیا آنک — کسی چو ابر بهار گهر فشان دارد
ابو المظفر شاه جهان محمد شاه — که خلق او همه عالم چو گلستان دارد
عجب نباشد اگر این سکندر ثانی — [illegible] ز تخت بگیرد که وقت آن دارد

هر جان که ای فدای جانش باد | کز نعمت کرم او هست که جان دارد

(۴۵) حسن رعایت اخلاص و دخود کرده
دعای شاه که چون فاتحه بهان اود (۹)

باز بهار آمد جهان را تازه کرد
سبزه رو تازه و جهان را تازه کرد

بوش صوتی در دل من میگذشت
مرغ صبح اسرار آشنا تازه کرد

باد بوی صبحدم را تحفه ساخت
آبروی بوستان را تازه کرد

مهرهای نو کشید از غنچه شاخ
گل بساط گلستان را تازه کرد

گل بدست شاه دارد نسبتی
کز زرافشانی جهان را تازه کرد

شه علاء دین و دنیا کز کرم
هم زمین و هم زمان را تازه کرد

نام او در دار ضرب معدلت
سکهٔ نوشیروان را تازه کرد

گرد میدانش صبا بر چرخ برد
گلشن هفت آسمان را تازه کرد

(۴۶) تا حسن طوطی مدحت خوان اوست
زین شکر هندوستان را تازه کرد (۲)

یارب همه جهان به دعم شاه باد
اسلام در پناه شه دین پناه باد

تا در جهان ز دین و ز دنیا سخن بود
سلطان علاء دنیا و دین بادشاه باد

در صدق آنکه عرصهٔ آفاق ملک اوست
احسانش حجت آمد و عدلش گواه باد

هر جا که رایت اعلی روان گشته

(۴۷) فتح مبین و نصر عزیز رفیق سپاه باد (۳)

فتح غیبی عنان شاه باد | تخت او به فرق مهر و ماه باد
اختر مسعود رهبر همیشه | نصرت سبحانیش همراه باد

(۴۸)
شه علاء الدین و دنیا کاسمان
چون همه گیتیش دولت خواه باد
(۹)

مرا شب مے چو صبح نورانی همی باید | عقیقے در تن الماس پنهانی همی باید
پیاله رنگ در دار د قرابه رنگ فیروزه | مرا از هر دو آن لعل بدخشانی همی باید
می خرگاه آتش دان دو نختی عود بر آتش | زمستانے و اسباب زمستانی همی باید
فلک را گفتم این دُرها چه بیرون میکنی گفتا | همه بهر نثار بزم سلطانی همی باید
کرمها کرد حق در حق سلطان مسلمانان | حقیقت شد که او را این جهانبانی همی باید
علاء الدین و الدینا که تا نام جهان باشد | همایون فر است اندر جهانبانی همی باید
فراهم میکند از فضل یزدان کار ملک و دین | بلے آن کارها از فضل یزدانی همی باید
بپوشد در دو ملکش تا نعمت در جهان ارزان | بس این ملک جهان بخشیدم ازلی همی باید

(۴۹)
برین درگاه هر بنده فزون آمد ز صد خاقان
حسن کرد ار مدوح چو خاقانی همی باید
(۴)

ماه نو از مشرق جمال آید | اختر م از مطلع وصال آید

١١

[illegible]

۸ [illegible] ۱۵

[illegible]

۹ [illegible] ۱۵

[illegible]

۱۰ [illegible] ۲۵

چو ماهیم هست شد چرخ و هیچ حاصل نه
درین معامله یکبارگی شکست رسید

مزاج عمر بران راستی که بود نماند
بلائے شیب بدان شدتی که بهت رسید

چو تیر میگذرد سال عمر من امروز
حساب میکنم آن تیرها بشست رسید

(۵۴)

حسن اگر نفسی داشتی بلند آهنگ
بدارکان همه آهنگها بشست رسید

(۱۵)

کرا گویم کر بخت گمرهم در راه اندازد
بگیر دوست من یکبار در پائے شه اندازد

کرا گویم که آرد ز آفتاب مختتم بیرون
چو سایه در پناه دولت ظل الله اندازد

شهنشاهی که رایش عقل را دانائی آموزد
چو استاد کهن کو طفل نورا در ره اندازد

علاء الدین والدینا محمد شاه کز سهمش
فلک چون زه شود چون زه چه میگویم زه اندازد

مباد و شاه دست قهر بر برج فلک دارد
مبادا شیر چشم خشم سوی روبه اندازد

دگر روباه یابد از سگان هند کاهش دل
بیک پنجهٔ شیران درنده پنجه اندازد

عدو چون ابر گربالاهمی جوید وجودش را
چو باران قطره قطره کرده از بالا ته اندازد

چو بی دولت کسی کو کین آنحضرت بدل دارد
چه دیوانه کسی کاتش درانبارگه اندازد

جهانگیری که تیرش همچو برقی گنبد روشن
اگر بر اسپر خورشید بر جاس مه اندازد

فلک بازین زهر روز خنگ نوبتی شه
مه نو نعل زرینش که بعد هر مه اندازد

به از صد چشمهٔ خورشید بینی چشم آنکه را
کرا زین عنایت یک نظر آنگه اندازد

چو جوزا وار بربندد کمر هر شکاری را
اسد از قوس او خود را چو داد اندر چه اندازد

حسن میران مدح شاه سنجد بس کنی فردا
خدا در پله جای یکی نیکی ده اندازد

الا تا چست تر گردد قبائے شب تابستان — بساط مد در فراش زمستان [illegible]

(۵۵) بساط مملکت بر در گہ شہ باد گسترده
که دولت رخت خود در سایه این درگہ انداز (۷)

سلطان جہان جہان ستاند — بر گل مراد کامران باد
اسکندر روزگار ما را — چون خضر بقائے جاودان باد
چون مردم دیدهٔ جہان اوست — از چشم زمانه در امان باد
بر خلق چو صبح مهربانست — بر خصم چو چرخ قهرمان باد
فتحش همه سال همرکابست — نصرت همه عمر همعنان باد
زین پیش هر آنچه خواست آن شد — زین پس چه طلب کند همان باد

(۵۶) یا رب قلم حسن بهر جش
پیوسته چو تیغ او روان باد (۷)

بنامت میگشایم نامه را بند — که جانم را بیاد اوست پیوند
خداوندا تو عالم را خدائے — خداوندان عالم را خداوند
نهاد عالم از فضل تو قایم — نهاد آدم از فضیلت برومند
توئی پروردگار جمله عالم — منزه از زن و فارغ ز فرزند
نه گشتست از تو در صدف دُر — نه بشکست از تو در کمر قند
زہے وصف جمالت قل هو الله — بیک دیدارشان خشنود و خرسند

[illegible]

٧٥

[illegible]

٦١

[illegible]

٧٤

[illegible]

٨١

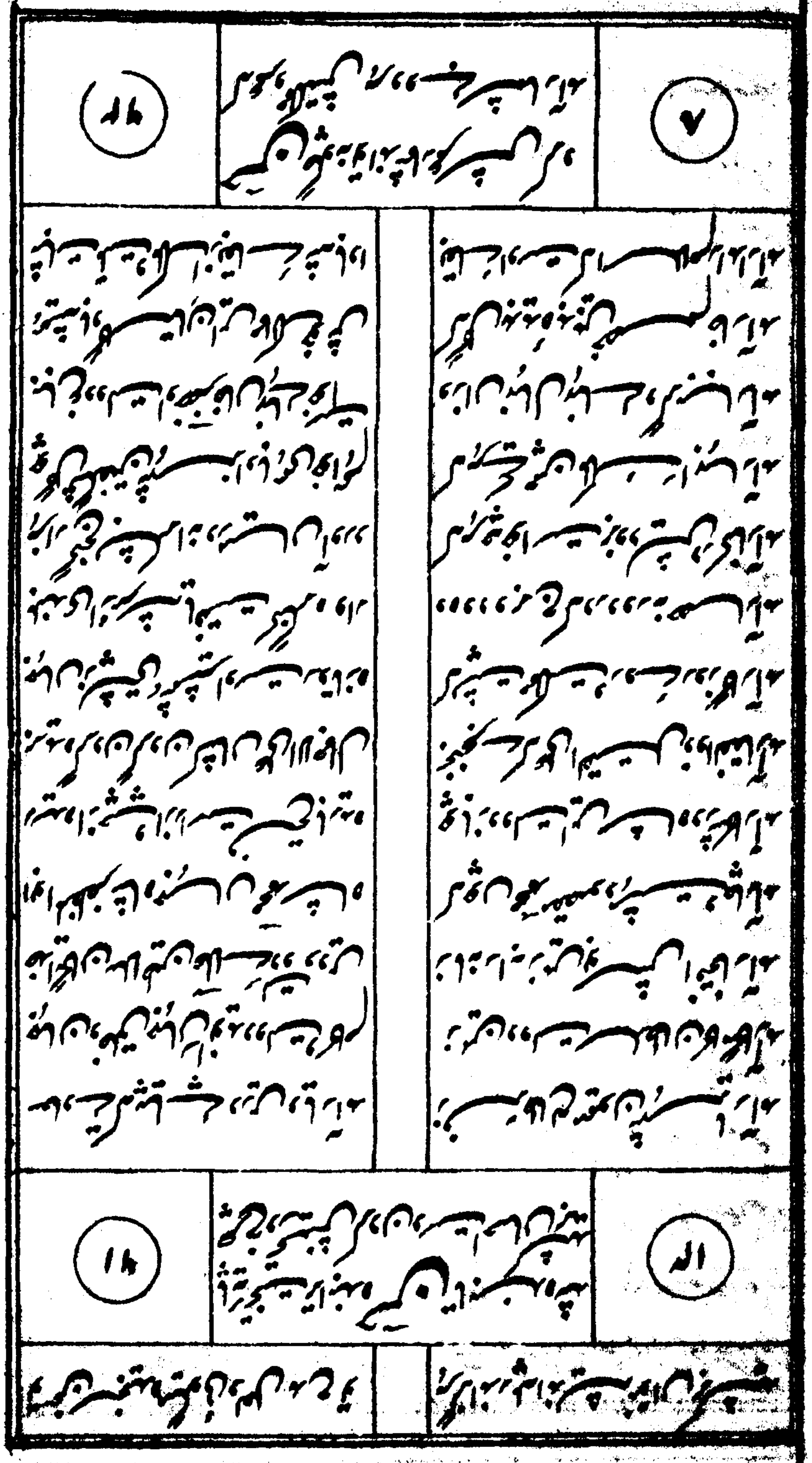
۱۱

۶۵

ابر گردستے زند بر دست شاه از خامیست — این که بر ما قطره می بارد گهر باران شود
شاه را صف صفا با حضرت حق راستست — زان شب سودا بلق شاهیش در جولان شود
زان طرف فیلان جنگی بر سر ریشه رسید — زین طرف زین گونه لشکر در حق فرمان شود
مغربی چندین هزاران فیل کز خرطوم شان — آسمان را کنگره بر برج هم لرزان شود
از برای تخته نرد شاه می انگیختند — تعبیه کان بخشش انگیزد حقیقت آن شود
در بساط ملک فیل افزود حق بادشاه — بر خلاف اتفاق فیل آب آسان شود
شاه قایم باد بر تخت بقا تا خصم را — مهره گردون بپایه تخت او غلطان شود

(۶۰) شه محمد را باسم و فعل امید است آنک — این حسن در بارگاه دولتش حسان شود (۱۱)

شاه ما را ایزد از شاهان دوران بر کشید — کیست کز وے سرکشد آنرا که یزدان بر کشید
خاص درگاه خدا اعظم خدیو اعظم است — کو علم بر اوج ماه و فوج کیوان بر کشید
شه علاء الدین محمد آنکه رائے کاملش — روئے ماه آسمان را داغ نقصان بر کشید
گاه جوشش آب را از زهره خور بر گشاد — وقت بخشش خون لعل از دیده کان بر کشید
سائبان از بهر دفع گرمی خورشید شاه — سائبانے دیگر از خورشید تابان بر کشید
چتر ایران گیر را چون رایت توران کشاد — بر سر شهزاده ایران و توران بر کشید
خسروا لعل سخن را پیش ازین نامے نبود — دور انعام تو نام هر سخن دان بر کشید
بخشش شه را عطارد در شمردن عاجز است — زهره نتواند ازین زرها بداماں بر کشید
بحر جود دست او بشنید شورے در گرفت — رعد برق خنجر او دید و افغان بر کشید



۱۵۱	[illegible]	۱۱
[illegible]		[illegible]
۱۵۱	[illegible]	۷
[illegible]		[illegible]

باز تازه نعمتی از حضرت سبحان رسید — باز نو سروی بباغ دولت سلطان رسید
گوئی اقبال مبارک چشم عالم نور یافت — یا خضر بر چشمه کان چشمهٔ حیوان رسید
کوکبی کان چشم جان را نور بخشد رو نمود — میوه کان شاخ جان را مایه بخشد آن رسید
صوت ساز خرمی از کام هفت اختر گشاد — صیت طبل تهنیت بر بام هفت ایوان رسید
بوستانی در میان گلشن شادی شگفت — آفتابی در کنار سایهٔ یزدان رسید
شه علاء الدین والدنیا محمد شاه آنک — نعل رخش همتش بر تارک کیوان رسید
آن خداوند خداوندان عالم کز خدای — تا ابد بر خلق فرمان دادنش فرمان رسید
جان خلق و دین خالق را پناه از عدل تست — رونقی در دل فزود و راحتی بر جان رسید
تا که دوران بقای هست از دور سپهر — تا که نوی خواهد اندر عالم انسان رسید
داور دوران همیشه شاه عالم باد و بس — چون ز دور عدل او آسایش دوران رسید

(۶۵) مدح سلطان ختم کن هم بر دعای او حسن
زانکه هرگز در کمال عدل او نتوان رسید (۶)

شهریارا ملک و ملت بر مزید آورده اند — همت درهای همت را کلید آورده اند
شه علاء الدین والدنیا تو آنی کز ازل — هفت گردون بانی جاهت پدید آورده اند
دیده روشن شد شها از بخت سرسبزت اگر — سبز دیدن چشم مردم را امید آورده اند
عیش تو با شادی شهزادها فرخنده باد — زانکه نسل تو چو عمرت بر مزید آورده اند
ای کمینه بنده‌ات برتر ز صد خوارزمشاه — در ثنایت بنده وار رشک رشید آورده اند

جام می کش نام می بر ملک می پرور اند آنک

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

الله	[illegible]	۶۸

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

۵	[illegible]	۸۸

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

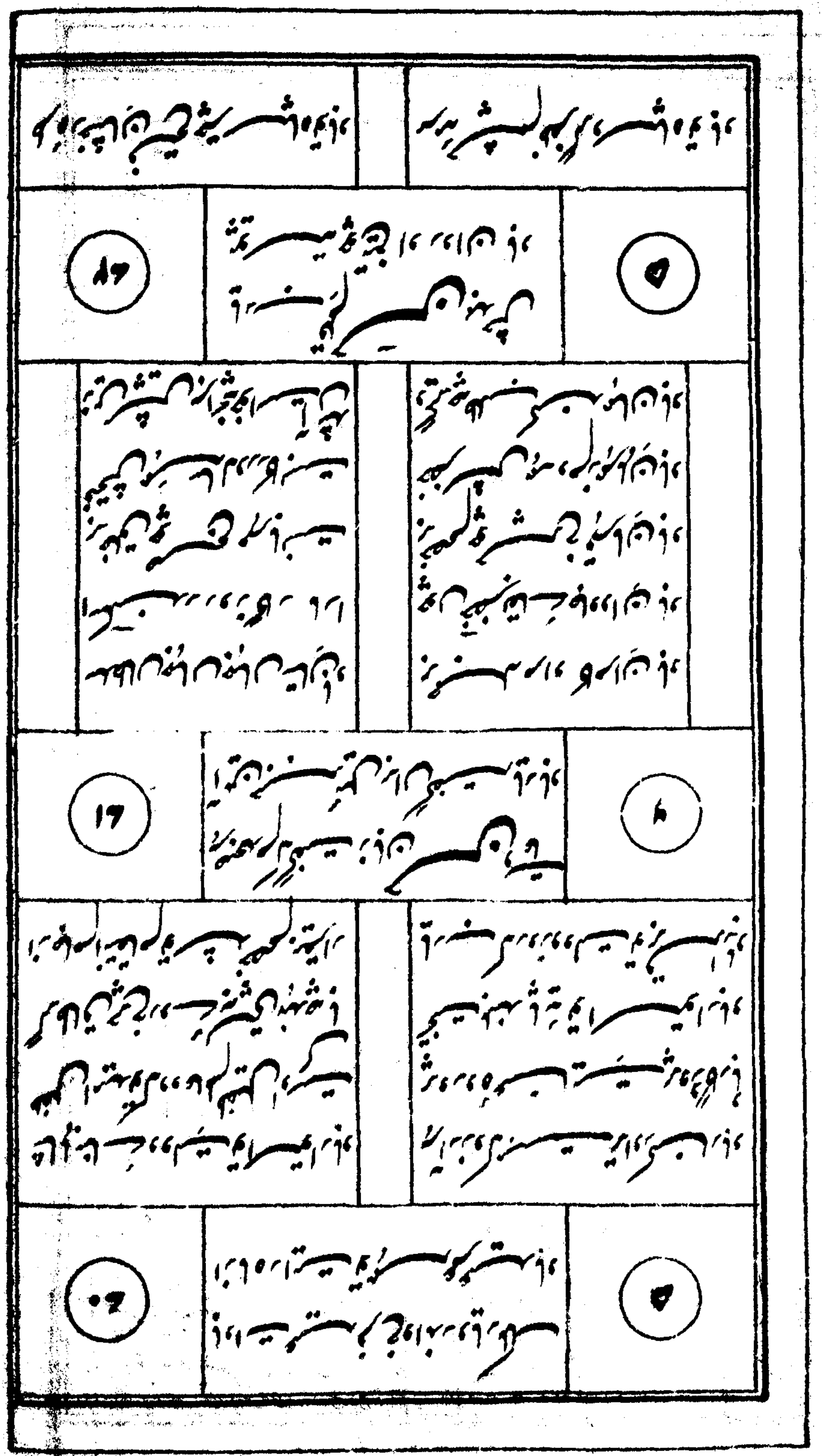
[illegible]

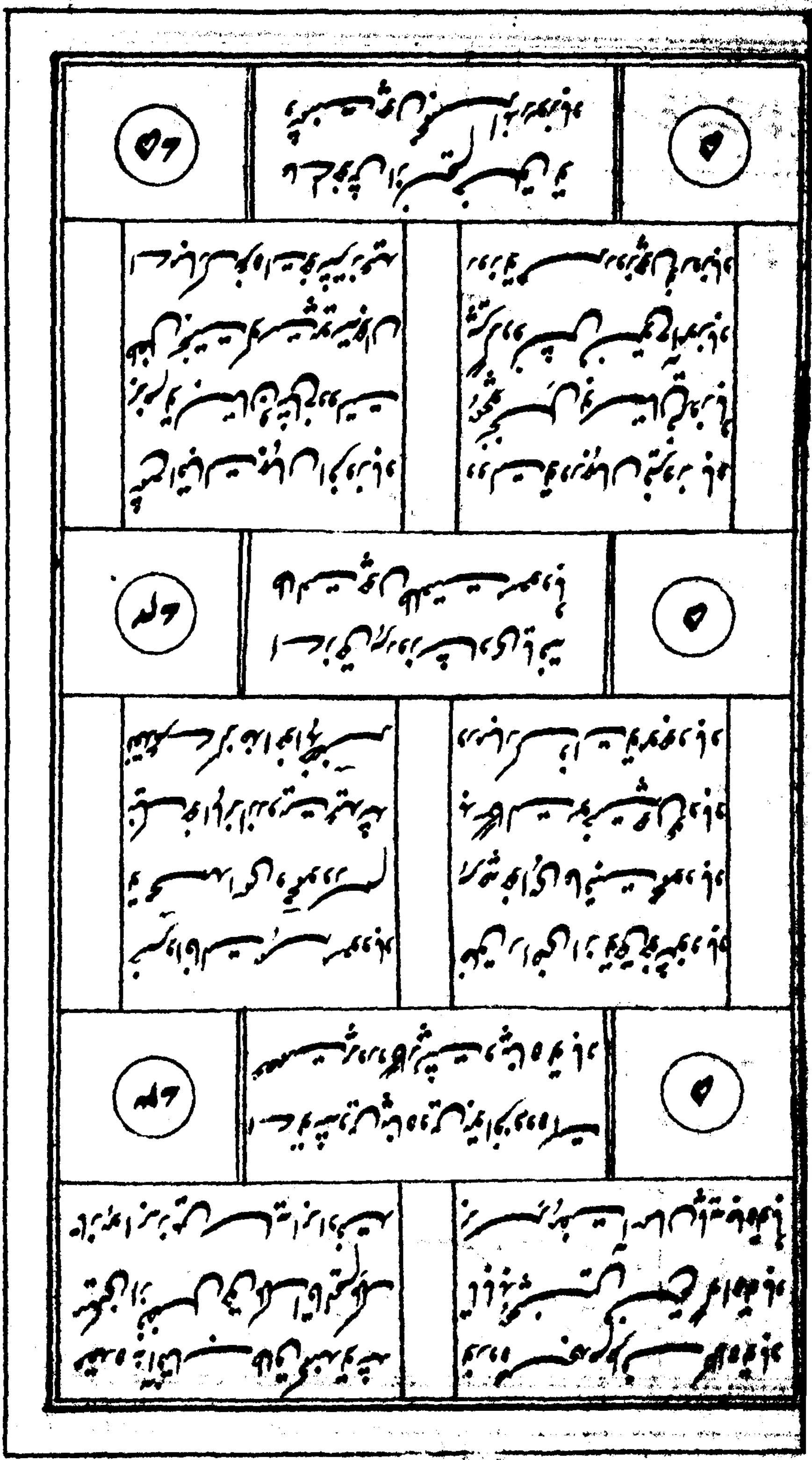
[illegible]

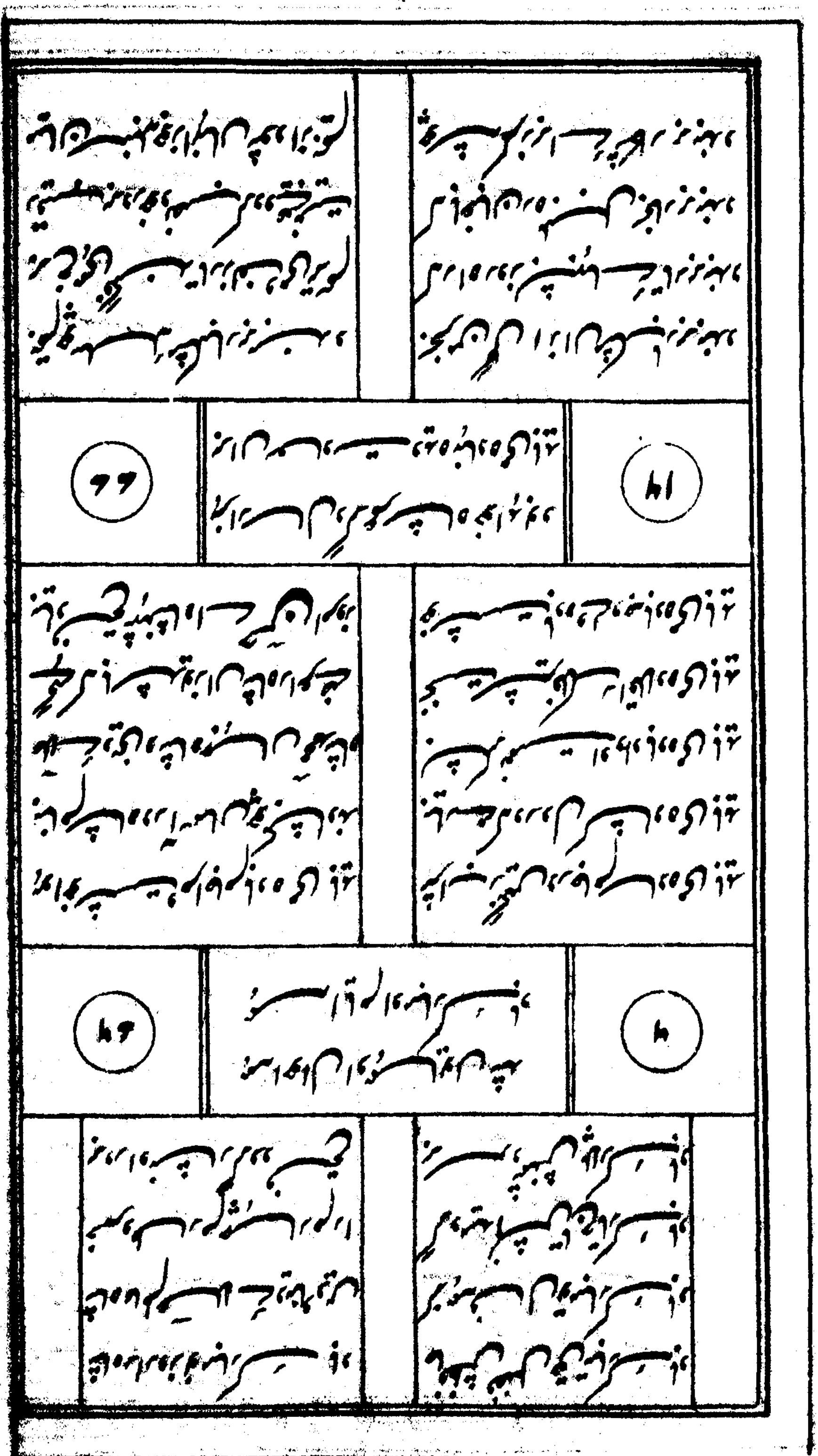
[illegible]

[illegible]

[illegible]







[illegible]

٥٦

[illegible]

٥٧

[illegible]

زمین تا م شهست انتظام خطبهٔ عید | چنانکه سکهٔ گل را ز خلق اوست عیار
علای دولت و دین کز بهار دانش او | چو عید تازه شود عیش بصغار و کبار
شگوفهٔ چمن مملکت محمد شاه | بهار عدل وی آورده عید عزت بار
گل از خزانهٔ تشریف او بهاری پوش | سه اندر انجمن موکبش عماری دار
مه نواز کرشش مهر مغربی در جیب | گل از مکارم او آستین پر از دینار
ز فتح شاه دگر عید شد گلستان را | که دستهای گل از هر سوست بسته نگار
بسان قوس قزح وسمه کرده ابروی ماه | بشکل دستهٔ گل نقش بسته دست چنار
بهار از سه رایات اوست عیدی خواه | چنانکه عید ز عید سخاش اجرا خوار
به پیش رایت گلگون و عکس لالهٔ او | شدست عید چو تصحیف عبد خدمتگار
زمین عاطفت اوست عید را رونق | ز فر معدلت او بهار را مقدار
اگر عنایت او نیست عید چیست و عید | وگر رعایت او نیست گل چه باشد خار
مرا بباش هر روز عید و نوروز ست | چو عید روزی او باد عید نو بسیار
شها ملوک پناها مبارکت بادا | چو در رسید مه عید و مهد گل یکبار
تو عید عالم و چتر سیاه تو شب قدر | رخت بهار کرم چتر لعل تو گلنار
خجسته عید تو آن نوبهار را ماند | که باشد آمده ایام عید او با یار
حسن نگر که به هر بیت شرح داد دو فصل | بهار فصل و را به ز فصل عید انگار
همیشه تا که بعید است وقت مردم خوش | همیشه تا بهار است زیر مرغان زار
بهار باد نواساز مجلس عیدت | بقا ز برگ درختان برون ز حد شمار
بساز بر صفت عید جشن سیر نشاط | بباش در چمن ملک سرو دیر قرار

۸۱

۱۷

[illegible]

(۱۱۲) [illegible]

(۱۱۳) [illegible]

[illegible]

(۱۱۶) [illegible]

(۱۱۷)

برفت از دیدن آن ماه و شکر و سرو هش
غلام آن دهان شکر و سرو شکرم آمد
زهی تقدیر کو یک تن نوشین خوبان را
بدستش بین و انگشتش گرفته شیشهٔ پر مے
غزل رسم قدیمست از پی آن سیکیم رنجیش
وگرنه با وجود مدح شه نتوان ستودن خود
سر شاهان مدار دهر روی ملک و پشت دین
مبارک روی و فرخ رای گردون بخت و دریا کف
جوان سال و جوان بخت جوان فر و جوان دولت
بوقت جام صد جمشید در فرمان صد فریدون
کمینه بنده اش فغفور و کمتر چاکرش خاقان
نیاید در وفا و عدل و احسان و کرم مثلش
ز عدل اوست امروز امن و قهرش روز شر الحق
کشد تیرش ز تیغش درد و زهرش بره قهرش
اگر نه فیض فضل و عین عدل او بود نازد
نشاط آورده چون دور باش خرمش دستش را
زهی شاهی که دارد خاطر و طبع و دل روشن
حسن را از غم و اندیشهٔ رنج و محن بودی
کنون می همت از جاه و جود و بذل و عدل شه

قرار از نفس و نفس از هوش و هوش از نفس و عقل از سر
یکی جنت یکی مینو یکی طوبی یکی کوثر
دهد لعل و نهد لولو و در سبزه کشد عنبر
بلور صاف و سیم صرف و تنها ب لعل تر
لب خامه سخن کاغذ دل دیوان سر دفتر
سر سرو و بر سوسن لب غنچه قد عرعر
علاء الدین و الدنیا محمد شاه دین پرور
مخالف سوز و شرع افروز و دین افروز و دین گستر
جهانگیر و جهان بخش و جهان آرا و جهان داور
برآورده صد دارا بد بستن صد اسکندر
کمینه پاسبان محمود و کهتر نوبتی سنجر
مگر بوبکر یا فاروق یا عثمان و یا حیدر
بهفت اقلیم و هفت اعضا و هفت افلاک و هفت اختر
رگ ملحد پی مرتد دل مشرک سر کافر
چمن لاله هوا لولو فلک اختر صدف گوهر
ثوابت دیده انجم دل ممالک جان ملائک پر
رضا پرورد نظر برکان کرم بر کان ستم بر زر
زبان ساکت قلم ساکن معانی کم سخن کمتر
سخن بنیاد فضل افزون و شعر اسلاف را یکسر

همیشه گل بگلزار و ابجز و لاله بهر سالے — کند جلوه شود خندان بود ساقی کشد ساغر
شه آفاق نادر سال و ماه روز و شب بادا — قدر بر کف طرب بر دل شعار در تن فرخ بر

۸۴

قضا خادم قدر خاضع جهان مخلص فلک ممد
فلک بنده ملک داعی خدا یار و خرد یاور

۹

چو آفتاب به سایه ز آسمان پیدا — همه نظر به روشن شع وازان دیدار
چو آفتاب صفت بادشاه ریز دور — نمایدش همه مانند آسمان دیدار
علائے دولت و دین شاه کامران دولت — نموده هر نفسش بخت کامران دیدار
ابو المظفر شاه جهان محمد شاه — مبارک آمده از وی بهر جهان دیدار
کشاده هر نفسے فضل ایزدی دیده — نموده هر نفسے فتح جاودان دیدار
زمانه را شده با عیش و خرمی الفت — بهار را شده با باغ و بوستان دیدار
ز اهل عشق سماع و ز اهل طبع سخن — ز ساقیان سمناب زر و ستان دیدار
بدان خدائے که هر بندگان مخلص را — بهشت میکند از وعده زان دیدار

۸۵

که با دولت سلطان علائے دین باقی
همیشه ذات ورا با وجود جهان دیدار

۱۳

فتوح غیب نگر پیش تخت شاه نثار — بهار فتح شگفته ز ابتدائے بهار
ز فر نام شهست ابتدائے فتح و ظفر — ز عدل معدلتش اعتدال لیل و نهار
خدایگان سلاطین علائے دولت و دین — خداش داشته از ملک و ملک بر خوردار

٦

٨٧

٥٧		الف

٧٧	(پ) بقیہ	٥

٦٧	(ر) بقیہ	٦

نوروز بزم شه را افزود رونق نو — بهر طرب فزائی چون از عقب [illegible]
سلطان علاء دنیا شاه جهان محمد — کایزد محمد آسا از خلق برگزیدش
هست آفتاب سیرت شاه یگانه ایرا — در آفتاب گردش گیتی [illegible]
حقی که نیست مثلش در عالم آفریدن — از خسروان عالم بیش آفریدش
بینی درم خریدش هر دم هزار بنده — بل صد هزار چون من بی درم خریدش
چون شب کسی که با او زد از سپیدی دم — پیراهن سلامت چون صبح بردریدش
زین رو که خط نویسد تیرست یک دبیرش — زین رو که زود داند چرخست یک [illegible]
خود چرخ گرده شد تا شاه گوی بازد — در نوبت همایون الحق نکو دویدش
بنده حسن بمدحش وقت شکرفشانی — بگشاد قفل دلها بی پاره کلیدش
تا عید باشد و گل باد است شه جهان را — عیشی چو عید فرخ فتحی چو گل جدیدش
رونق حسن ببازد نوروز عالم آنجا — چون نقش عید باد از کمترین عبیدش

(٩٠) دوران چرخ رامش شاه فلک غلامش — هم ملک بر دوامش هم عمر بر مزیدش (١٩)

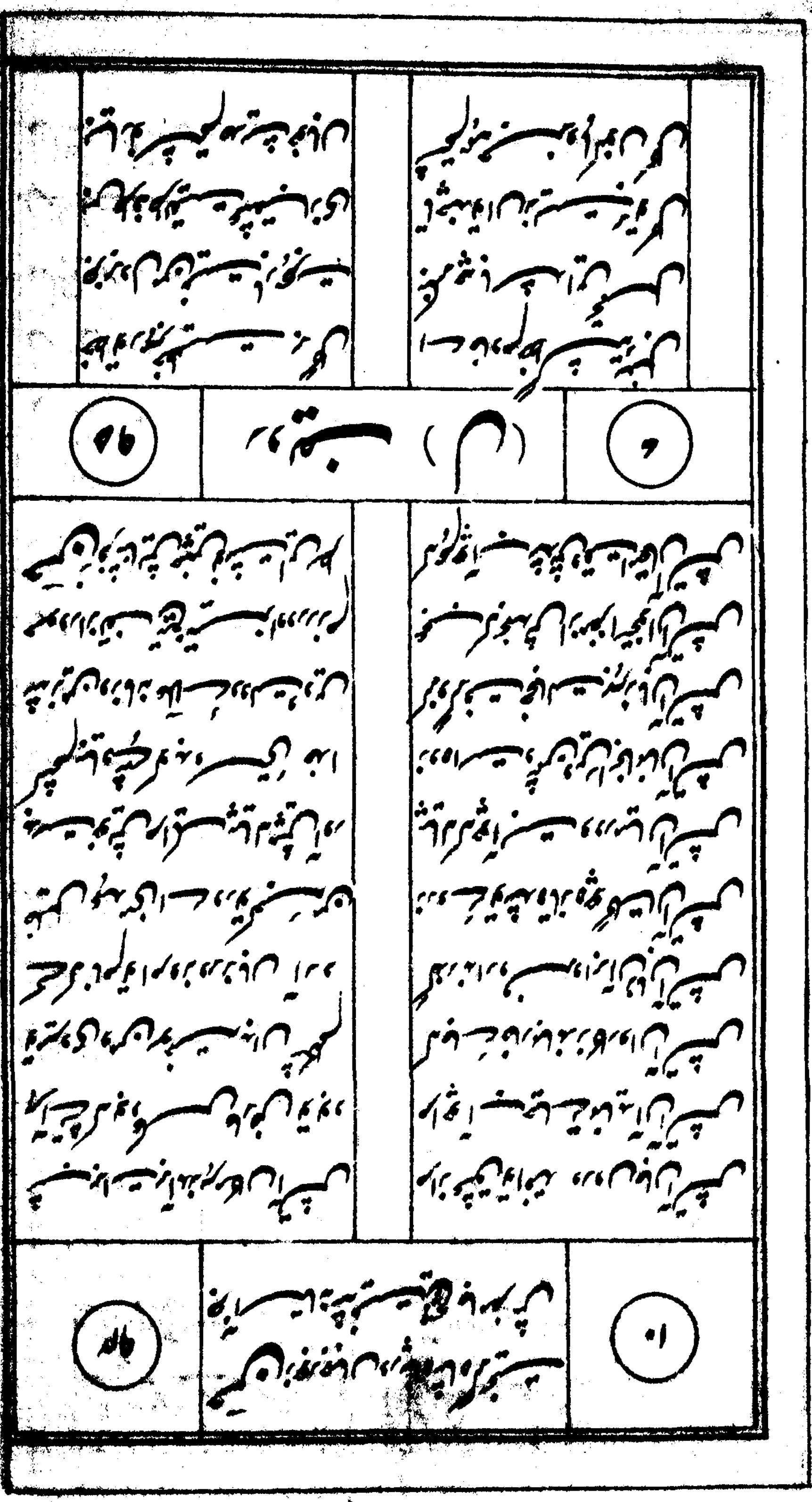
شهی کاسلام ازو سکه منور میکند نامش — مبارکباد بر دولت بر ایام [illegible]
ظفر چون تیر در شستش جهان چون قبضه در دستش — فلک چون مه در حکمش [illegible]
علاء الدین والدنیا محمد آن که دین حق — تمامی گشت اکنون بر در دولت [illegible]
جهانداری که از تیغ زبانش در جهانگیری — دهان فتح خندان کرد [illegible] از جهان کامش
مخالف تا نگه کرد آتش شمشیر شاهی را — بماند از تن لرزنده چون سیماب [illegible]

[illegible]	[illegible]

۷	[illegible]	۱۵

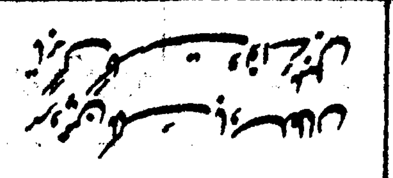
[illegible]	[illegible]

[illegible]

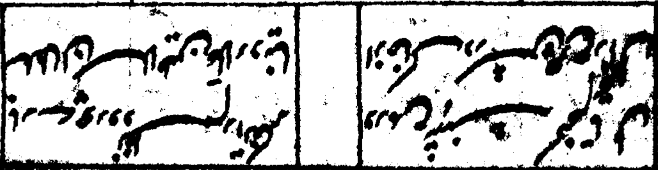




۸۵



۷۱



[illegible]		[illegible]
ه	[illegible]	٧٥
[illegible]		[illegible]
ط	(لم) [illegible]	٧٦
[illegible]		[illegible]

[illegible]

٥١ | [illegible] | ··١

[illegible]

٦ | [illegible] | ٥٥

[illegible]

[illegible]

۱۰۱ [illegible] ۶

[illegible]

ز بذلش خلق چون گل شگفته خندان | ز عدلش ملک چون غنچه خرم
فلک تا تیز رو می باشد او را | زمین تا تازه رو می باشد از نم
فلک در امر او بادا ملک نیز | زمین در حکم او بادا زمان هم
من و جمله جهان در سایه او | وی اندر سایه سلطان عالم

۱۰۲

خداش از عمر برخوردار دارد
من این دانم دعا والله اعلم

۱۳

ای حاکم جهان و جهان داور حکیم | محدث همه بدایع و تو مبدع قدیم
جز تو که داد منزلش لیل و نهار را | از آفتاب شمع زر از ماه شمع سیم
نقشم یکیست با تو ازان دو رم از دوئی | فارغ ز انس جنت و از وحشت جحیم
سیم محمد آئینه چشم عالم است | خود مردم دو چشم جهانست آن دو میم
هر کاورید خاتم اخلاص تو بدست | یا چون نگینه بر سر گنجش بود مقیم
آخر نه جاه تاج لعمرک هم از تو یافت | آن دُر که بود چند گهی در عرب یتیم
انصاف بود مه بدو نیمه نهادنش | انصاف چیست از ره معنی همین دو نیم
ای مالکی که ملک بقا از تو شد کبیر | وی خالقی که خلق رسول از تو شد عظیم
این نعمت اندکست کز الف م دادیم | طبعی چنین لطیف و ضمیری چنین فهیم
انشای این قصیده که دال سعادتست | در سال دال بود بر او بر فزود دو میم
از راه شکر حاصل صد گنج [illegible] | لیک از غرض بجانب کعبه نگاه مقیم
ما را ز دار ضرب قناعت عطیه کن | نقدی چنان سره که بود سکه‌اش سلیم

۶	۱۰۶

۵	۱۰۵

[illegible]

[illegible]	[illegible]

۴۰۱	[illegible]	

[illegible]	[illegible]

۵۰۱	[illegible]	

(۱۰۷) بس دراز است این سخن بکین سخن کوته کنم (۶۲)

دوش دردے کہ خاست از جگرم — گوی از دوش باز گرد سرم
آتش جان از آن جگرسوز است — کاب نگذاشت هیچ در جگرم
جگرم دردسے خورد شب و روز — بخت این بار بخت ما حضرم
جگر از تنگنائے پہلوئے خشک — نمک از شوره زار چشم ترم
تا مرا برگ کند نائے ہست — هشت بستان بترهٔ نخوم
کوه بر فرق مردمک صد بار — ببرم بار منتی نبرم
این نمک وین جگر مقرر شد — راتب توشه خانهٔ سفرم
گفتی از آسمان طلب روزی — آسمان سفله روزی از که برم
در روزیم تنگ بسته چه سود — آسمان فراخ در نظرم
چیست حاصل که آسمان شب و روز — می نویسد برات خیر و شرم
ور روزی چو آسمان دارد — بر در عمرو زید چون گندم
کاشکی نام هم نبودی ثبت — در نسب نامهٔ ابو البشرم
چون حسن مرمرا اسیر شدست — چه گله از گرانی سفرم
غمزه حکم چند خواهد داشت — شهربند حظیرهٔ خطرم
دولتم را ستاره مانع نیست — از قضا دیده باید این قدرم
بشکنم بند گر خدا خواهد — چکنم بند بسته اگرم
صد غم خورد و بشکن ای خواجه — تا به بینی بزرگی گهرم

من که از علم گشته ام پامال / بلکه با کوه دست [illegible]م
گرچه گوشه نشین شدم ز شفق / چون مه نو به نقص مشتهرم
واجب آید زکات فضلم از آنک / صاحب گنج خانهٔ فکرم
مالک الملک ای عطاگر توست / از قناعت ممالک بکرم
بوریا بس است و سر هیچ / تخت بر زیر و تاج بر زبرم
نیست در دم ز تیر غفلت انداز / لیک سختست منت سپرم
آتش خانه سوز بهتر از آنک / نور در روزن افکند قمرم
گر فرو خفت مرغ بی مایه / جبرئیلست موذن سحرم
روح عیسی و دیو نفسی را / مایهٔ عنبر و سایهٔ خضرم
گرچه این خرقه از خدا باشد / بخدا تا بدانش پدرم
پدرم آنکه زاده ایم از او / و آنکه از من بزاید او پسرم
حکم حق اعتبار کلی یافت / حکمت خلق نیست معتبرم
حکمتی کان ز ره چنان برگشت / من چنان راه کمتر سپرم
تا بدانی که هم بدین یک نفی / من ازین ثابتات بی خبرم
می رسندیم دوازده هر سال / هم چو یوسف ز یازده [illegible]م
هفت سیاره بر سر این چاه / یوسفی در میان نمی نگرم
هفت سیاره هفت دوزخ دان / کافتد از شر هر یکی شررم
هندوی چرخ زهر داد مرا / همه هندوستان پر از شکرم
مشتری هم بطالعم مقترنست / همبو [illegible] سقر کند مقرم

فلک گردم بهوا بچه شکار — گه نه ز شاخ و گاه نیشترم
آفتاب ار چه خور همی خوانند — نیست یکروز خورد خواب و خورم
فلک در کاسه ام زند ناهید — چه نوازد بقول کاسه سرم
آنکه سوی عطاردش پیوست — اندرو در نگیش سخت پر صدرم
اندر جنوبی نساخت جانب من — نه شمالی شمایل نظرم
از حکیم این عطیه حاصل بود — بر بروج و کواکب صورم
گفتمی بر فلک غبار انگیخت — هم فلک توتیا دهد نگرم
خاک بر توتیای او که نبود — سنگ بصره بگوهر بصرم
روز دولت بلند شد همه را — من همه شب ستاره می شمرم
تا بدیدم ز عقل کل آثار — عقل جزوی ندید [illegible]
سستی روزگار بین که فگند — بچنین عقدهای سخت درم
طیرانم بر اوج معرفت است — زین همه بشکنند بال و پرم
من همی فرق دادم از دد و دام — خواه عیسیم خوان و خواه خرم
با همه راستی بسیرت خود — در لگدکوب چرخ گرد سرم
خوار چون خاکم از پس دیوار — چه توان کرد آب پیش درم
تا مقرب شوم بقربانی — همه تن گه کمان گه سپرم
راست در حق من نگو که کجم — پنبه از گوش من بر که کرم
گه نگهی خاص میهمان بهشت — گاه تنها مجاور سقرم
از حضیض وبال و اوج شرف — فرد از آنم که آفتاب فرم

١١١

٧٠١

[illegible]

خجسته بارگه پادشاه عالم باد | که خسرم گشت برو پادشاهی عالم
خدایگان سلاطین علاء دولت و دین | شه ستاره سپه قطب آفتاب عالم
مدار ملت و پشت هدی محمد شاه | که هست همچو محمد پناه اهل امم
شهنشه خجسته دستی که ز میامن نامش | طراز یافت نسب نامهٔ بنی آدم
ز عدل او خلفای عرب شده حیران | چو از کمال جهانگیریش ملوک عجم
زمین معدلتش تازه راه ها ایمن | جهان بدولت او چون جهانیان خرم
ز فر دولت او کار هفت کشور راست | ز بار منت او پشت هفت گردون خم
چو صبح گشته بروی طالعش صادق | نگر چگونه جهان را گرفت در یک دم
صفات قدر شهنشه برون ز اندازه است | همی قد بود اندازه زبان قلم
همیشه تا که برسم قدیم در هر سال | مسافران سوی کعبه روان کنند قدم
چو کعبه باد در شاه قبلهٔ حاجات | ضمیر او حرم سر غیب را محرم

(۱۰۹) چنانکه حاجت جمله جهان برآورده است
برآورد ز کرم حاجت حسن را هم (۱۶)

تهنیت باد و مبارک که جو درایت اعظم | ز دار و گیر ممالک بدست ملک معظم
رسد بنگره اکنون عنان شهرت شادی | چو در رسید بدولت رکاب خسرو اعظم
پناه عالم اسلام و پشت زمرهٔ ایمان | مدار ملت احمد مراد خلقت آدم
خدایگان سلاطین علای دین محمد | کشیده دایرهٔ عدل گرد مرکز عالم
ز بار رحمت او گشت روی هفت زمین تر | ز بار منت او یافت پشت هفت فلک خم

محمدیست که دارد بفیض فضل الهی | [illegible]
بدان امید که بوسه زند بنقش نگینش | خمیده حلقه همیشه [illegible]
ازان رسد بقدومش نثار غیب پیاپی | [illegible] صبح دوام
رساند مژده فتحش صبا بملک ریاحین | ازین نشاط نیاید [illegible] نسیم
بروز و شب مه و مهر [illegible] افگند ز بالا | که ای جهان بتو قایم جهان ترا مسلم
حدیث ملک جم اینجا چه نسبت است که آید | فدای جرعهٔ جامش تمام مملکت جم
ازان طواف کند فتح گرد بارگه او | که یافت اندرون دولتش نشان [illegible]
زهی بکعبهٔ شاهی صفات ذات تو رهبر | خهی طراز الهی ضمیر پاک تو محرم
بدولت تو نماند حسن که غم چه بود | مگر برای تو [illegible]
زمانه یار تو بادا بهر مقام که باشی | سپاه [illegible] گرفته [illegible]

(۱۱۰)

چو بخشش تو هزارست هم خدای ببخشد
هزار سال بقایت هزار سال [illegible]

(۱۵)

ای چرخ یار من شو کامروز یار یابم | بگشا در سعادت [illegible]
زحمت ببین [illegible] از روی برف و باران | امروز تربیت کن روی چو آفتابم
روی مبارک شه دیدن ثواب باشد | یارب تو تا قیامت روزی کن این ثوابم
سلطان علای دنیا شاه جهان محمد | صد روح داده هر دم از [illegible]
از اوج [illegible] شاهی گر کس کند سوالم | هم فر دولت او تلقین کند جوابم
از فضل دستگیرش بیدار گشت بختم | [illegible]

۹۱۰

۹۱۱

[illegible]

[illegible]

۹

۱۱۱

[illegible]

[illegible]

دولت از حق تعالی یافتم | دست بوس خسرو والا یافتم
خسرو اعظم معز دین حق | کش ز حد مدح بالا یافتم
قدر او را با فلک کردم قیاس | پایهٔ قدرش معلا یافتم
ذات او در صفا و در صفت | راست چون خورشید یکتا یافتم
بزم او فرخنده تر از هشت باغ | جرعه دانش جام مینا یافتم
خود کف زر بخشش او دریای جود | من گهر دولت ز دریا یافتم
چشم بد دور از چنان دریا کزو | چشمهٔ خاطر مصفا یافتم
از خیالات مدیحش در ضمیر | هرچه می جستم مهیا یافتم
در بهارستان مداحی او | بلبل هر طبع گویا یافتم
در سواد خط معانی ثناش | در شب لولوی لالا یافتم
در تمنا داشتم دیدار او | شکر حق را کان تمنا یافتم

(۱۱۳) خواستم صد سال عمرش بر مراد
این مراد از حق تعالی یافتم (۱۳)

چون چشم نیم مست تو اندر جفا تمام | دست تو شد به ریختن خون ما تمام
بیخواست صبر در دل تنگم گذر کند | غم نیست زانکه عشق تو بگرفت جا تمام
ای لاف بسته با لب شیرینت نادرست | دعوی سرو با قد زیبات ناتمام
آوازه از قد تو شده نخل را بلند | اسباب از رخ تو شده ماه را تمام
چندان [illegible] رفتن تو خود گرفت کبک | کاندر میان خوش [illegible] تمام

حسن تمام حسن چه روایت کند کسی — چون دولت شهنشه فرمانروا تمام

سلطان علاءِ دولت و دین خاصهٔ خدا — هر چه از خدای خواست داده خدا تمام

نام محمدست و بنام ایزد آمد است — بر خُلق و خَلق بر صفت مصطفی تمام

خصم تو خواست خرقه بپوشید و هم نیافت — اندر تمام خانه یکی بوریا تمام

شاها قصیده که مرا در ثنای تست — نیمی ردیف کرده ولی در ثنا تمام

حسن هم تمام میکنم این نامه را جواب — گر فضل او مراست همه نیمها تمام

و آن آخر مدیح ثنای شنو ز من — کاندر مدیح طاقتم واندر ثنا تمام

اسکندر زمانه توئی دور دور تست — مانند خضر در کشش جام بقا تمام

۱۱۴ — ردیف (ن) — ۴۹

ای بصف صنع تو پویان شده چرخ برین — این کره جز داغ تسلیمت ندارد بر سرین

پایهٔ قدرت منزه از سما و از سمک — دفتر فضلت مبرا از شهور و از سنین

قدرت تو از بساتین نقشبندی در جنان — حکمت تو از مشیمه پرده پوشی بر جنین

ای فلک چون حلقهٔ خاتم مدور ساخته — نیست بر نه خاتمش جز نام تو نقش نگین

حکم تو چون ریخت در دریا نم صلب سحاب — شد شکمهای صدف آبستن در ثمین

کیست جز تو تا کشد در جلوه گاه گلبن دل — از پس هر پرده چندین لعبتان نازنین

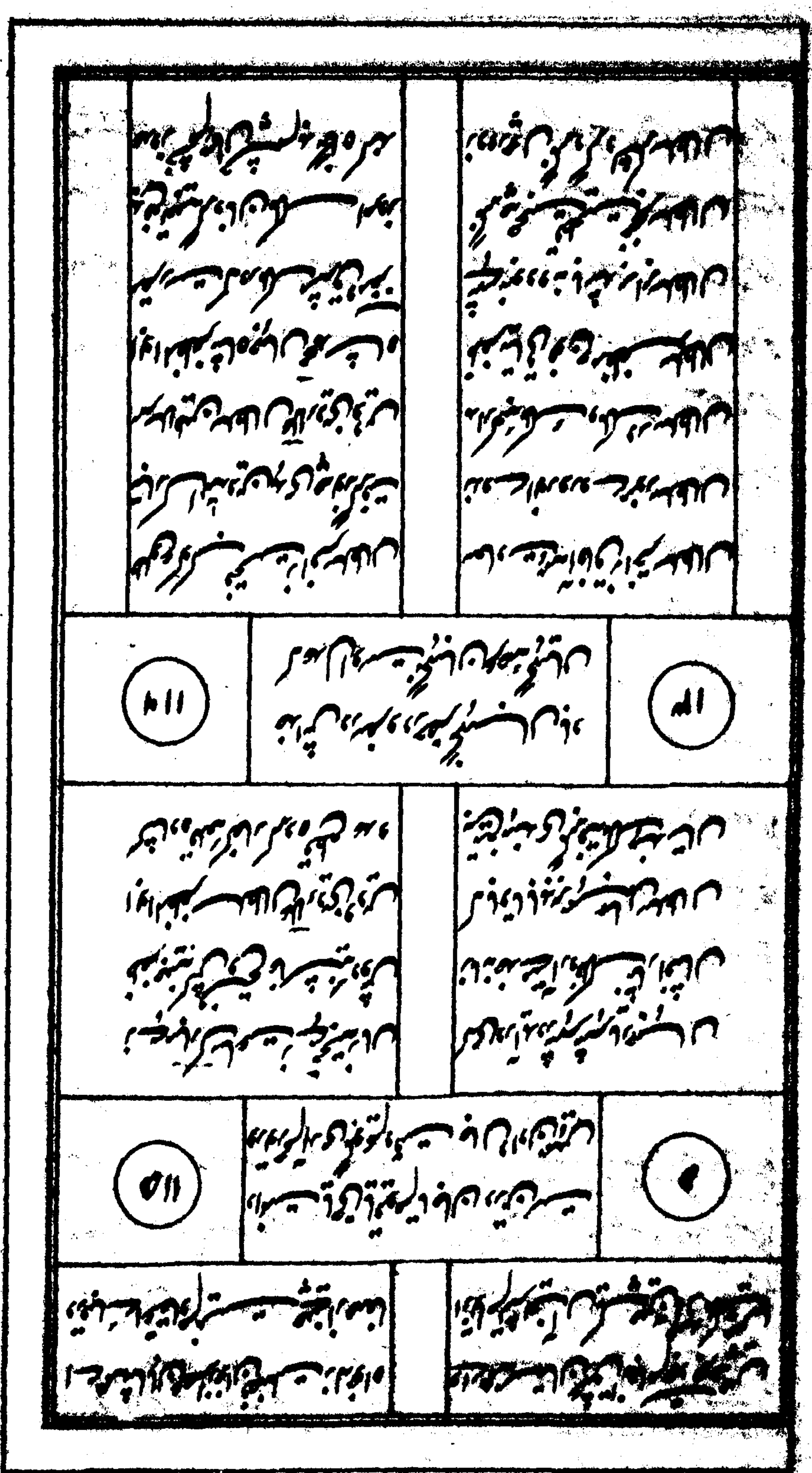
روح حکم کاملت را هم متابع هم مطیع — عقل و فضل وافرت را هم رهی هم رهین

شوق تو در سینه سرفرازان روح و عقل — طوق تو در گردن گردن کشان شرع و دین

اے خوش آں دیوانگاں کز یاد نامت ماندند … خارج از ناز و نعیم و فکر باغ خلد بریں
لشکر فقر و صف صف لشکر تو پشتہ … اے تو سلطان ازل ما تو گدا مسکیں
با چو تو قہار مائی ذی محض خطاست … خاصہ از چوں ما ضعیفے چند اندر ما ہمیں
اے بفرق ہر سر از تاج تو دولتہا عیاں … وے بکنج ہر دل از تو گنجہا دفیں
روز پرسش ہم بروں آور مرا از خوف و حزن … گر عقوبت غالبم ور عاقبت ہستم حزیں
بر درت آوردہ چوں آیم کہ نتواں آمدن … در بہشت پاک با داماں تر از پارگیں
پاک آویزم مبادا گر نہ بخشی تو اماں … دہ کہ با شرم مبادا گر نباشی ہم معیں
غرق بحر غفلتم درماندہ در گناہ … از کرم درمان من فرما چو درماندم چنیں
جز شفیع آوردنی در من نہ بینی ہیچ کار … ایں چہ آوردم برحمت یکنظر در ما ببیں
اول آر مر آخریں انبیا را عذر خواہ … نور خلقت را نخستیں دور دعوت را پسیں
ابو بکر — آنکہ می آویختے در ذیل او روح القدس … وانکہ می بگریختے از نقل او دیو لعیں
عثمان — واں سر افشاندہ بہنگام سجود از آسماں … واں کوہ افشاں بہنگام کوچ از آستیں
حسن — واں چو سبزہ سر بخاک از شربت زہر آزمائے … واں چو لالہ رخ بخوں از خنجر خوباں ببیں
واں بلائے کو چو لو بیخت اشک از دیدہ صاف … واں بلائے کو شفق ساں داشت از خوں جبیں
واں یمانی کو کہ بود کوکب مشرق قراں … مطلع زہدش اقراں زہادت بہتریں — اویس قرنی
بو حنیفہ ہم شفاعت خواہ او می آرم دگر … شافعی کو بود مرد دین حنیف را امیں
پس شفیع آرم ربیع بن خشیم ہم رابعہ … خلوت امر ایشاں باغ خلد حوریں
آبروے خواہم ثابت آنکہ با ثابت دل … حرمت داؤد طائی آنکہ طیب داشت دیں
آں حسن کو بود بصری دیدہ دیں را بصر … واں حسن کو بود نوری نور ملت را جبیں

آں رحیق کہ تعریف محرم ہستے بنگر
پیش سلام آنکہ بجز عشق بطالش بود
مالک دینار از صدق دل گنج صفا
بوسلیمان آں شہ آثار تسلیمش سمر
آں سعید آنکہ از راز دلش ناگشتہ تنگ
سہل عبد اللہ صیتش رفتہ در سہل و جبل
خیر نساج آنکہ با غیرے نشد در بافتہ
احمد خضرویہ آں آفاق را خضر دگر
ذکر ذوالنون و حدیث صفوت سفیان ثم
رافت رزاق و سر و سرور خواجہ اجل
شیخ عبد اللہ انصاری یاران بزرگ
در دبستان سہر یعنی سہروردی کہ داشت
آں یگانہ در صف تحریر مولانا فرید
پیر ابدال صفا بایافتہ قاضی حمید
حق دین بیدہ کہ بخشش از پئے نفسم خلاص
می طپید چوں ماہی اندر شست از سودائے جاہ
سین سوداش بشین شکر خود گرداں بدل
اربعینے ساختہ کس او ہم ایں خمیس نوشت
گر زبکلک المعنی عرفے بتحریر آمدست

وان جنیدی کز جنید صدق بکشادی کمین
بود ما تم کاو ہم اخلاص بودش زیب و زین
شبلی آں شیر صف عشاق بل شیرین
بوسعید آں مع دہ آیات سعادتش زرین
واں شقیق بلخی از بلخی رخش گم فتنہ چین
صالح مری صلاحش حامی اہل یقین
بود حلاج آنکہ خود را چنبہ کرد از
احمد غزالی آں اسلام را حبل المتین
باز عرفان دل معروف شمس العارفین
خلوت خواص قرب جاتم خلوت نشین
خواجہ عبد اللہ مرد آں پیر مردان گزین
ہم علائے در تصوف ہم نہانی نصرتین
عین علمش آفریدہ فخر عالم آفرین
میرا و تا د مبارک شہ سید نور دین
بوکہ یکبار از سر ایں سگ برآرم پوستین
شست اول سین ع دانشہ ملے باشست ہیں
حرمت سینی کہ بود دست آں نیک توشین
چوں عدد تفضیل و تخمینش را ہار بعین
ہم تو از غیث سماعت شو ئے آں عیب بین



همه زرگری آفتاب چه مانند | چو آفتاب ز پاشیدن زر سلطان
سحاب باهمی ابر از کف شهنشه هست | چه شد که دون دریا ز گوهر سلطان
هزار شکر که می پروریم جان در ناز | بزیر رایت اسلام پرور سلطان
ز بعد بندگی حق همین تفاخر بس | که اشتیاق سو لیم و چاکر سلطان
همیشه فضل الهی رفیق سلطان باد | حسن ز مکرمت غیبی ثناگر سلطان

(۱۱۷)

رضای سلطان سایه فگند بر سر خلق
همای چتر جهانگیر بر سر سلطان

(۴۰)

موسم عیدی نهد خوانچه عید در میان | غره ماه می دهد مژده عمر جاودان
عید چو نقش بندگی بست نطاق بندگی | خوان و سرای شاه را حمد سرا و مدح خوان
منبر عید شد فلک خطبه نام شاه را | خنجر مهر تیغ زد طره صبح طیلسان
فر خطاب خسروی دوش بتافت بر افق | از اثر علو او عین هلاک شد عیان
شاه جهان علاء دین خاص خدا علی الیقین | حافظ نقد ملک و دین اهل گنج بحر و کان
پشت و پناه محمدان کوست ز روی معدلت | همچو محمد امین کافه ملک را امان
تیغ جهان کشاش را هیبت او ز شش جهت | چتر جهان پناه او سایه ورای لامکان
چتر سیاه او چو شب رونق عید عید از او | بس که داد و بس است ماه شب قدر شد نهان
خنجر تیز طبع او حرف بحرف داشته | سوره ملک در ضمیر آیت فتح بر زبان
شه چو کمان ملک را کرد بعدل چاشنی | چرخ که بر بریده زه گوشه گرفت چون کمان
جهد و جهاد کو نمود از پی سد رخنها | صد یک از آن صفت کنم گر بتوان نمی توان

آنچه کرد میکند سپه بقای دین حق … هم بکند اگر کند چرخ کرم خیال آن

حسن توئی که بکشید از پی حضرت عجب … عاشق شکل و شمایل تو ز صبح تا بیان

خلد ز منظرش خجل چرخ ز لنگرش زبون … از سر رفعت انجمن از دو صفت آنچنان

وهم بشر کجا رسد در حد ارتفاع او … هست و دهند نقش هفت چار آسمان

ذات جهان کشای شه باد مسلم از فتن … زانکه بدولتش دار سلام شد جهان

شاه جهان که مثل او چشم جهان ندیده هم … شاه جهان چنین سزد داده جهان نشان

همچو سکندر آمده طالع شاهیش قوی … آئینه متقاصدش طلعت شاهزادگان

داعی شاهزاده ام خود بعنایت ازل … در نظر مبارکش خضر لقاست خضر جان

عهد شبان و نگرش باد ز قهر نهب فزون … در همه وصف بهتری همه صاحب قران

ای فلک آنچه دیده از خلفای ماضیه … بر در شاه ما گذر وصف گذشتگان

مجلس عیدگاه بین رونق بارگاه بین … فرش ز اطلس فلک پرده ز رشد بس جنان

خاتم جم در آستین باغ خلیل در نظر … شربت خضر در قدح خوان مسیح در میان

صفه بار چون فلک صف ملوک چون ملک … شاه دو چترش از دو سو ماه میان فرقدان

چتر سفید بر سرش باز چه زیب میدهد … راست چو صبح روی شه آمده آفتاب آن

بر شه مصطفی سیر چتر سفید گوئیا … ز ابر سفید مصطفی ساخته اند سایبان

ای بزمان دولتت گرگ مربی رمه … دست بزمان رحمتت باده خور گرگ تا بمان

دست تو ابر مجلس است بنت صاعقه ریز … تیغ تو برق سرکش است بلای ناگهان

شاه مبارک اختری اختر اوج سلطنت … بحر بلند گوهری گوهر کان کن فکان

عید ز عدل تست خوش نغز و خوشی که میشود … عقل بحشمت اگر دهد مجلس او گران

١٥

٧١١

عیشش جهان رسیده از نعم فلک نهاد — از گرد رشک گردون آشفته گردون

گفتم بعقل خویش که ای آستان شاه — اول بپرس پس بنهش تکیه گفتمش

عقلم ز زبان بهم چو سخن بازگشت — گفتم چرا تو گفت بلند است آسمان

چرخ آخور مراکب خاص شهنشه است — ورنه در آن محل چه کند راه کهکشان

نوروز می کنند جهانی ولیک کرد — نوروز فتح لشکر شاهنشه جهان

از تیغ بندگان شه خوان اهل کفر — صحرای جنگ بهر سر تیر بود ارغوان

کفار کشته گشت که روز شمار هم — فهم فرشته باز نیارد شمار آن

آنکس که زاستخوان بزرگ آورید فخر — یارب چگونه خورد شکستند استخوان

این از کمال دولت سلطان عالم است — وزرای کامگاری و بخت کامران

تا آسمان نشانه تقدیر ایزدی است — گیتی ز نقش بندی او یافته نشان

گیتیش بنده باد همه عمر بنده وار — سر بر زمین طاعتش آورده آسمان

تابنده همنشین وی بخت همنفس — اقبال همرکاب وی و بخت همعنان

تا روز هست نصرت نعمی ندیم او — چون شب رسیده دولت بیدار پاسبان

(۱۱۹)

دم درکش ای حسن که نگهبان او بس است
ستار عیب پوش و جهاندار غیب دان

(۲۰)

نسب اسلام را حجت خدیو آفاق را سلطان — جهان را آفتاب دین زمین را سایه یزدان

امور ملک را ضابط رموز غیب را واقف — عباد الله را راعی بلاد الله را سلطان

علاء الدین والدنیا محمد شاه دریا کف — گشاده کشور روم و گرفته ملک هندستان

زهی چتر شهی کز ظلمت [illegible] / به چیدن را ماز سواد شش جهان فرمان
به فرخ سوی او چتر و جبه شش یُمن و دولت / بتحت پشت پناه ملک و ملک ش ده ستمان
به برهان الطبیب الله به همه عالم مطیع او / بفرمان رسول الله همه گیتیش فرمان
پناه شش جهت گیتی و مقصود گردون / خراج استان هفت اقلیم و بخشش ماه ایمان
مدار دار دنیا و مراد خلقت عالم / هین قت احمد امان ز مرد ایمان
کمند قدر قش افگنده در حرم قدس عقده / سمند دولتش آورده در صحن فلک جولان
ملک با عزم او محرم فلک با حشم او همدم / وفا در طبع او ساکن ظفر در قلب او مهمان
کفش هم چو کف موسی و حاسد گشت چون گل / حیاتش چو چه حیات نوح دشمن غرق در طوفان
جهان از عدل او بی‌بیم چمن از خلق او خرم / مه از خاک درش روشن خور از فرش درخشان
حشم از جاهش افزوده خدم از جودش آسوده / ستم در عهد شش آواره جهان از عدلش آبادان
جهان را فرش بزمش گریبان زینت افزا / فلک را کشک سیرش گوی بی پایان و میدان
بساط جشن او را خلد از هر سو گل افگنده / نثار فتح او را ابر دُر ناز هر طرف باران
زبس داده صلا کرچه افزونی نشاطش مولا / چو خاقانیش صد لاحق هزارش بنده چون خاقان
ثنای بی‌بدل گفتم دعای بی ریا بشنو / بقایش با دبیجه و کمالش باد بی نقصان
همه اندیشه‌ها صائب همه تدبیرها فرخ / همه امیدها حاصل همه دشوارها آسان
سه جان در نفس سلطانی چو تخت و تاج و چترش / دو چشم اندر سر دولت خضر خان و مبارک خان

(۱۲۰)

علی کردار دین گستر جهان در خدمتش قنبر
محمد دار دین‌پرور حسن در خدمتش عثمان

(۲۱)

ای درست منزلگه روح الامین / آسمان در پیش تو سر بر زمین

ذات پاکت آیتی از رحمت است — من چه گویم رحمت للعالمین
نام تو تعویذ اصحاب مرض — یاد توست درمان هر اندوهگین
زمرهٔ دین را ایجاب و تو بیار — حضرت حق را به ایمان تو یقین
دستگیر اول و آخر توئی — اول و آخر نبی گویم چنین

۱۲۱ — ۷

یک نظر گر در حسن داری شود
این همه عزم مهر داش در یقین

ای به محراب تو شرع و قبلهٔ دین — نبوت را ز تو امکان و تمکین
تو در تخت نبوت شاه بودی — درین عرصه نه شه بودی نه فرزین
ترا آن روز شد بنیاد این کار — که آدم بود بین الماء و الطین
ز درویشان که سلطانان فقرند — توئی امروز سلطان السلاطین
خدایت لشکری داده ز قرآن — پس آنگه قلب آن لشکر چه یاسین
الا ای مردم چشم دو عالم — یکی در حال ما بیچاره ها بین

۱۲۲ — ۹

دعای حسن در دین و دنیا
به آیین تو مقرون باد آمین

دل اسلام شد خرم دل اسلامیان خندان — فتوحات فلک صدقی و فتح شام و منزلان
حصار فتح شد اکنون چو خندانه از هر سه — بشارت میرسد هر دم دگر از هر سری محفل
نگه تا ظفر شد آمد و هر قسمی که بود اینجا — بجای گل به بستان گوی کامل بستان

جهان بی جواب نخستین شهنشاه دین پرور — نه در وهم عقل گنجد نه در فهم خردمندان

خلف عالم علاء الدین محمد شاه دریاکف — که از یاد سنان او چو گل شد ملک خندان

فلک را گنبدی پندار در گرمابهٔ خاصش — سه نو طاق دو جوش آئینهٔ خورشید روشندان

جهان گرد در وی گنبدی سر شاهان گیه اکنون — بود خاک کف پایت سران جمله سوگندان

غرض کز مسلک کلک این در در ترتیب نظم آورد — حسن [illegible] را اندر رکاب خسرو افگندان

(۱۲۳)

جهان تا هست او باشد خداوند همه عالم
معین جاه و ملک او خداوند خداوندان

(۱۲)

روا بود که کنند اهل آسمان و زمین — دعای دولت سلطان علاء دنیا و دین

سر جمله خلفای امم محمد شاه — گدایگان فلک چتر آفتاب نگین

ز فرق تا بقدم تاج و تخت دولت [illegible] — جهان ندیده چو او تاج بخش تخت نشین

همه به بندگی شاه راست رو شده اند — نماند کج روی امروز جز که در فرزین

خدایگان ثانیش خواند هم ز اول — پس این خطاب نماید تا به روز پسین

چو او سکندر ثانیست سین تحسین حرف — بلی چگونه شود دو سین ز صحبت شین

مرا که طوطی باغ لطافت است لقب — شده ز مایه شکر دوست شکر چین

[illegible] حسن [illegible] — که بشنوم ز نشه شرق و غرب یک تحسین

نفس که [illegible] ز فر دولت شاه است — وگرنه مدح مختصر بود چند این

[illegible] دست — خدای عز و جل خواهمش حفیظ و معین

[illegible] قوی بادا — بنور روح محمد بحق روح امین

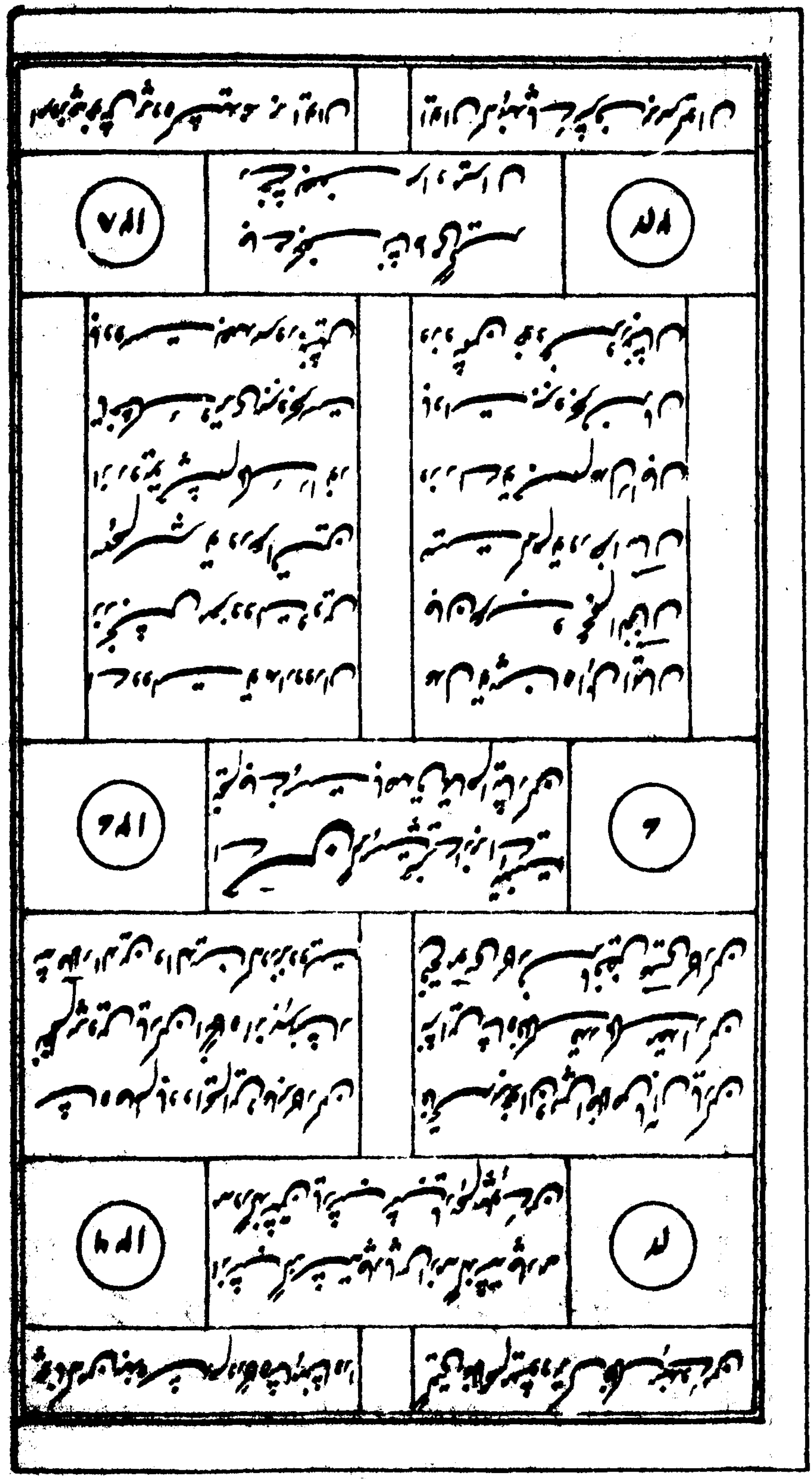
(٩)

(٥١١)

٣

(٥)

(٥١٤)



تا کنگرهٔ منظرش شد افراشته منظر   از جملهٔ فردوس شد آراسته ایوان
بر صحن و طبق میوه و مجلس فرح انگیز   از بام فلک غنچهٔ دولت گهر افشان
پیلان عماری کش ازین راه در آیند   تا شاه نظاره کند آن کوه خرامان
هر هفت ستاره گهر افشاند بانواع   بر هفت فلک نیز تتق بسته به پیلان
بربسته به پیلان جرسی از زر و یاقوت   برگرد عماری کمری از دُر و مرجان
برجیس چو زهره است ازین تعبیه رقاص   اقبال چو بخت است بدین مائده مهمان
هم مجلس فرخنده یکی تازه بهارست   هم بادهٔ گلرنگ یکی تازه گلستان
باده چه توان گفت یکی شربت کوثر   مجلس چه توان گفت یکی روضهٔ رضوان
رضوان نگرید آمده در صورت خانان   از جوی بهشت آب نه ده برده میدان
میدان شهنشه نه زمین ساحت گردون   خورشید شده گوی و مه نو شده چوگان
بر آتش خورشید سپند آمده کوکب   گردون شده چون کنگرهٔ گنبد دوران
پرچم بران شد که فرود آورد او را   پاکوفتن ترکی در مجلس سلطان
زربخش علاء الدین سلطان جهانگیر   سلطان جهانگیر و شهنشاه جهانبان
ای پشت و پناه امم و بازوی خلقت   ای دیدهٔ اسلام و پسندیدهٔ سبحان
خواهم همه ساله همه اقلیم مطیعت   خواهم همه عمرت همه آفاق بفرمان
چشمت سوی شهزاده و دستت سوی باده   هم خضر تو ارزانی و هم چشمهٔ حیوان
آن شاه مبارک که ازو چشم بدان دور   خاک قدمش روشنی دیدهٔ دوران
یک شاه دگر نیز مبارک قدم آمد   هم بر تو و هم بر خود و هم بر همه ارکان
شاها تو نگه داشتهٔ قاعدهٔ دین   دین را تو نگهبان و نگهبان تو یزدان

ای کشتی عمل به تو رست مانده بیک حال	چون نوح حیات طلبم بلکه دو چندان
بادا است خدایا به هر کار که باشی	دشوارترین کار باقبال تو آسان
هر روز شده کار باقبال تو روشن	هر لحظه زده اشهب میدان تو جولان
دولت همه او به عنایت بشد حاضر	من بنده حسن بر تو دعاگوی و ثناخوان

(۱۲۹) ردیف (و) (۱۰)

فرخنده باد بر شه آفاق سال نو	اسلام را ز رویش هر روز فال نو
سلطان علاء دولت و دین آنکه چون بها	داد از کمال عدل جهان را جمال نو
روی عروس دین محمد جمال یافت	از چتر شه خداش بیفزود جمال نو
بازیست تیر شه که هم از دست شه پرد	بگشاده در هوای ظفر پر و بال نو
نیز از دبیر شاه خجل ماند چون بدید	هر روز منهدم عرصه نور اشتعال نو
نقشش نجوم را ز پی فتح زادنش	اعداد وفق دان و نمونه سفال نو
از ثور بر کشد اسد ار حاجت او فتد	بهر رکاب دولت او را دوال نو
طبع حسن شد آینه چون هر نفس در او	روی دهد ز بکر معانی خیال نو
تا می شود پدید ز تقویم کن فکان	حرفی بر روزنامهٔ ایام سال نو

(۱۳۰) شه سرو بوستان بقا باد آمده / هر بار باغ دولت او را نهال نو (۷)

گل خواهم از جهان می چون گلاب تو	در دُر ناب ریخته یاقوت ناب تو

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

۷ — [illegible] [illegible] — ۱۸۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۷ — [illegible] [illegible] — ۱۸۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] | [illegible]

٧ | [illegible] | الله

[illegible] | [illegible]

٧ | [illegible] | الله

[illegible] | [illegible]

تاج شہی تبارک او باد تابند | گل ببر بر شاہ [illegible]
ہر دم بدین سرادق اقبال نصب باد | انگار گاہ فتح و ظفر [illegible]
ہر روز در رکاب سعادت رسیدہ باد | از فوج فتح و لشکر نصرت سپاہ [illegible]

(۱۳۵) ردیف (ھ) (۷)

کمال معرفت آرزوست نال بدہ | شرف ہمی طلبی مایہ و بال بدہ
عروس ہستی آسان جمال نہ نماید | ہر آنچہ ہست فدائے چنان جمال بدہ
منال دنیا چند یاد خواہی کرد | برین منال ازین بیشتر منال بدہ
چو ہر دو با تو نگاہ کن جمع کن زر و سیم | بنام نیکو و کوری بد سگال بدہ
جواب سخت مدہ سائلان مسکین را | حصول ہر دو جہان ہم بیک سوال بدہ
زہے خجالت وقت آبروے درویشے | یکے بگوید خواجہ زکوۃ مال بدہ

(۱۳۶) (۱۳)

نگار زر طلبد از تو اے حسن زر کو
سرے کہ داری در پائے او بمال بدہ

کے باشد آنکہ بوسہ زنم آستان شاہ | سجدہ [illegible] مجلس راحت رسان شاہ
پیوند جان من نظر رحمت شاہ است | اے ہر کجا کہ جاست پیوند جان شاہ
سلطان علاء دنیا و دین شاہ بحر و بر | از شرق تا بہ غرب ہمہ ملک آن شاہ
شاہ جہان محمد شرع محمد است | اندر پناہ مملکت جاودان شاہ

؎ بظاہر کسی قصیدہ کی تشبیب معلوم ہوتی ہے۔ مولف

بی هیچ شبه شه بود اندر پناه حق | زیرا که هست دین حق اندر امان شاه
ملک دوام را که مرے ساخت است تخت | وان چیست نامدست مگر در میان شاه
گرچه کمان ماه کشد چرخ بس بلند | هم سر فگنده گردد پیش کمان شاه
انعام شاه چشمهٔ سرشت خلد را | یک جرعه دان هفت فلک جرعه دان شاه
دریا اگر بجیب مدام سر فرو برد | مائیم و دامن کف گوهرفشان شاه
پر دُر شود چو کام صدف گوش من تمام | گر نیم آفرین شنوم از زبان شاه
هر روز از فلک همه آفاق راست خور | قرصے که هست رابطه او ز خوان شاه
در بزم شاه خوان دعا ایں که چون کشید | بنده حسن که هست یکے مدح خوان شاه

(۱۳۷) چون خلق شاه خلق خدا است پاسبان
باد اخدای عزوجل پاسبان شاه (۹)

دولت من بیں که بوسم پای شاه | عرضه دارم حال خود برای شاه
دیده امید خود روشن کنم | از چه از روی جهان آرای شاه
شه علاء الدین والدنیا که هست | کاسمان سر می نهد بر پای شاه
آفتابے تافت بر گردون دگر | از شعاع تاج گردون سای شاه
تاج دولت بر سر شه چست بین | چون قبای ملک بر بالای شاه
قلعها بکشاد و کشورها گرفت | رای فتح انگیز و نصرت زای شاه
پرورش نظم حسن بالا گرفت | راست چون صیت فلک پیمای شاه
تا که تخت چرخ را شه هست مهر | باد بر تخت ممالک جای شاه

۱۳۸

شاه قائم بر بساط مملکت
مات گشته همچو پیل اعدائے شاه

۸۶

عید است لب بر لب یک مینا داشته | ے از طراوت کرده گل مجلس مطرا داشته
ساقی در ان کشتی زر دریاے مے دارد بجور | کشتی ما و لنگر بر روئے دریا داشته
در روے خورشیدی که چون شد همچو اختر دگون | روئے فلک را این کنون عیدی عذرا داشته
خورشید در کشت زمان چون خربزه بگمیان | زان خربزه این آسمان یک شاخ پیدا داشته
از سختی روزه مگر تا داشت از گرمی اثر | چندانکه می لرزید خور با لرزه صفرا داشته
یکسو شد اینک ناگهان مهر از افق مهر از میان | می عقد بسته با جهان روا ز تبرا داشته
عید آمد و زد بر زمین قندیل طاق چارمین | بر جائے آن قندیل بین جام آشکارا داشته
برداشت ما روزه پے اکنون سے ساله خوام مے | سی روز شهرے بهر وے دل را شکیبا داشته
جان را ز جام مے نوی دل از نوائے خوش قوی | بستان بزم خسروی مرغان خوش آوا داشته
چنگ است شکل قالبش آداب مجلس حاصلش | در خدمت اهل دلش مطرب بیکپا داشته
بر دو رباب اندر نغم از بهر دل اندوه ستم | از بهر دستاویز غم یخچه مهیا داشته
نے زن بتحریک بیان دارد ید بیضا عیان | طرفه ید بیضاست آن ثعبان گویا داشته
دف از ورق کرده سلب حاشیه نقشے عجب | چون نسخه اهل ادب جلدے محشا داشته
ساقی همه جان چون پری شاه بتان آوزی | خلقش شمال دلبری ابروش طغرا داشته
لعلش لبالب نوش دین یکان و سنبل پوش دین | صوت بانسے نوش بین مغنی مینا داشته
بزمیست خوش خوش بین درو مے آب آتش بین درو | ساغر منقش بین درو صنعت دوا داشته

فوج افاضل تاختہ اشعار نو پرداختہ ‌ ‌ بعضے مروف ساختہ بعضے مقفا داشتہ
شہ در مقام بار خود با دولت بیدار خود ‌ ‌ در دست لولو بار خود یاقوت حمرا داشتہ
سلطان علاء الدین کہ او بادا ہمیشہ در علو ‌ ‌ از حضرت اسلام او القاب علیا داشتہ
گردون بران القاب بر احمد میخواند زبر ‌ ‌ تشریف ہر نامے نگر از صدر طہ داشتہ
عید از سحر تا چاشتگہ زالخورست از خان شہ ‌ ‌ در حرف اول کن نگہ اینک نشان را داشتہ
شعر حسن شعر متین خامہ غزل سحر مبین ‌ ‌ این شرح و بسط عید بین ہم پے غزل ہا داشتہ
ترک من ساقی نگر چون سرو بالا داشتہ ‌ ‌ اندر میان لعل تر لولوئے لالا داشتہ
این سرو نو پیراستہ نو فتنہ دامن خاستہ ‌ ‌ رویش چو عید آراستہ لب شیر و خرما داشتہ
این ماہ پیش یک دگر آرند حلوا ماحضر ‌ ‌ او در دو ماہ نو نگر صد گونہ حلوا داشتہ
سودائے مے چون من بجان گم جست حلو آرزان ‌ ‌ صد ماہ نو را در زمان زیر ثریا داشتہ
رویش بپاکے ہچو دین زین ہمہ لہا یقین ‌ ‌ بر گرد دین پاک بین کفرست عمدا داشتہ
اے بردہ زلف تافتہ در حسن موشگافتہ ‌ ‌ خوبی یوسف یافتہ نطق مسیحا داشتہ
زلف اژدہا و جبہ سرخ مہر و بہتر ز گل ‌ ‌ خط شام و عارض صبحگہ ہر شش بیکجا داشتہ
من چون تو کے یابم دگر طوطی لبے طاؤس فر ‌ ‌ طاوس کردہ جلوہ گر طوطی شکر خا داشتہ
در عاشق خود بین بیا دلدادہ و دلبرستان ‌ ‌ گرچہ تن گشتہ دو تا دل با تو یکتا داشتہ
تو آفتاب نیکوان دل با تو چون سایہ دوان ‌ ‌ اے از ہلال ابروان یک شہر شیدا داشتہ
صبح از دولت نقش ستم انگلم نگر اے ماہ کم ‌ ‌ شستہ کجا گردد رقم بر سنگ خارا داشتہ
چشم تو در ہر چشم زد دستے کند بیرون ز حد ‌ ‌ اے چشم تو مست ابد لب رنگ صہبا داشتہ
گر چشم شوخت دمبدم غوغا کند ما را چہ غم ‌ ‌ تا عدل سلطان امم بر دفع غوغا داشتہ

سلطان علاء الدین که وے با ملک اوشد همنشین — ملک سکندر وار بین شد تاج زیبا داشته
خورشید بهر جاه را اخلاص آن درگاه را — نام محمد شاه در ابر چشم بینا داشته
پابوسیش تا نام زد از تاجداران سیدی — او پایه کرسی خودش از تاج و آرا داشته

(١٣٩)

چترش ورائے فرقدان زو با دگر دها فرق دان
بختش بسر چون فرقدان عرش معلا داشته

(٤٦)

اے پایهٔ همت از فلک صد پایه بالا داشته — افلاک انجم یک بیک پرتو تولا داشته
اے رای تو خورشید زا اندر علو خورشید سا — خورشید آن خورشید را طاعت تمنا داشته
درگاه تو چون آسمان شد قبلهٔ اهل زمان — من جا بجان دارم که آن حاجب مسیحا داشته
آنجاست دولت تاخته سجده گهے پرداخته — بختش اهل جا ساخته اقبال ملجا داشته
ذات جهانگیر تو شه بخت ممالک را پنه — مانده عدو در مانگه چون رخ بهیجا داشته
اے بنده خلقت سمن تازه بعدل تو چمن — گل در ثنائے تو چو من ترتیب اجزا داشته
شمشیر تو آتش نشان چون اژدها آتش فشان — در جوی جائے سرکشان آب مجزا داشته
غنچه بعهد خود نگر در ایمنی بسته کمر — حقه پر از یاقوت و زر روی سکه وا داشته
حقے که از وے لاله ها بسته اگرچه سالها — اصداف را از ژاله ها لولوئے بیضا داشته
هم ز آب حیوان کرم روئے هوا را داده نم — هم زیر چوگان حکم گوئے زمین را داشته
اے داده ملکت بیخطا چون دور گردون زیر پا — خاصه معانی را خدا فضیلت بر پا داشته
ارقام این لوح کهن دانسته سرتا پا به بین — رائے تو در اسرار کن جمله معما داشته
طفلیت بخت نام جو پیش فلک قدر دو تو — پیران چار ارکان از و خاطر مصفا داشته

چو عقل [illegible] هوش تما کو شدی در هوای [illegible]   هر دست گلستان بقا در وی تماشا داشته
لطیفت که نقش بکف نمو چار ناودرا شرف   دست تقاضای خلف بر جنت آبا داشته
بل دیده ام باغ جهان در بزم تو جمله کمان   پیچو نماز مومنان سجده و ثنا داشته
او [illegible] بزم تو شد [illegible] جهان را داده ره   جاروب صحن بارگاه از زلف حورا داشته
میدان سلم همت گو از فلک هم همت   از شام ادهم همت از صبح شهبا داشته
خنگت اگر بینی ز جا خیزد معلق زین فضا   عرشیست پنداری قضا بر فرق غبرا داشته
نعلش همه سیخ انجمش از گیسوی هر دوش   خورشید گردی از سمش بر آسمان بالا داشته
دیدم نشانت [illegible] هم در عرب هم در عجم   در ملک گیری چون علم بازو توانا داشته
ترکانت هم یکجان نصرت بتقدیر چون کمان   آهنگ یغما هر زمان بر چین و یغما داشته
پوید فلک شام و سحر خاک درت بوسد مگر   طمعی بدین حرف نه نگر آن باد پیما داشته
خصم بد اختر را ببین بر جسته تو بگزیده کین   بگذاشته حبل المتین زنار ترسا داشته
ای دست به خواهش قلم مانند در دست الم   کشورکشا کردی علم پس عالم آرا داشته
بنده حسن بین سال و مه در طاعت این بارگه   از همت والای شه صد گونه آلا داشته
پرورده فضل ایزدش ارشاد نبی مرشدش   بوده بدایون مولدش و هیبت منشا داشته
هست الهی دولت سرافرازی و مدحت سرا   شکر ایادی ترا دائم هویدا داشته
از دولت شاه جهان آسوده پیدا و نهان   نز خود شکایت نز جهان نز جور خضرا داشته
هر خدمتی گرچه کشی [illegible] از دور سرکشی   در حق مصر یوسف و شه گیتی [illegible] داشته
اما بهمت این سخن در بندگی [illegible]   از کل اوصاف فتن خود را مبرا داشته
من [illegible] جستم ز تو دل شاد بنشستم ز تو   اینک به بین بستم ز تو صد شی مهیا داشته

۱۱

الف

11

الم

اوشس چون ز شهر بند عدم	رهنماے تو کرده ناگاه

(۱۴۱)
آخرین روز هم بیدر قسمه تحش
شمسه ۱۲۹۱ الله
(۹)

مطلع دیوان بنور غیب آراسته
یک بیک ابیاتش از فتح مبین آراسته

نیست این دیوان که هست از فیض عقل عالمی
عالمی از نام رب العالمین آراسته

خالقی کو آسمان را و زمین را صانع است
صنع او هم آسمان و هم زمین آراسته

دست لطفش بسته اندر طرهٔ شمشاد چین
طره چون زلف نکورویان چین آراسته

دیده مه را بکحل شب منور داشته
گوش ماهی را بدرهای ثمین آراسته

(۱۴۲)
هر سخن را تا همه بار منتش افتاد کار
کار دنیا راست گشت و کار دین آراسته
(۱۴)

هزار شکر که از این فیض فضل اله
جهان جوان شد ز آثار فتح شاهنشاه

بدین جلالت و فتح آسمان مقر آمد
زهی مزید جلالت هزار جوهر و جاه

سریر شه را زان مهر و سپهر سجود
کرشمه سپهر سریست [illegible] ستاره سپاه

ملوک ماضیه را پیش از این ستاره فتح
بر آمدی بسعادت بر آسمان که گاه

ولیکن اکنون هر دم صد آفتاب ظفر
طلوع میکند از سایبان ظل اله

خدایگان سلاطین ملاذ دولت و دین
که هست لطف وی از [illegible] کلاه

سر همه خلفای امم محمد آنکه
که دین پاک محمد بدو گرفت پناه

۱۰

۱۱

ای برحمت گرد کفر از روی دین برداشته — دیلم ملک را تو هم گرد وهم برداشته
تیغ نصر من الله و درو جانم یافته — سعد انا فتحنا نقش فخر برداشته
هیچ سالی یک نفس ترکش جهت را گرد منبط — آفتاب آسیا هیکل تن هفت کشور داشته
شه علاء الدین والدنیا محمد کز ازل — پرتو شد هم دین و هم دنیا مقرر داشته
در ثنا اسکندر ثانیت میگویند لیک — سد اسلامی و تمکین که سکندر داشته
عالمی گشته ز کافر عالمی کرده اسیر — هر دو عالم زین ظفر عیش معطر داشته
چرخ گردان بهر گردانیدن بدخواه را — تا قیامت بر دو شاهزاده دو پیکر داشته
باز خواهم گفت مصراعی کز اول گفته ام — ای برحمت گرد کفر از روی دین برداشته
هر کجا رو آورد یاری دهد فتح و ظفر — از فتوحات خدا این پایه یاد آور داشته
از دعای او علو در کره شاهیست باد — آنکه شهر علم بود است از علی در داشته
آسمان و صبحدم بهر نثار قدرت — این طبق پر گوهر آن طشت پر زر داشته
قبضهٔ ضربت به تیغ آسمان گون خنجرا — آب در چشمش فگنده برق در بر داشته

(۱۴۵) بندگانت هر کجا ره برده بهر دین حق
حق تعالی شان بفرموده مظفر داشته (۱۰)

ای ز فیض فضل یزدان ملک عالم یافته — ملک از آسیب هر فتنه مسلم یافته
هم ممالک تا بنسل محمد داشته — هم خلافت از ازل مانند آدم یافته
راست چون نام تو هستی پناه هر جهت — بل سکندر وار هفت اقلیم عالم یافته
شه علای دین و دنیا شهسوار شرق و غرب — از ازل ختم سلاطین مهر خاتم یافته

ای دلیل صحت کمال تماشای تو شفتن — خلق عالم از شرق و غرب خرم یافته
نور صحت چون کف موسی عمران داشته — نوش دارو چون لب عیسی مریم یافته
آب حیوان یافته از عین عون کردگار — عمر خضر و ملک ذوالقرنین را ضم یافته
اهل شادی بین ورای گنبد گردان چرخ — این بشارت هفت چرخ و عرشیان هم یافته
هم بساط از موج نور چون بحر پر گوهر شده — پایه آن تخت جابرتا بر کسری هم یافته
خاطر بنده حسن افروخته از مدح شاه — صبح وار این روشنائیها مدام یافته

۱۴۶ — ردیف (ی) — ۱۵

مبارک باد بر سلطان عالم جشن سلطانی — جهانبانی که چست آمد بر و تاج جهانبانی
مدار عالم و دارای دور و داور دوران — پناه ملک و پشت ملت و سند مسلمانی
علاء الدین والدنیا محمد شاه دریا کف — که دریا را دهن بازست پیش او بحیرانی
چو دریا باریش را دید از غم بهنگی شد — چنانک ابر از رشک جوش قطره قطره کرد بدانی
زرے کز کان برون آمد بدشواری خلایق را — بنام ایزد چگویم تا چه می بخشد بآسانی
اگر فردا زمین از نقره خواهد بود شاه ما — زمین فرش زمین بست امروز از زرافشانی
زهی شاه جهان بخش جهاندارد جهان داور — که در رسم جهانداری ندارد در جهان ثانی
یگانه خسروی کز عدل و بذل او دین — مدار هفت اقلیمی مراد چار ارکانی
هدایت عمر و بخشاد تو تا کی پیوسته — جهان را داد بخشی و ز ستمگر داد بستانی
به زر و دادن سیاه برسر هر کس نهادی تو — بجان کسی ترا بهر تنی شد منت جانی
کسی را گر گناه خود پشیمان شد گنه بخشی — وگر هر دم دهی صد گنج ازان نا پشیمانی

تا فلک آبستن است نقش شد پیشانی ملال
فرود آن نقش مقالات شهی ازلی بجبینی

حل همچو اوراست شد با بندگان شه
مگر ابد بحکم این شرف سگ بندیش نی

بنده قهر آن نعمت کر نیو ایم ارزانست
ز نسبی لطف الهی همچنانست با داری نی

خدا صد هزاران شکر آمد ازین حضرت
تا احمد بنده چون خاقان هند و محمد خاقانی

دین شش طاق شش و دو پای ببند فلک
تا فلک محمد شد حسن ما اخلاص حسانی

۱۴۷	همیشه تا جهان را آتش جهت باشد تا خواهم که در دولت بهفت اقلیم ملک جاودانی	۶

ای که لاف از عالم من میزنی
ترک عالم گو گرا این فن میزنی

دین همول دادی بدنیا آی دریغ
دوستان را کشی دشمن میزنی

عربده با چرخ داری ای عجب
کوه را سنگ فلاخن میزنی

ناکشیده تیر خود را زچاه
پس چرا لاف تهمتن میزنی

یک سر سوزن نداری شیر بیشه
شیر با ده چه سوزن میزنی

۱۴۸	ای بدعوی صد تنه همچو حسن چون جمعی میرسی تن میزنی	۱۳

ای صفت نسبت ختم بتو آیت شاهی
مخصوص نزد ازل و مسلم الهی

گو دو سیهت خالد گیسوی نعت
چتر سیهت مر ملک دیو و شاهی

جان بخش علاء الدین سلطان جهانگیر
آنکه شد دین پرور و اسلام پناهی

سلطان جهانگیر جهان بخش محمد | ای دین محمد بوجود تو مباهی
محمود اثر و ارنگاه بسی رونق شاهان | تو زیب ده افسر و رونق ده گاهی
در دانش تو ابر صفت نی ز تامل | در دادن تو صبح صفت هم ز پگاهی
تیغت ز پی ضبط جهان حجت قاطع | تیر تو بدین حرف شده راست گواهی
میبارد چون صفت شست تو بستند | تا حشر زره دور نه گرد از تن ماهی
ای چتر سپید تو و رایات سیاهت | بگرفت جهان جمله سپیدی و سیاهی
بادا بجهان قاعدهٔ ملک تو محکم | حکم تو بر احوال جهان آمر و ناهی
چون شد حسن اندر ره اخلاص تو یکتا | تا رو فلک اندر تن او پیش دو تاهی
اندر کنف فضل تو افلاک و ستاره | اندر پنه عدل تو شهری و سپاهی

۱۴۹

قدر تو معظم تر از انست که خواهند
عمر تو فراوان تر از آن باد که خواهی

۱۳

مر تلقین دولت به که الهام سحرگاهی | صفای غیب بخشد از ثنای حضرت شاهی
شهنشاهی که اندر پنج وقت آوازهٔ فتحش | همی خیزد ز نوبت خانهٔ نصر من اللهی
علاء الدین والدنیا محمد شاه کو دارد | ز سر شش جهات و سر هفت افلاک آگاهی
ظفر زار اهبر و سیم بهر رای کشته خواهد | سعادت در رکاب او عنان داده بهمراهی
فلک گرچه هم از روز ازل پیشش دوتا آمد | ولیکن تا ابد در طاعتش ورزید یکتاهی
همی خواهد که بوسد پای تختش آسمان اما | نمی یابد بدان پایه رسید از دست کوتاهی
هلال از جشن شاهی ست نقش و سنا زمرخش | جهان مهر شکسته میرسد هر ماه سر راهی

۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

١٥٠

١١

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]

درستم راستم یک پاے و یک روے | گرش در من نبینی یک سر موے
عروس دهر تا در جلوه آمد | دلم هرگز نظر ننداخت آن سوے
که خواهد این عروس بیوفا را | که هر روزے چو نو شد نیک شوهرے
یکے چون بگذرد دیگر در آید | بآمد شد عمارت یافت این کوے
همه بر طبع خود کم می توان یافت | طبائع را اتفاق است در خوے
نه در هر روے بینی رنگ تعریف | نه هر پیراهنے را یابی آن بوے

(۱۵۴) نباشد حاسدان را با حسن خویش
نباشد زنگیان را ز آئینه روے (۱۱)

سفیده دم چو زباد معطر سحری | سمن بخنده در آمد چمن بجلوه گری
مرا بمژده فتح اندرون گلے بشگفت | چو غنچه گل سیراب از دم سحری
چه مژده مژده فتح ممالک شرق | رسیده گشت چنین هم بخشکی و بتری
بفر دولت سلطان علاء دولت و دین | که برتر است خیالش ز فکرت بشری
جهانگشاے بتیغ ابد محمد شاه | عنایت ازلش راه و براهبری
شکسته تیغ خصم فیل بردن او | چه بود همت شه خواست بر دو چون نگری
نه صاحبیست از کمال فضل خداست | حدیث تیغ علائی و دولت نهری
خدائے عزوجل هر زمانش فتح ها | بجسته دست و سے ار تحفه [illegible]
سپهر با دسیاقی و در گهش تا حشر | ستاره در سپه بیکران او حشری
همه جهان شده در دست او سلیمان وار | بحکم نقش نگینش [illegible] دیو و پری

۹ ۱۵۱

الله ۱۵۵

علاء امین و الدین که دولت — کند بر آستانت پاسبانی

چو سقفت همچو خورشیدست و دریا — بذر پاشیدن صاحبقرانی

چنان قلعه که گوئی آسمان است — تو بگشادی بفتح آسمانی

همی خواهم که برخوردار باشی — ز تخت و بخت و اقبال جوانی

(۱۵۷) بنام نیک کشور برگشائی / بکام خویش دولتها برانی (۱۳)

بیا که از لب جان‌بخش سر بر جانی — مرا بفرقت خود بیش ازین چه رنجانی [?]

مپرس تا بفراق تو حال من چونست — بیا کز آمدنت سختی بود جانی [?]

بر دنیان اگر از حال من نمیدانند — تو گر ز دره نه برون نیستی نمیدانی [?]

همه جهان را گرد سر تو گردانم — اگر عنان وصال این طرف بگردانی

بخوانمت مه نو یا ستاره یا خورشید — که هرچه وصف کنم بهتر از آن چندانی [?]

اگر نماند برگی بشاخ گل مثلاً — تو دیرمان که بجوی بهشت ارمانی [?]

گره که بر سر گیسو زدی نکو کردی — بعدل شه نتوان این قدر پریشانی

خدایگان سلاطین علاء دنیا و دین — مدار مملکت و بازوی مسلمانی

سر صحیفهٔ ملک و ملل محمد شاه — نشان سنج شهی شاه سکندر ثانی [?]

چو آفتاب درافشانی آن چنان فرمود — که ماند دیده بحیا رگان حیرانی [?]

بخاک پای همایون تو که بنده حسن — بغیبت و بحضور است دعا خوانی

دعای دولت سلطان شرق و غرب کند — که باد دولت او تا بحشر ارزانی [?]

١٥٨	جہاں چو در پناہ شمس با ہزار ایمنی ست ہزار سال بماناد در جہانبانی	١٣

بیا ساقی مے دردہ کہ شب رفت از میاں نیمے
حریفان شبانہ هم نماند از میاں نیمے

غلط گفتم طلوع روز نزدیک است نور خور
رخ مشرق همہ بگرفت و روئے آسماں نیمے

نظارہ کن کہ اینک نیمے از خورشید شد طالع
تو گوئی بو العجب مہرہ بر آورد از میاں نیمے

من از جام میت مستم بدہ یکجرعہ روشن
بجان تو کہ اندر تن نخواہد ماند جاں نیمے

مرا یک بوسہ گفتی چہ خوابے بود آں مہ
هم آخر راست کن آں خواب اے نامہرباں نیمے

ببیں تا شب خوش بودیم بادہ خوار از عشق
ز شیشہ هم بکشائے و در خانہ نماں نیمے

اگر سرو است بالائے تمام تست در عالم
ندارد شکل بالائے تو سرو بوستاں نیمے

چو غنچہ نیست اندر نیم غمزہ چشم ترکانت
چو آں تیرے کہ او بیروں شد تیر از کماں نیمے

دو نیمہ کردم از عشق میانت چوں حسن خود را
چہ میپرسی نماند اے دوست بہمن زاں میاں نیمے

اگر گیرم یکے را از دو زلف تو فلک گوید
کہ بگرفتی تو از اقبال شہ هندوستاں نیمے

علاء الدین و الدنیا محمد شاہ دریا کف
کہ چوں جملہ جہاں بگرفت بخشید از جہاں نیمے

ز بام عرش بر شد قدر او ناگہ رسید انجا
کہ خورشید فلک را بگذرد بر نردباں نیمے

ز باب خلق او صد ہزاراں صد داستاں دارم
کہ در صد سال نتواں گفت از آں یک داستاں نیمے

١٥٩	خداوندا تو شاہ کامراں را عمر چنداں دہ کہ باشد عمر نوح از عمر شاہ کامراں نیمے	٧

مکن ناز ار چہ ترک نازنینی	چرا با بندگاں در بند کینی

ثنا تو شیست میش بند و نخست — دهن بکشا که حمد انجمنی
تو ملک دیگانی ماه بست — شود نعت بستان معینی
یه پیش تو کمر بند دستاره — کله کج نه که ماه را ستینی
مرنج از خواهست وزمانه — زمان راند که خورشید زمینی
ترا خوبی چو ملک کیقباد است — به نزد هر گدای سکه نشینی
علاء الدین والدنیا که هست — سلیمان وار در خاتم نگینی

(۱۶۰) حسن را در همه حال آفرین گوی
که گردست درثنا سحر آفرینی (۹)

از تو گشاد جسم و جان خالق جسم و جان توئی — ای به تو خاص غایبان رازق انس و جان توئی
نیست مدد ضمیر را گر تو نشانه و صد — هستی تست بی نشان هست مرا نشان توئی
شیشه چرخ بر هوا بیضه خاک بی سپر — هیچ خلل نمی رسد زانکه نگاهبان توئی
این همه ز فضل تو حجت قاطع آمده — تیغ زبان بنده را آب دو بیان توئی
سر چو زغم فرو برم هر چه بدل نهان کنم — منعم عیب پوش تو کرم غیب دان توئی
گرچه نظر بجنت از غضب تو خائفم — خسته دلان خوف را ملجا و امان توئی
روز بروز نفس را شربت وعظ میدهم — کار طبیب این دو جان دو جهان توئی
چون حسن آنکه از گنه در گذشت آن ستم — آنکه گناه بندگان در گذراند آن توئی

(۱۶۱) ای سیچ وجود گر همه برسر ره نمی رود
مرحله نجات را رهبر و مهربان توئی (۸)

چو هر شب پاسبان من آگاه بودی — چرا روز مرا بدخواه بودی
نه روزی در دل من مهر کردی — نه یک شب منزلم را ماه بودی
من از تو چون شفق در طشت خونم — تو مه بنشسته در خرگاه بودی
ز ملک حسن میشد در ازل ذکر — دران بیعت تو شاهنشاه بودی
مرا گفتی سفر کن یا بدل کن — مگر کز عشق من آگاه بودی
بدل جستم کسی چون تو ندیدم — سفر کردم تو ام همراه بودی
علاء الدین و الدین کز ایم — تو حاجت بخش حاجت خواه بودی

حسن این راه صاحب همتان بود
تو باری فی امان الله بودی

فی المثنویات مدح سلطان اعظم و شهنشاه معظم سلطان السلاطین علاء الدنیا والدین خلد الله ملکه و سلطانه انچه دیوگیر فتح کرده بدهلی آمد

بیا ای گهر جوی دریای غیب — ز دُرها چه داری برون کن ز جیب
چو آئی درین بندگی بنده وش — به از دُر چه باشد ترا پیشکش
طبق از دری کن در از نظم خواه — درے در طبق نه بیا پیش شاه
شهنشاه دریا دلے ابر دست — فلک وار تاج سر هر که هست
خداوند عالم که عالم خدای — هماوون ترش وارد از صد همای
علاءالدین آن خسرو گنج بخش — ز هفتم کره بگذرانیده رخش

شهی کو شه و به عالم است | بیک تن پناه همه عالم است
فلک گر چه دور است از انصاف و داد | چو انصاف او دید انصاف داد
شهی کاسمانها زمین بوسدش | فرشته سر آستین بوسدش
مبارک جهانبخش آفاق گیر | سکندر سیر و سلیمان سریر
کمانش چنان سخت شد یم بلند | که وهم مرا در کشاکش فگند
کمندش که گیتی بدام وی است | سر رشتهٔ فتح نام وی است
سمندش یکی برق در زیر زین | بجسته ز چرخ آمده بر زمین
چو گلبن ملک را نونهال | بر آورده حضرت ذو الجلال
روان کرده از بهر میدان خویش | روان کرده از بهر احسان خویش
ز خورشید بر آسمان گوی زر | ز زر داد تا اندر زمین جوی زر
برای ورایت برافراشتن | ترا ختم شد مملکت داشتن
توئی در خلافت بحق دستیاب | یمین الخلافت ازین شد خطاب
سپهر پادشاهی تو والا تری | ز بالا تران نیز بالا تری
کیومرث اول جهانخور و سیر | پلنگینه پوشی نبد چون تو شیر
فریدون اگر کین کشید از دو مار | تو از صد فریدون برآری دمار
سکندر یکی آینه کرد راست | صد آئینه در رای روشن تراست
چه پرسی که کیخسرو و نام او | که هر جرعه است بهتر از جام او
ز رستم ز طهمورث دیو بند | نمی شاید اینجا سخن در فگند
اگر رستم از بندگان تو شاه | بدیدی که چون میکشی این سپاه

همی هیبت یک جهانے ز نور — کنداں نور چشم جہاں باد دور
نشسته به از صد سکندر بذات — خضر ساقی و باده آب حیات
فلک خوانچه کش دریں بزمگاه — ملک آفرین خوان ایں بزمگاه
چنیں مجلسے را که شد لانظیر — زمیں چوں ندیده بود ناگزیر
زمیں باید ایں بزم را غلغلے — چنیں باغ را ایں چنیں بلبلے
جہاں بخت شاہا حسن خاک تست — چو اقبال دستش بفتراک تست
اگر غیبتش باشد و گر حضور — نباشد دمے از دعائے تو دور
دعاہائے روشن تر از آفتاب — به آمیں روشن دلاں مستجاب
سخن گرچه دارم چه نو چه کہن — دعائے تو دارم مراد از سخن
سخن گوہرست اے گہر بخش شاه — گہر جز ز گوہر فروشاں مخواه
گہرہا که سفتست نظم ترم — نثار تو زیبند ایں گوہرم
ترا خود چناں داد طالع شرف — که گوہر ہمی یابی از ہر طرف
اگر آں گہرہا ز کاں میکشند — به بیں کیں جواہر ز جاں میکشند
زہے جوہر جاں زیادت قوی — ہمیں جانے آں قالب خسروی
تن ملک را تا ابد جاں تو باش — جہاں را ہمیشه جہانبان تو باش
ز ہفت اخترت باد آں یاوری — که ہر ہفت کشور بدست آوری
سکندر صفت ملک عالم بران — خضر وار تا دور عالم بماں
سعادت طراز قبائے تو باد — سر سروراں زیر پائے تو باد
تو شاه جہان و جہاں یار تو — جہاندار مطلق نگہدار تو

این نیز در مدح دار السلام

چو پیدا شد کلید فتح از دور / فلک را فتح شد معمورهٔ نور
ز بانگ کوس نوبت خانهٔ شاه / برآمد آیت نصر من الله
چمن از بالین غم سر بر گرفتم / سعادت را سپاس از سر گرفتم
بحمد حق روان کردم نفس را / که بے نامش روانی نیست کس را
کریمے کوست روزی بخش هر روز / شب امید ما را مشعل افروز
کس او را شکر گفتن کے تواند / که پیش روز روزی میرساند
خدائے غیب دان از عیب خالی / عمل فرمائے ملک لایزالی
بقدرت گوشمال خود پرستان / برحمت دستگیر زیردستان
گزشوے ضعیفان فیض جودش / بساط عفو قائم از وجودش
سکون و جنبش این شیب و بالا / که یارد داشتن جز حق تعالی
بساط چرخ و چندان مهرهٔ نور / همه صنعت ز صنع اوست معمور
چو خواهد تا جهان بر پائے دارد / جهانداران عادل را سپارد
چنانک امروز از مین عنایت / بشه بخشید ملک بے نهایت
شه اسلام شاهنشاه آفاق / بدانائی و دانا پروری طاق
علاء الدین و الدنیا که پیوست / خدایش داد بر دنیا و دین دست
محمد نام و آنگه صبح تا شام / بنام ایزد پناه دین ز هم نام
زہے سلطان جان بخش و جهانگیر / همایون باز چتر آسمان گیر

بجام زر طلب کردن چو جمشید / بزر مغربی دادن چو خورشید
جهان کردی بزر مغربی مست / بسنگ مغربی بدخواه را پست
مبارک باد بر تو فتح این دژ / که مشکلش شرح نتوان داد هرگز
حصارے با فلک همراز گشته / فلک نیمه ره از وے باز گشته
گرفتی نے حصارے بل جهانے / به فتح آسمانی آسمانے
شهاشا شهنشها کشور کشایا / فریدون رائیا فرخنده رایا
ترا طالع قوی و بخت فیروز / کرا سر کز تو تابد گردن امروز
خدا چون با تو خواهد یار بودن / که یارد با خدا خصمی نمودن
غلوے بندگان دولت شاه / فرو شاند این غبار وحشت از راه
بسال هفت صد فتح دل افروز / سه شنبه بد ز ذو القعده سیوم روز
پس از اخلاص چندیں بنده خاص / فلک شد بر سماع کوس رقاص
عدوے بے سر و پا را دریں کار / به پائے پیل دیدیم و سر دار
برآمد از جهان مقصود شاهی / جهان از آن تو چندانکه خواهی
جهان تا هست تو شاه جهان باش / شه فرمان ده کشورستان باش
که یارد اینچنیں کشور کشادن / حسن حیران شد است از شرح دادن
چگونه مختصر عقلی چو من چند / ثنائے همچو تو گیتی خداوند
ثنائے تو نه کار یک زبانست / که هر موجود را جود تو ضمانست
مگر خلق تو در گلزار ره کرد / که سوسن یک زبان خویش ده کرد
بشه پایه سپهر از منبری ساخت / بروج از خطبه ملکت شه پرداخت

فلک چون پیش تخت تست کرسی
حدیث سعد و نحس او چه پرسی

اگر کوکب کند باهم قرانی
نبیند طالع میمون زمانی

نباشد تا بباشد دور افلاک
چو تو صاحب قران از قران پاک

ترا از غیبهٔ غیب ست جوشن
ازین آئینهٔ انجم را چه روشن

درین عالی حصار سخت بنیاد
که مثل او ندارد آدمی یاد

دوگونه قوم یکدل بوده بودند
بکفران و بکفر آلوده بودند

دورنگی می نمودند آن دو دونان
زحل پروردگان مریخ خونان

زقوت یک عطارد آتش افروخت
دل مریخ با جان زحل سوخت

ترا گردون گردان چون غلام است
ستاره کیست سیر او کدام است

چراغ تو چنان افروختند
که مهر و مه ز نورش سوختند

کلاهت را ره از حفظ الهی
زهی سر کین کلاهش پادشاهی

بود نامه کلاه چرخ گردان
سر موی از آن سر کژ مگردان

سرت پاینده باد و ملک باقی
شرابت آب حیوان خضر ساقی

سعادت قرنها با تو قرین باد
ظفر همدست و نصرت همنشین باد

بزور بازوان عالم کشادی
ازین اقبال برخوردار بادی

مقرر بر تو هرچه از بازوت خاست
الغخان معظم بازوی راست

خضرخان و مبارک شمع گلشن
دو چشم ملک و ملک از هر دو روشن

ترا عمری که میخواهد دل تو
مراد هر دو عالم حاصل تو

مدح شاهزاده

اینک در درج شهریاری / پیرایهٔ ملک تاجداری
روشن گهری چو چشمهٔ نور / ای چشم بدان ز روی او دور
هم روح فزای چشم بینش / هم چشم و چراغ آفرینش
سیارهٔ آسمان دولت / در جبههٔ او نشان دولت
دیباچهٔ رحمت الهی / گل دستهٔ باغ پادشاهی
شهزادهٔ از نژاد شاهان / در صدف جهان پناهان
آورده بصد سعادت و جاه / فتح ابدی بحضرت شاه
سلطان جهان علای دنیا / از دولت او بقای دنیا
تا باشد دین و دنیا آباد / بر دنیا و دینش دستگه باد
سرمایهٔ عیش خسروانش / جان گرمی مزید جانش
شهزاده فرید خان همیشه / انصاف طراز عدل پیشه
هر یک بهزار ناز و شادی / با کام و نشاط کیقبادی
در حضرت شاه پادشاهان / چون گل بهوای صبحگاهان
این جمله دعا که کرده شد یاد / از فضل خدای اینچنین باد

مدح الغ خان معظم رحمه الله بغفرانه در انچه فتح سومنات کرد

چو خواهد جهان خالق بی نیاز / که خلق جهان را شود کارساز

ز عالم یکے را بر آرد علم — که بر لوح انصاف راند قلم
چنانک آنچ ان بخت را برکشید — که بر کافر کفر خنجر کشید
سر خسروان خسرو پیل زور — به پنجه ز شیران بر آورد شور
جهانگیر لشکرکش کامگار — خراسان و هندوستان را مدار
معز و ملل عز اسلام ازو — منور شده هفت اقلیم ازو
شده دیده دشمنان رنگ رنگ — ز الماس پیکان الماس سنگ
الغ خان اعظم ممالک پناه — قوی دولت از دولت پادشاه
جهان دیده این بخت فیروزه رنگ — نه دیده چنون خان فیروزه جنگ
بلند اخترے خاست روشن ضمیر — چو خورشید زر بخش آفاق گیر
فریدون فرے پل تهمتن تنے — منات افگنے سومنات اشکنے
صنم خانه ها بر زمین کرد پست — شکسته بت و سوخته بت پرست
خود اساس آن کرد بر اهل هند — که افتد پسندیدگان را پسند
چنان راند بر قلعه بدخواه تند — که شد بادپا بادپیماش کند
ز حضرت بر آن گونه لشکر کشید — که موج سپاهش به دریا رسید
بسر سبز انجا چو زد بارگاه — جهان دید یکسر ز هندو سیاه
به تیغ آن سیاهی چنان شست پاک — که نگذاشت یک خال بر روی خاک
قوی پایه تر معبد کفرگاه — که هر گبرکے را بدو بود راه
برافگند و برکند و بشکست و سوخت — چنین شاید از مشرکان کینه دوخت
همان بت که معبودشان بود خاص — بدر کرده تر مسیح و زر خلاص

خداوند خان شهریار دلیر — چو خانش بصد خواری افگند زیر
چو گردون بر آورد شمشیر قهر — بگردون کشان می برد سوی شهر
که تا مسجد جمعه بر هر درش — رود پای اسلامیان بر سرش
نسب پاک دین خسرو نامجوی — بنام نکو از جهان برده گوی
ز گجرات تا عرصه سومنات — جهان ضبط کرد از چه از زور و توات
همی جست هندو ز هند و پناه — ولی خان اعظم ز اقبال شاه
چو اسپ اندران تعبیه در فگند — قره کرد و بشکست شان پیل بند
بیاورد چون بخت او دش ولیل — بیکسیل مال از عدو مال و پیل
چه پیلان جهان دیده در روز جنگ — جهان کرده در دیده خصم تنگ
قیامت نموده بشکل شکوه — قیامت نباشد روان گشته کوه
بدین فتح شد روح محمود شاد — همه ساقتهاشش محمود باد
ز ز پیل بالا که این خان کشید — بصد پیل محمود نتوان کشید
ز ز بی عدد گوهر بیکران — نه غلتی درین نی غبار سی دران
جواهر ز هر جنس چندان گرفت — که دُر چون صدف لب بدندان گرفت
چنان در کف آورد دریا بزور — که در هفت دریا در افتاد شور
غنیمت چه پرسی چگویم که چند — نه اندازه دانش هوشمند
هم از بابت عطر خروارها — شتر خود چه باشد شتر بارها
گله بر گله اسپ تازی نژاد — گرو جوش آتش گه پویه باد
شنیده که خان شان کند برزنب — بزینه شده نهاده پا جوش میں

همه خیمه زربفت خوب چهر — مزین چنانک از ستاره سپهر
بیک رشته یک رشته از غلام — بیک جام صد لعبت ابریشم خام
منقش همه جا بهای ثقال — نگنجیده در کارگاه خیال
سپاه از سرو پای زیبا شده — پلاس اطلس و خیمه دیبا شده
پی یک گلیم آنکه میخورد رنگ — نخندید مگر بر سریر دو رنگ
بحق خدای که برحق خداست — که این فتح کز خان اسلام خاست
ندیدم نخواندم وگر خوانده ام — ز تحقیق آن بدگمان مانده ام
جوان دولتا کشورا سرورا — خردمند خانا هنر پرورا
چه دانم ثنا گفت زین مایه بیش — درین مختصر عقل بشلنگ خویش
همان به که از بحر گفتار خود — بشرط دعا افکنم بار خود
دعا را برون آورم سر ز جیب — دعا از من آید اجابت ز غیب
دعایت مرا فرض شاه و سال — که فیروزه بختی و فیروزه فال
حسن فال خود میزنی این سخن — بفال حسن بر دعا ختم کن
الهی پناه الغیاث تو باش — بهر جا که باشد نگهبان تو باش
ازو یافت چون چشم اسلام نور — ازان نور چشم بدان باد دور
سراتیش بر جهان سایه دار — برو سایه سایه کردگار

حکایت

از غریبی شنیدم این غم دل — علمی برزده ز عالم دل

[illegible]

در تهنیت تزویج

امروز دریں سعادت آباد — از غیب سعادت دگر زاد
امروز دریں سراچهٔ سور — نوبت ستارهٔ کله نور
امروز دریں سرائے شادی — بکشاد فلک در ابادی
خیزید و تتق به تخت بندید — قبه بطناب بخت بندید
از نقره کشید فرش میداں — از زر خلاصه نقش ایواں
مهماں که همی رسد زهر باب — در پیش برید نقل و جلاب
از لطف زباں شکر فشانید — وز سلک سخن گهر فشانید
چوں ابر شوید گوهر افشاں — چوں گل بهمه طرف زر افشاں
ترتیب کنید بزم جمشید — با مجمر صبح شمع خورشید
موجود کنید از پے شاه — طشت از فلک آفتابه از ماه
نزدیک شد آں که شه در آید — نظاره به بام و در بر آید
اینک علمے بر آمد از نور — آواز روا رو آمد از دور
آں کوکب مشتریست یا ماه — یا کوکبهٔ سعادت شاه
شاه آمد و ماه زیر مفتول — چوں سرو سهی قبول و مقبول
شاه آمد و ماه در بناگوش — شکر بدهان و گل در آغوش
شاه آمد و شاهیاں برابر — گلرنگ شده جهاں سراسر
شه را نگرید چشمهٔ نور — اے چشم بد از جمال او دور

یاران همه همرکاب باشاه — چوں انجمن ستاره باماه

یارب بوفائے نیک مرداں — زیں خانه بلائے بد بگرداں

با او دلِ دوستاں دریں کار — بشگفته چو گل میان گلزار

با خاطر جمع اہل ایں سور — زیں جمع نشان فتنه با دور

اقبال چو بخت یار شاں باد — شادی و نشاط کار شاں باد

فالے که زنند باد مسعود — ختم همه کار باد محمود

ایں فال نکو نهال بادا — ویں عیش ہزار سال بادا

در تهنیت ولادت

بس خوش خبرے شنید امروز — کز اختر سعد و بخت پیروز

نوگشت سپهر کهنه در سیر — نوزاد سعادتے دریں دیر

از زادن ایں خلاصهٔ عهد — نوگشت نشاط ایں کهن مهد

امروز بوقت بامداداں — زیں مژده چه شد زمانه شاداں

برداشت زمانه با صد امید — زریں دُہلے ز جرم خورشید

صبح آمد و کرد گوهر افشاں — از مهر بهر طرف زر افشاں

احسنت زہے لطیفهٔ غیب — بخشیدهٔ غیب دان بے عیب

خورشید وشے چو ماه منظور — طفلے و چه طفل آیتِ نور

اقبال چو بخت دادک او — تائید خدا اتابک او

از دایهٔ زهره پیشکاره — وز چنبر چرخ گاهواره

گہوارہ نگر چو کلبۂ نور   بند از سر زلف و طرۂ حور
روے بسعادتی حالت   افگندہ جلاے از جلالت
پرداختہ با ہزار اعزاز   بالشت نعیم و انتک ناز
یارب تو بصد ہزار نازش   عمرے چو زمانہ دہ درازش
کار ہمہ جہانیان طاق   فرخندہ قدم بر اہلِ آفاق
خود ہست بفضل حق تبارک   بر مادر و بر پدر مبارک
ہر روز دریں سراے شادی   افزودہ نشاطِ کیقبادی
تا ہست زمین و آسمان ہم   ایں وقف دعاش باد و آں ہم
ہر روز دریں سراچۂ ناز   کردہ در دولت آسمان باز
ہر روز دریں مقام محمود   از کوکب سعد و فال مسعود
ارزانی باد تا بحشر   ایں شادیٔ صد ہزار دیگر

در شہر شدن شاہزادہ

صبح دولت جمال داد امروز   در منصوبہا کشاد امروز
مشتری کرد از یمین و یسار   گہر سعد بر زمانہ نثار
آسمان بر سبیل شادی عام   دہل آفتاب برد ببام
زہرہ اندر سرود شادی شد   ملک اندر حصار بادی شد
ہیچ دانی کہ ایں نشاط از چیست   ایں ہمہ عیش و عشرت از پے چیست
ہست از روے بہترین میثاق   شہی شاہزادۂ آفاق

سگ که برخاک خوار غلطیده است … پنج خصلت درو پسندیده است
اولین آنکه مسکنش نبود … خان و مانی معینش نبود
کنج ادبار باشد ایوانش … هر کجا شب رود شبستانش
دومین آنکه آشکار و نهان … نان شیرینش کم رسد بدهان
عمر او چون کسی نکو نگرد … پیش تو در گرسنگی گزرد
سومین رسمش آن بود کاغلب … شب به بیداریش رود همه شب
هست گوئی محب زلف ظلام … «عجبا للمحب کیف ینام»
چارمین آنکه وقت شیون و سور … از خداوند خود نباشد دور
خصم اگرچه براندش از پیش … او بدم لابه اندر آید پیش
پنجم آن دم که رخ بخاک آرد … چیزی از خود زچیز نگزارد
پوستینی که دارد اندر پوست … این جهان وان جهان برابر اوست
ای حسن خفته مانده خطر است … سگ نفست ز نفس سگ بتر است
وه اگر نیست در سرت سری … از سگ آموز آدمی گری
چون سگ اندر ره نیاز بپوی … با خداوند بی نیاز بگوی
کای وظیفه ده گرسنه و سیر … سگ کوی تو پنجه برد ز شیر
شیر را حمله داده سگ را تک … حرمت شیر و حرمت آن سگ
کز در فضل کم فضولم کن … بسگی درست قبولم کن

گرچه لایق نه ام به طوق شکار
دولت داغ خود دریغ مدار

حسن چوں ملک ملک بے نیاز است — سر اندازی دریں رہ سرفراز است
صلاح خود مبین و فسق غیرے — بہر حال از خدا می خواہ خیرے
خداوندا بحال ما نظر کن — دریں ظلمت چراغ فضل بر کن
ز ما خود جز لئیمی مے نزاید — تو خود کن کز کریمے تو آید

حکایت در علو ہمت و سخاوت

شنیدم بود گبرے از کریماں — درو نور سخا چوں نور ایماں
زر و سیم و متاع و اسپ و اشتر — جواہر سلک سلک از لعل و از دُر
بر خواہندگاں بشتافتندے — عرضہا خواستندے یافتندے
مگر مسکینے از افلاس در ماند — ز شہر خویش سوئے شہر او راند
نشاں پرسید آمد بر سر او — کہ تا وجہے برد از دفتر او
بدو گفتند کو در حر بجاہست — از اینجا تا بدو یک میل راہ است
تو بنشیں کو چہ باز آید ز بیگار — بزر دادن ترا چوں زر کند کار
توقف در توقف داد درویش — گرفت آں راہ جولاں گاہ او پیش
بمیداں آمد و ہر سو طلب کرد — جوانی گفت اینک آں جوانمرد
فتادہ است آں طرف پہلو دریدہ — چو تو پہلوئے خود بارے ندیدہ
بسے آئین زر بخشش بود است — کنوں آہنگ جاں بخشی نمود است
ز بر دنداں خراش کردہ ساقی — ہنوزش نیم جانی ہست باقی
چو آمد بر سر او مرد محروم — دمائش کرد گردش قصد معلوم

بده ای خواجه در نهی باعزاز   بصد خواری جهان بستاندت باز

درم داده بدرویش و دعا کرد   خدایت در حریم قدس جا کرد

چو خواب آید عواقب باز دیدن   بمردادی بهشتی را خریدن

حسن جان بر جوانمردان فدا کرد   جوانمردی همین است ای جوانمرد

چو اهل همت مادر دخواسنے   بجوبی خوانند از ایشان داستانے

حکایت مغ و مسلمان

بود مسلمانی از اقصای ری   با مغی اندر رمضان خورد می

محتسب آمد بصلابت بروں   گفت بریزند ازین مرد خون

مغ زمیان گفت که این عدل نیست   جانب من روزه و روزی کیست

جزیه دهم تلخ چه رانی سخن   آنکه بدین است برو حکم کن

حکم بر آن شد که ز مغ بگذرید   دست سیاست به مسلمان برید

دید مسلمان که چنین بی هشند   مغ بگذارند و مسلمان کشند

گفت ظریفانه که ای انجمن   علت من شد گر اسلام من

گر ز پی اسلام نخواهید کشت   من مغم و مغ بچه هفتاد پشت

گرچه که این بی ادبی طرف نیست   بی ادب آنکس که درین حرف نیست

حالی از آن یک سخن خنده ناک   گردن او جست ز تیغ هلاک

محتسب آن جرأت ازو عفو کرد   سر به چنین جای کشد عقل مرد

مرد جهان به که در امید و بیم   بر کشد از آب حوادث گلیم

رکن دولت گر بخداوند راست	گر نظر او بر خلل افتد رواست
بار خدایا بخدائی خویش	یک نظرے بر دل صد جائے ریش
عفو کن از بنده حسن هر چه گفت	از همه بتواں ز تو نتواں نهفت
بر من و بر هر که چو من زیست خام	فضل کن اے فضل تو دریائے عام

ایضاً

مبرا هر سخن تا سپهر برین	بری پیش سحر آفرین آفرین
نه سر یافته نام معنی نه بن	لقب چوں نهی هر سخن را سخن
گهر بایدت بر حسن..... نیست	که حبه اگر لعل شد لعل نیست
به از خنده روشن نماید ز دُر	چو دریا زند شب همه موج نور
چه باشد چو طالع شود آفتاب	صدف پاره خشک بر روئے آب
بیک صنعت طرفه چندیں مپیچ	که در جنب بهزاد نیست هیچ

متضمن حساب میزان

به ترتیب هر حرف سر تا به بن	یکے سیگزار و دگر جمع کن
به میزان به آید دریں شیوه رفت	ز ده نه ز نه هشت از هشت هفت
بریں تا شود جمع هر خانه راست	زیادت چه می بایدت آن تراست

میزان جهان

ز یک سیر تا یک منش بے درنگ	به یک بار برکش دریں چارسنگ

به میزاں چو آید دریں وزن رفت　　یکے و سه و نه دگر نیست هفت

بسته حسابی است

از یکے تضعیف کن تا نه رسم　　واں ده باقی نه افزوں کن نه کم
ثبت کن گر از حساب ای سنه ؟　　بعد نه چار و چار صد هشتاد و نه

در استخراج جمع حسبت

گر جمع شوند اہل حسبت　　تا جمع کنند کل نسبت
آں خوب که ضرب هفته فی الحال　　در ماه کنند ماه در سال
گویم بصریح هفت در سی　　سی را به دوازده چه ترسی
در ایں دو سه بیت بایدت یاد　　ایں بیت همیشه بر دلت باد
گفتم که تمام نسبت از چیست　　گفت از دو هزار و پانصد و بیست

لطیفه در حساب جمل

دو بیتے از جمل چه گفت به بیں　　جفت طاقست طاق جفت نه بیا
راست گفتم دریں مدارا نده　　پنج در یازده چه باشد سه
خود مرا خاطرے هنر سنج است　　پنج در یازده هماں پنج است

ایں چند مثنوی در صفت بابست

ایں درکه بنائے شاد مانیست　　باب البرکات آسمانیست

زجام جود آرد دہر را مست / بخلق نیک گیر خلق را دست

چو در نیک و بد عالم بہ بیند / بدی بگزارد و نیکی گزیند

زنیکی گل بر آید وز بدی گرد / ہر آنکو این بداند او بود مرد

ز آزار دل مردم بہ پرہیز / دلا بازار رعنائی مکن تیز

مگو بر روئے حاجت خواہ سردے / منہ بر جان حاجت مند دردے

بر آور حاجت محتاج پیوست / دراں درگہ ترا ہم حاجتے ہست

ترا گر صدق رغبت ہست در بند / تماست این کہ خواندی نکتہ چند

ہمیشہ این بنا معمور بادا / درو از شمع دولت نور بادا

برفعت راست چوں کاشانۂ ماہ / ہمیشہ راستاں را اندرو راہ

سعادت بخش یارب راستاں را / خصوصاً صاحب این آستاں را

این نیز در آں معنی

علم بیروں براز میدان ہستی / بروں آ از خودی و خود پرستی

طلب کن صحبت بیدار بختے / دل صاحب دلاں دریاب لختے

خدا را شو خلاف از ہر دو عالم / ازاں عالم بزن گر میزنی دم

بخدمت کوش گر ہستت میسر / بپا بوسی تواں شد بر سراں سر

تواضع کن براں رفعت تواں یافت / ہر آنکس این عمل ورزید آں یافت

اساس کار خود بر مردی نہ / دریں دنیائے نامردم ہمیں بہ

طریق مردی در مردمی است / کہ مردم نیست آں کش مردمی نیست

ترا خود آں نکوئی در جہاں بس   کہ یک نیکی تو یاد آورد کس

دلت آں بہ کہ در نیکی گراید   کہ از نیکیت ہرگز بد نیاید

خصوصاً آں کسے آید بر تو   کشادہ چشم دارد از در تو

غنیمت دار دیدار قریناں   بطبع خوش نشیں باہم نشیناں

چو نزدیک تو آید میہمانے   نخست از خوے خوش پیش آر خوانے

چہ بہ کاسباب مہماناں بسازی   کہ دولت ہاست در مہماں نوازی

کرم کردن زر افشانیست زر ہیچ   کرم کن کز تو آں آید دگر ہیچ

سخاوت ورز و از طبع گرامی   بر آور نامے اندر نیک نامی

خدایت ایں مقام آباد داراد   دلت را در مقام شاد داراد

ایں نیز دراں معنی

زہے پرداختہ چوں کاردانان   چنیں راحت سرائے میہمانان

بدولت خوش نشیں اینجا و خوش باش   کہ دل داری خطاپوش و عطاپاش

نکو دانی کہ ایں گردندہ گردوں   چہ بازی ہا کشد از پردہ بیروں

ستارہ مہربانی چوں رہا کرد   جہاں ہم با جہاں داراں جہا کرد

ہماں بہ کز بزرگی نام خواہی   بنام ہر بزرگی جام خواہی

بہ مجلس شاد بنشینی و پرنور   چو گردوں عیش را گرداں کنی دور

قدح کوری دشمن می ستانی   دہی مر دوستاں را دوستگانی

بماں پیوستہ خرم تا قیامت   تو و پیوستگان تو سلامت

در دولت کشاده خصم در بند | بیابی هرچه خواهی از خداوند

دیگر

زہے خرم بنائے دولت آباد | کہ ہم برپائے دولت یافت بنیاد
فلک کردار عالی بارگاہے | ستارہ کیست اینجا بار خواہے
مروح منظرے فرخ مقامے | در استحکام و زیبائی تمامے
عطارد دید سقفے آسمان گیر | چہ گفتہ کاش اینجا بودمے تیر
بگونہ گونہ نقش روح پرورد | ہمیشہ با ارم قلب دژم کرد
سعادت ہاست در روے رخ نہاد | جہاں بروے در دولت کشادہ
چو ایوان قمر از روشنائی | چو دوران فلک در دیر پائی
ظرافت بخش اوقات قریباں | مقام ہمدمان و ہم نشیناں
ہمہ نورست از نزدیک و از دور | حضور دوستاں نور علی نور
چہ خوشتر زانچہ اینجا خوش نشینیم | زمانے روے یک دیگر بہ بینیم
حضور دوستاں فتح مبین است | سرحلہ غنیمت ما ہمین است
خداوندا زمین ایں مکاں را | بدہ قدرے کہ دادی آسماں را
مبارک فال کن بر یار و بر دوست | خصوصاً بر کسے کو بانی اوست

ایں عشق نامہ است توحید باری عزوجل

دلا تا چند ایں آسایش خاک | بیا کی یاد کن از حضرت پاک
خدا را یاد کن تا شادمانی | درش را بندہ شو کازادمانی

دُعائے پادشاہ اسلام خلد اللہ ملکہ وسلطانہٗ

دو عالم را یکے حرز لیست اعظم — دُعائے حضرتِ شاہ معظم
شہنشاہ جہاں گیر و جہان بخش — نگینہ جاں ستان در مہر جاں بخش
علاء الدین والدنیا کہ افلاک — ہمی بوسند بر درگاہ او خاک
محمد نام اسکندر خطا بے — درش اسلام را حسن المآبے
صلاح تخت دہلی بیں کہ بروے — چناں شاہ مبارک می نہد پے
بقائے تخت گیتی بیں کہ ناگاہ — جہاں بخشے چناں بروے بود شاہ
جہاں جان خود آں شب پیش کش کرد — کہ در وے جان سلطاں جائے خوش کرد
فلک روئے خود آندم بر زمیں یافت — کہ آں خورشید بر روئے زمیں تافت
بنام ایزد مبارک بادشاہے — جہاں را در جہاں گیری پناہے
چو روز رزم تیغ کیں برآرد — سر آں سیل کوہ افگن کہ دارد
زماہِ نو کماں ہستی بہ پشتش — عطارد کمتریں تیرے بہ مشتش
ہراسے در دل زہرہ گز شتہ — زباں چوں زخمہ چوب خشک گشتہ
شہ چارم زرہ پوشید از میغ — شجاع تیغ زن لرزان تر از تیغ
شہ برجیس برخود مدح خوانے — زحل ہم جان خود را پاسبانے
چو گفتم نکتۂ از رزم گاہش — کنوں بشنو صفاتِ بزم گاہش
خجستہ مجلس چوں باغ آدم — رواں خوں خضر در وے دمادم
درآں مجلس کف دریا عطا جوئے — زحل از تولیاں ہندوی گوئے

بخدمت مشتری از خانهٔ خویش   گہے ماہی کشد خود گہ کمان پیش
ہمہ برنائے ترکی رقص بہرام   نہادہ خنجر و برداشتہ جام
فلک کردہ دف خورشید را گرم   سرود زہرہ گاہے تیز و گہ نرم
عطارد تیرئے از بہر رزمش   کمینہ تیرے از ایوان بزمش
مہِ نو جرعہ دان مجلس اوست   نمی گنجد بدیں تشبیہ در پوست
حَسَن بنیاد صنعت نونہادی   بہر صنعت سخن را داد دادی
چو جام عیش پیشت میکشد بخت   بعشرت خانۂ مقصود کش رخت
بیا مطرب طریق باز نو ساز   کہ ہم آوازہ داری و ہم آواز
بیاد خسروِ کش نیست ثانی   نوائے کُن نوائے خسروانی
بیا اے شعر خوانِ مدحتِ شاہ   کہ بنوشتش عطارد بر رخ ماہ
بخواں تا اہل مجلس شاد گردند   حریفان خراب آباد گردند
بیا ساقی کہ مے بہ از ہمہ چیز   چو مے دادی بدہ نقل از لبم نیز
کمیں نوشے کہ من از جام بر جوش   کنم بر یاد شاہے نامور نوش

آغاز قصہ

شنیدم والئے در عہد شاہے   عمارت کرد در ناگور چاہے
فلک با سخت بنیادی او سست   تکلف ہا ہمہ موزون او جست
سوادش چوں خطِ معشوق دلکش   در و آبے چو اشک عاشقاں وش
زنان سیم سیمائے سمن ساق   نہ چوں مہ بل چو خورشید از بتاں طاق

همه ساله بران چاه آمدندے — خرد آشوب دلخواه آمدندے
چو آب از چاه بیرون برکشیدند — چو سروے سوے خانه می چمیدند
جوانے کان گروه آبکش دید — دو چشم از آب رفتن چشمه وش دید
رسیدندے غریبان هوسناک — نهاده چشم بر سرچشمه خاک
بتان یک یک چو یوسف بر سر چاه — زده چندین دل یعقوب را راه
فلک آن چاه و آن یوسف چو دیدے — بدلو خور رسن ها در کشیدے
گرفته دلو را سیاره در چنگ — پے جست جوے یوسف کرده آهنگ
حسن افسانه را باش این چه راز است — ندانی قصهٔ یوسف دراز است

عاشق شدن جوانے بر یکے از خوباں

همانا نوخطے بود از دبیران — جوانے زنده دل مقبول پیران
زحل در پیش او چون پیشکارے — میان اهل هندش اعتبارے
ازان سو طوف میکرد است یک روز — که دل بردش دلارام دل افروز
در آمد چون بگرد چشمها حوت — بسوے آن چه هاروت چه ماروت
ستاده دید جادو دخترے چست — که از وے خون از وے آب می جست
بت هندو نسب چون ترک خونریز — بلب شکر بغمزه شورش انگیز
بیک رشته که اندر چه فرو کرد — طناب عاشقی در حلق او کرد
بیک دلوے که برد از چاه بیرون — کشید از جوے چشمش دلوها خون
جوان آهے برآورد از دل تنگ — چنان کآتش برون زد از دل سنگ

نگار سنگدل در تنگدل دید — یکے سرگشتہ را پا بگِل دید

غریبے دید گشتہ شہربندے — ز زلف خود گرفتار کمندے

بجو د نزدیک شد ہر سو نظر کرد — ہراسے در دل پاکش گزر کرد

خطرہائے ملامت را خبر داشت — بزودی زاں خطر گہ گام برداشت

بماند آں زخم خوردہ بر سرِ چاہ — چو ماہی می طپید از رفتن ماہ

ہمہ روز از غم آں ماہ تا شب — ز دیدہ بر زمیں می ریخت کوکب

چو شب شد با ستارہ راز می گفت — غم مہ با ستارہ باز می گفت

چو رایات سحر گہ سر بر آورد — حبش را شاہ چیں از پا در آورد

رسید آں شمس خوبانِ ختن باز — حبش در چین زلف افتن باز

جوانے بیدل از دیدار آں حور — دگر رہ زندہ شد چوں شمعے از نور

دراو دیدہ بہ سجدہ سر فرو کرد — نمازِ عاشقاں آں بود کو کرد

دراں سجدہ دعاے خواند بر دوست — دعا در سجدہ گہ خواندن چہ نیکوست

پس آنگہ بر زد از سینہ خروشے — کہ اے در جانِ من افگندہ جوشے

مرا کشتی نگوئی مذہبت چیست — چنیں بیچارہ کشتن مذہب کیست

مرا دیدی کہ ہیچو جوں فتادم — ز دستِ دل بموج خوں فتادم

بخوں در آشنا کردی تو بارے — گزشتی از سرم بیگانہ وارے

چہ دلداری چہ دلداری تو اے ماہ — چہ خون خلق می ریزی دریں جاہ

چہ ریزی خون مسکیناں بافسوں — ازیں چہ آب خواہی خورد یا خوں

بدیں چہ خوں چہ می ریزی بریں سال — چو خونریزی دگر در زنخداں

غریبے کشتہ گیر و خاک گشتہ / خطے از روئے لوح پاک گشتہ
برافگن پردہ باز از رُخ خوب / چہ داری ماہ را در میغ محجوب
خجے پوشیدہ ماہ از ترس مادر / یکے خوں ریز خالے زیر چادر
مرا خال تو میدارد دریں حال / تو از مادر ہمی ترسی من از خال
اگر صد سال با تو راز گویم / ملامت ہا رسد از تو بر ویم
دلت زاں گفت و گو آزاد باشد / مرا نیز آں ملامت یاد باشد
نہ دریا را بود از ہیچ سگ باک / نہ سگ از ہیچ دریائے شود پاک
برآوردند پیش از ما شمارے / بقسمت در ازل رفتست کارے
بتو خرما سپردند و بمن خار / ترا مہرہ بدست آمد مرا مار
کسے کاں روئے آتشناک افروخت / تواند صد چو من خاشاک را سوخت
توانی از پس صد زخم کاری / کہ کار ناتوانے را برآری
یکے رخش رعایت گرم گرداں / دل سنگست لختے نرم گرداں
امیدم تازہ کن مانند رویت / دلم را چند پیچانی چو مویت
مپیچاں چوں دل نامرد لریش / یکے از دفتر فردا بیندیش
عملہا را جزائے ہست آخر / مکن چندیں خدائے ہست آخر
بگفت او فتاد پس از پائے چوں مست / دل و دلدار ہر دو رفت از دست
براں بے دستگہ زیادر افتاد / ہمہ نظارگی را گریہ بکشاد
برآمد ہائے ہائے از چپ و راست / ازیں سو نالہ زاں سو نعرہ ہا خاست
بتان آتشش را دیدہ پر آب / جگر پر تاب و جاں را رشتہ بر تاب

بیا ای شعرخوان بکشا سفینه / دُرِی در گوش ما کن زان خزینه
فرو ریز آنچه نزدت هست معلوم / در منثور یا لولوی منظوم
بیا ساقی بیار آن کان یاقوت / که جان را قوتست و چشم را قوت
بمن ده تا بدان یاقوت حمرا / بگردانم وفائی درد و غم را

آمدن جماعتی از برہمنان و پند دادن مر عاشق را

کسی کز عاشقی بر بست باری / نصایح را ندارد اعتباری
نه چند فال نی تقویم خواند / بد و نیک از نگار خویش داند
بود فالش جمال فرخ یار / شب تیکش سر گیسوی دلدار
غریبی بی دل از جان سیر گشته / ره غم را بصد محنت نوشته
نظر میکرد روزی از سر چاه / از اهل خویش قومی دید ناگاه
برہمن اصل افسون خوان تنی چند / گشاده از در هر دانشی پند
در ایشان بود کار آگاه پیری / رسانیده بهر پرخاش تیری
وقوفش بر مزاج چرخ و اختر / در انگشتش حساب هفت دفتر
شد آهسته به پیش خسته بنشست / سخن را از عبارت کلها بست
نصیحت های پیرانه فرو ریخت / غبار غم ز صحن دل فرو ریخت
رطب را از شکر خائی خجل کرد / پس آنگه رخ بدان شوریده دل کرد
که ای غافل ز شمشیر زمانه / خبرداری ز خونریزیش یا نه
جهان تیغی بکف در ترک تازی / تو در بازی بهانه عشق بازی

لکن بازی بعقل خویش باز آئے
اگر گردی بران دیگر میفزائے

جوانی تیز طبعی ہوشداری
مہ گز کف زمام ہوشیاری

ورای عقل سر را افسرے نیست
سعادت بخش زو تر اخترے نیست

چرا باید کہ آں گنجینۂ پاک
شو و از دست چوں تو گوہرے خاک

مزن در شیوۂ صفرائیاں دست
مشو از بادۂ سودائیاں مست

دریں میخانہ مستی ناصوابست
نہ آخر آخر مستی خرابست

لکن کیں کار تو روئے ندارد
گل پندار تو بوئے ندارد

ہماں یارے کہ اورا دوست داری
نہ در روے دوستی بینیم زیاری

نہ فرمان تو وقتے کار بندد
نہ در روئے تو روزے باز خندد

دریں مدت کہ جانِ تو بسفتہ است
شنیدم یک سخن با تو نگفتہ است

چنیں بت را چرا توی پرستی
ازیں صورت نظر بردار رستی

چو بشنید آں جواں ایں پند از پیر
نفیر انگیخت چوں مرغان شبگیر

بنالید از دل نالندہ چوں چنگ
دراں نالش گری برداشت آہنگ

کہ آہ اے ناصحاں اے پندگویاں
ز معجون فساد اصلاح جویاں

چہ چندی سرزنش کردن ز مستی
نہ مستم از شراب خود پرستی

مرا میگوں لبے کردست سرمست
ہمو بنیاد صبرم پست کردست

من ایں مستی نہ از ہر جام دارم
ز چشم آہوانش دام دارم

ازاں آہو کہ چشم شیر دارد
بہر یک غمزہ صد شمشیر دارد

چناں شمشیرہا دیدم بخوں تیز
چہ ترسانیدم از شمشیر خوں ریز

من و جانے بہ بند عشق بندی ؎ چہ خوانیدم بصد رہ ہوشمندی
شما دانید و اوج عزت و جاہ ؎ مرا با من گزارید اندریں چاہ
مرا گر روز من مسعود بودے ؎ براں بندے کہ دارم عود بودے
تو اے فرزانہ پیر مصلحت بیں ؎ غم دنیا کہ خواہی خورد یا دیں
سرم را راست خواہی کرد یا پائے ؎ خرد را ہوش یا تدبیر یا رائے
من ایں آشفتگی تنہا ندارم ؎ نحوست ہاست اندر روزگارم
مرنج از گردن اشتر کہ کژ ہاست ؎ کدامی جائے می بینی در و راست
مرا کاریست افتادہ خدائی ؎ تو بے حاجت مکن کار آزمائی
دگر بارہ حکیم خوب تشبیب ؎ سخن را نوع دیگر داد ترکیب
ملامت کرد لیکن راحت آمیز ؎ غمے آوردش اما شادی انگیز
بدو گفت اے جواں آہستہ تر باش ؎ ز دور آسماں صاحب خبر باش
ترا گرچہ موافق نیست پندم ؎ ولے بپذیر ہر نقشے کہ بندم
اگرچہ داروے من تلخ ناکست ؎ بہ صحت چاشنی دادن چہ باکست؟
حذر کن چند روزے از خطرہا ؎ کہ شاخ بخت خواہد داد برہا
سعادتہا برآرد آں بر تو ؎ شمارے کردہ ام در اختر تو
ازاں روزے کہ زادی تا بہ امروز ؎ بدیدم از ضمیر حکمت اندوز
بشد دور تعب زیں پس طربہاست ؎ غم و شادی عالم را سببہاست
ہم اکنوں مشتری آید فلاں جائے ؎ ہم آنجا زہرہ باد عشرت افزائے
دراں خاطر ز طالع بیں برآشفت ؎ دراں آشفتگی ایں حرف بگفت

ندیم است و توئی ساقیست مارا ‌ ‌ ‌ سعادتهاست زین تنگیست مارا
بیا ای شعر خوان با شعر خورسند ‌ ‌ ‌ تو طالع بین نه از شعریت پرسند
چو من حمدی بخوان زین تخته خاک ‌ ‌ ‌ که از غم تخته دل را کنی پاک
بیا مطرب طرب را وقت دریاب ‌ ‌ ‌ منم خورشیدکش ساقی سطرلاب
مرا با وقت و با ساعت چه کار است ‌ ‌ ‌ چو می آید همه وقت اختیار است

خبر یافتن شحنه از عشق و بند نهادن

چو عشق بیدلی با دلستانی ‌ ‌ ‌ شد اندر شهر یاری داستانی
زن و مرد از حدیث آن زن و مرد ‌ ‌ ‌ بهر جایی که بنشد قصه میکرد
اگر مردی ز نزدیکان آن زن ‌ ‌ ‌ شده تیره ز طعن دوست دشمن
به پیش شحنه آمد خاک بر سر ‌ ‌ ‌ که ریزم خون خود با خاک این در
بده دادی که بیدادی بسی رفت ‌ ‌ ‌ همه آب کسان از ناکسی رفت
جوانی نام ما را خاک کرد است ‌ ‌ ‌ دل از شری که باید پاک کرد است
ز نخلستان ناگشته رطب جوی ‌ ‌ ‌ کز آن نی رنگ خواهد یافت نی بوی
پس آنگه کرد از آن سر گره باز ‌ ‌ ‌ به پیش شحنه از انجام و آغاز
بد و نیکی که پیش شحنه بودند ‌ ‌ ‌ بر آن دعویش اشهادی نمودند
بخواندش شحنه زنجیری در دست ‌ ‌ ‌ بدیگر بند پایش کرد و هم دست
اسیری بند محنت ها کشیده ‌ ‌ ‌ همه زنجیر صبر از خود بریده
به بندش درکشید آن چرخ قتال ‌ ‌ ‌ همی گفت از سر حالت در آن حال

بنوای زن گو که ای همرنگ هم راز
بهمسازی دمی با همعنان ساز

بیا ای شعرخوان شعری که خواندی
گلی بود آن که بر بستان فشاندی

گلستانِ دگر را باز کن در
وگر ره تازه گردان مجلس از سر

بیا ساقی بیاران جام جان‌بخش
بجان درمانده [illegible] امان‌بخش

بمن ده تا غمی از دل برآرم
وزو جان نو اندر تن درآرم

نرم شدن دل معشوق و سخن گفتن با عاشق و وعده دادن بوصال

چنین گویند دانایان این دیر
که چون یکچند شد سیاره را سیر

بزرگ و خورد را روشن شد این حال
بدین حالت برآمد چارده سال

شبی افشانده ماه چارده نور
غبار ظلمت از آفاق شد دور

تو گفتی مه ز انجم مایه انگیخت
ز بهر چارده بازی درم ریخت

برآمد صبح تا گه وان درم خواند
گر شش روز بر دین کال درماند

بت هندو نژاد آن شب ببازی
چو ترکان غمزها در ترکتازی

همه شب با پری رویان شب آیا
چو چشم یار خود بودست بیدار

چو وقت صبحدم شد یاد کردش
که یاد آمد ازان دمهای سردش

پشیمان گشت آن معشوق زیبا
که بود از عاشقی چندان شکیبا

شکیبایی برون آمد ز پرده
کلید رحمت اندر دست کرده

در دل برگشاد آن سنگدل را
بشست از سنگ او زنگ و غل را

بیاران گفت ماه کبک رفتار
که فردا بار خواهم برد با یار

چو بزم وعده در طبعش بیاراست — بجام بوسه مستش کرد و برخاست

ازاں خلوت چو آمد سوئے خانه — همی جست آں تمنا را بهانه

جهاں کو آرزو ها را کند خاک — زد اندر دامن مقصودشاں خاک

حدیث آں جگرهائے که خوں شد — بدیگر داستاں گویم که چوں شد

بیا مطرب بگو ما را سرودے — اگر گوئی دهم از دیده رودے

سرودت را بود از رود ما آب — تو قدر ایں سرود و رود دریاب

بیا ای شعر خواں تو کار خود کن — دل سرگشتهٔ ما را مدد کن

بخواں نقشے که ما را نور بخشد — شفائے در تن رنجور بخشد

بیا ساقی بیار آں میوه روح — پئے راحت ده دلهائے مجروح

بیا تا در صف مستاں نشینیم — جدائیهائے عالم را ببینیم

وفات یافتن معشوق و سوختن او و خبر رسیدن بعاشق و سوختن او بموافقت معشوق

چو ترک رومی از روز شب تار — برآورد آتشے روشن عب دار

تو گفتی شب چو صبح آتش افروخت — برسم هندواں خود را دراں سوخت

بت بند و سرشت از خواب برخاست — نقاب ابر از مهتاب برخاست

بشوهر دید عزم راه کرده — بسیج کوچ منزلگاه کرده

بیامد برگ ره ترتیب کردش — براں زاویه که بود از گرم و سردش

از آلاتے که اندر راه شاید — بدادش هر متاعے کاں بباید

چو هم خانه زخانه سر بروں کرد — تو گوئی خانماں را سرنگوں کرد

هماندم تپ گرفت آن دل ستان را | نه دل را بلکه کار افتادگان را
چنے سوزنده تر از آتش تیز | گدازاں شد تن شمع شکر ریز
سه روزاں نازنیں فتاد در تاب | بیکباره بماند از خورد و از خواب
چهارم روزش آں بت تیز تر شد | گل سیراب را گونه دگر شد
چو جان او ز سینه قصد لب کرد | بجاں در ماند مادر را طلب کرد
بمادر گفت اے تاج سر من | صدف ساں پرورده مارا گوهر من
مرا در ده که جانم بار بربست | گل من رخت ازیں دار بربست
بگو تا ز آتش و هیزم در آرند | وگر زیں سوخته دودے برآرند
مرا خود آتش دل هست بسیار | تنے چوں هیزم خشک از غم یار
همیں اسباب من با من پسند ست | کسے کو اینچنیں مرده است زنده ست
ندانم با که خواهد گفت ایں راز | براں پیرانه ساز خانه پرداز
که یار دیده جانش را دراں سوز | که بیند طالع او را بداں سوز
منش وعده دهم بس رخت بندم | کند بر خویش یا بر بخت خندم
چه گویم با که گویم چیست تدبیر | که در دل شست ناوک در جگر تیر
جگر اینکا فنم و بیروں کشم دل | کنم هر دو بیک جا در ته گل
اگر آید آں مخالف بخت بد روز | خبر پرسد ز دل بیند دل افروز
بگو بیندش که رفت او دل همیں جاست | همیں ره رفتن منزل همیں جاست
بگفت ایں و بهم پیوست دیده | قفس بر جا و مرغ از وے پریده
خروشے زار ازاں خانه برآمد | بهر دل زان خبر دودے برآمد

کند مرگ ازیں کوته گلو گیر
چه بندی مرده را در به زنجیر

یکے در دوستاں ہیں چند رانند
ازایشاں سهل باشد چند مانند

چو ایشاں را طلب کردن شتابی
اگر آں گنج در خلوت بیابی

گلے را کز زمیں بر روید امسال
بگو پارینه یاراں را چه شد حال

مرا لایق ترے پرسید امروز
که در دل داغها دارم دریں سوز

حسن گر با تو دردے ہم نفس بود
ورق بشکن ہمیں یک حرف بس بود

اگر رفتند یاراں ہت ره خویش
ترا ہم ہست آں ره رفتنی پیش

بیا مطرب تو راه خویش را باش
علاج ایں درون ریش را باش

برآر از چنگ نالاں ناله زار
منم با ناله و زاری و با یار

بیا اے شعر خواں بنشیں زمانے
ازیں مجموعه برخواں داستانے

برآہنگے که مرغ صبح زارد
بهر لحن از ہوا مرغان درآرد

بیا ساقی بیاراں خون جوشاں
بداں خون خویش خوانم را فروشاں

بده تا مست گردم بے خبر نیز
که مستاں فارغند از چیز و ناچیز

ذکر تلطف ملک اعزالدین

کسے کو نعمتے را شکر گوید
مزید روزگار خویش جوید

عیاذاً باللّٰه ...... بپیچید
ز پیچاں کاری دوراں نه پیچید

مرا ہم منعمے چوں نعمتے داد
بباید کرد شکر نعمتش یاد

بنام او کنم ایں نامه خاص
ازو نام آوری از بنده اخلاص

سر بختم تو بگرفتی ز غفلت — من این را کے توانم شکر گفتن
چو بیمار او فتادم آنچناں ست — ازاں بیمار پرسی ہا کہ در تست
نوازش ہائے بے اندازہ کردی — بشربت ہائے خاصم تازہ کردی
ز زر بخشی و جاں بخشی نمودن — نکردی کم بدیں نتواں فزودن
حسن اینجا رسیدی در دعا ہیچ — بدست تو چہ باشد جز دعا ہیچ
الٰہی شاہ را بر تخت گہ دار — ملک را از ہمہ آفت نگہدار
شہنشہ قرنہا با ملک مقروں — ملک را ہر دم از وے دولت افزوں
ملک را دہ ملک را وز دیدہ — بدیشاں چشم بد ہیں نا رسیدہ
بیا مطرب نوا را بر کش آہنگ — بزن در کاسۂ طنبور خود چنگ
بیا اے شعر خواہا در چہ کاری — نثار وقت ما کن ہر چہ داری
بخواں ہر گفتۂ خوش کایدت یاد — کہ بر خوش گوئی و خوش خواں آفریں باد
بیا ساقی بیاراں جام گلرنگ — مے رخشاں درو چوں لعل در سنگ
بمن دہ تا بنوشم مست گردم — خرد گو نیست شو من ہست گردم

تمت

الا اے قصہ پرداز سخن ساز — ازیں پردہ چہ بازی میکشی باز
حکایت ختم شد دیگر چہ داری — بروں آر از خریطہ ہر چہ داری
ہنوزت ہست از آں افسانہا یاد — دل ویرانت از گنجینہ آباد
ہنوزت لب پر از نظم خوشاست — ہنوزت حقہ پر لولوئے ناسفت

سپهر سربلند و بخت فیروز ‏ ترا داوست ملک معنی افروز
چو تو نامد دریں روز زمانه ‏ دوگانے گوئے جادوئے یگانه
نیاید از خسان ایں مهره سفتن ‏ نکوگویان نکو دانند گفتن
بدیں طرز آنچه می ماند تمامی ‏ بنام ایزد چه خوش گوید نظامی
زہے خوش گفتن آں پارسا پیر ‏ لطافت در سخن چوں شهد در شیر
مرا بنگر ز بے انصافیٔ خویش ‏ گرفته از فضول ایں پیشه را پیش
چه بے شرمم که ایں دری کشایم ‏ چناں گل دیده ایں گل مینمایم
زمن بے شرم تر ہم مرد مانند ‏ که ایں خوانده از آں خویش خوانند
چه گفتم کیں سخن ناگفتنی بود ‏ ره از خار خصومت رفتنی بود
همی خواهم ز یزداں تو ہر دم ‏ نه از ناگفتنی از گفتنی ہم
چه کارست ایں ہوس را کار بستن ‏ ز تو نقشے بهر دیوار بستن
اگر خاطر نه عشق ایں در کشادے ‏ کجا طبعم سخن را سر کشادے
حدیث عشق کز سر تازه شد باز ‏ بعشق آرایم انجامش چو آغاز
بخواهم کرد ترتیب شگرفی ‏ دریں نامه نبشتم چند حرفی
محبت لوح بود و عشق خانه ‏ ازاں نامش نهادم عشق نامه
نمودم اندریں چنداں تفکر ‏ سواد یکشبه بود ایں همه در
بسال هفصد ایں در شد نموده ‏ دوشنبه غرهٔ ذوالحجه بوده
چو در نظم آمد ایں ابیات دلکش ‏ شمردم حاصل آمدش صد و شش
نه از خود کردم ایں افسانه منظوم ‏ که مشهور است ایں قصه در ان بوم

اگر گوئی که این گفتن چرا بود — بیان عشق بے دنیاں خطا بود

بیان عشق کار ہر زبان نیست — چو قائل زنده دل باشد زیاں نیست

تواں کردن بصد چشمه زباں تر — ولیکن عشق دریائیست دیگر

که کار عاشقی کاریست جانی — ز کفر و دیں برونست آں معانی

بیا مطرب مکن از خویش یادے — دریں آتش کده در کبر بادے

زخود تولے که من گفتم بدل کن — بیک تولم همه اشکال حل کن

بیا اے شعر خواں ایں نامه برگیر — فسونے نو دریں هنگامه برگیر

تو برخواں ایں مثال مهربانے — بتوقیع قبول جاودانے

بیا ساقی سر قرابه بگشائے — چو دیدی پیشهٔ ما چیست پیش آئے

بده آں می که عشقش مهر کردست
کزاں مے جز حسن دیگر نخوردست

تمام شد کلیات حسن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۵	۸	افتاد	او فتاد	۱۶۲	۱	شُستہ	شَستہ
۱۱۹	۱۴	سجاد	سجادہ	〃	۵	پچیں	پچنیں
۱۲۳	۱	توتے	توئی	۱۶۵	۶	سگے	سگ
۱۲۴	۱۴	توتے	توئی	〃	۱۰	با	یا
۱۲۵	۳	کہ در	کہ ز در	۱۶۷	۱۳	تو	نَو
۱۲۶	۱۵	کر	کز	۱۷۰	۵	دید	دیدہ
۱۳۱	۲	کہ چہ	چہ	۱۷۲	۷	کوش و	گوشو
۱۳۷	۹	ے جنبدی	ے جنبیدی	〃	۱۱	گورسے	گورِ
۱۳۹	۱	فشانی	فشانی	۱۷۴	۱۰	بیا	بنیاد
۱۴۰	۵	و	وار	۱۷۵	۱۰	گو	کو
۱۴۳	۲	تو	نَو	〃	۱۳	سور	سوز
〃	۱۴	چول	چوں	〃	۱۵	دل بتاں	دل بہ بتاں
〃	〃	توشیں	نوشیں	۱۷۶	۵	بجیں	بچمن
۱۴۴	۹	گر	اگر	〃	۱۲	جنگ	چنگ
۱۴۶	۱۲	از	ار	۱۷۷	۱۱	ریز	زیر
۱۵۰	۱۱	اماالکاتبیں	کراماًکاتبیں	۱۸۰	۲	دشنام	دشنامم
۱۵۴	۱۶	از	ار	۱۸۰	۳	ہیہدہ	بیہدہ

صفحہ	شعر	غلط	صحیح	صفحہ	شعر	غلط	صحیح
۱۸۰	۵	جنبدے	جنبیدے	۲۰۵	۴	پیش	بیش
″	۱۵	بعمرے	بعمر	″	۱۳	میہمانم	میہمانیم
۱۸۱	۳	جو	چو	۲۰۷	۹	داو	داده
۱۸۳	۲	دیدم	دیدیم	۲۰۸	۵	ملکِ و دل	ملکِ دل
″	۴	خوانی	خوانیم	۲۰۹	۳	کم	گم
۱۸۴	۲	زیر	ریز	۲۱۰	۹	رلف	زلف
۱۸۵	۹	جو	چو	۲۱۱	۹	کردمد	کردند
۱۸۷	۲	افتد	او فتد	″	۱۳	جست	چست
۱۹۰	۱	اے	اے کہ	۲۱۷	۵	نوارش	نوازش
″	″	چوں	خوں	″	۸	زنگ	رنگ
۱۹۱	۵	بز	بر	۲۲۰	۳	چو	چوں
۱۹۴	۱۲	بگنج	بکنج	۲۲۱	۱	حال	خال
۱۹۷	۱	یا	با	۲۲۲	۱۱	توکیے	توکہ یکے
۱۹۸	۸	از	ار	″	۱۳	حبّار	جبّار
۲۰۰	۸	اے	اے کہ	۲۲۵	۱	بناں	بنال
۲۰۴	۲	اے توز	اے زتو	۲۳۳	۵	کند	کنند
۲۰۵	۳	ست	دست	″	۷	حق من	حق کہ من

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۴۸۰	۳	جهان ستاند	جهان ستان باد	۵۲۵	۱۵	تیر	تیز
〃	〃	گل	کل	۵۳۱	۱۴	هرار	هزار
〃	۱۲	نهاد	نهال	۵۳۷	۱۱	د	داب و
۴۹۰	۱۱	فیروز	افروز	۵۴۰	۱۶	صوت	صورت
۵۰۰	۳	رور	روز	۵۴۲	۶	تو	چو
۵۰۸	۲	گیرد	گیرند	۵۶۵	۱۵	برخودار	برخوردار
۵۱۱	۹	بخشاے	به بخشاے	۵۶۹	۹	زمیں	زیں
〃	۱۵	ساہاں	نماہاں	۵۷۰	۳	ے سیفت	می شگفت
〃	حاشیه	گوسفند ذبح	مسافرخانه	۵۸۸	۶	پیوست	بپیوست
۵۱۴	۲	زشفق	چوشفق	〃	۱۰	براستاں	راستاں
〃	〃	بفصل	بفضل	انتباه — شماره صفحه ۵۹۹ غلط چاپ شده است تصحیح باید نمود			
۵۱۹	۱۴	ودراں	دراں	۵۸۹	۱۱	اش	باش
۵۲۱	۱۵	عقل وفضل	عقل فضل	۵۹۶	۱۸	ریاخوں	ویاخوں
۵۲۲	۱۷	وہم رابعه	ورابعه	۶۲۱	۳	خاضم	خاصم

دام اقبالہٗ

سر مہاراجہ یمین السلطنت بہادر صدر اعظم باب حکومت

نے

از راہِ علم دوستی دیوان حسن کی دائمی اشاعت کا

حق

مکتبۂ ابراہیمیہ کو عطا فرمایا ہے